اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

نیچے والے ناولز پڑھنے کے لیے ناول نام پر کلک کرے

Azmil E Junoon By Aliza Ayat
Ishq E Sehra By Anushy Ahmed

Black Moon By Nisha Umar (S1)

Black Moon By Nisha Umar (S2)
Dedar E Yaar By Gumnam Larki
Rah E Kamil By Zumar Shahbaz

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal
Jan E Professor By Maryam Writes Complete

تو ہی دل کی بے قراری

دیا زہرہ

قسط نمبر ۱ & ۱۵

اپنے بھائی کے قتل کے عوض مجھے دعا سلطان چاہیے "۔۔۔۔۔"

وہ سرد سپاٹ چہرہ لیے بولا اُس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اور چہرہ حد سے زیادہ سرد مہری لیے ہوئے تھا

گاؤں کے لوگ اُس کی آواز میں سرد پن محسوس کرتے سہم گئے جبکہ وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بڑے کروفر سے بیٹھا تھا جیسے سامنے بیٹھے سرداروں کی ذرا برابر بھی عزت نہیں تھی لیکن وہاں اُسے کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا وہ خود بھی تو ایک سردار تھا اپنے گاؤں کا جسے باقی سرداروں کے فیصلے سے کوئی غرض نہیں تھی

پنچائیت کے مجمع سے ذرا فاصلے پر کھڑی اُس نازک اندام لڑکی کو لگا دنیا جیسے اُس کے لفظوں کو سماعتوں میں انڈیلتے ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔

سردار یزدان علی شاہ آپ کے بھائی کو میں نے قتل کیا ہے تو نتیجتاً آپ کو" مجھ سے شادی کرنی چاہیے"۔۔۔۔

وہ سانس روکے بولی وہ محبت سے گندھی ہوئی لڑکی تھی جو آج بھری محفل میں اُس کے روبرو کھڑی تھی اُس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی یزدان علی شاہ نے آتش فشاں بنی نظروں کو اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ لڑکی اذیت کی انتہا پر جاتے وہ الفاظ بول رہی تھی صرف اُسے حاصل کرنے کے لیے۔۔۔۔!!

اُسے وہاں دیکھ کر کئی یادیں اُس کے ذہن میں گھوم گئیں اور پھر ایک وحشت ناک یاد نے "یزدان علی شاہ" کو اُس کی طرف نفرت سے دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

تم سے کسی نے نہیں پوچھا لڑکی۔۔۔!! مجھے دعا سلطان ہی چاہیے"۔۔۔"

وہ بولا تو میراب سلطان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا یزدان علی شاہ کا

۔۔۔!اُس شخص کا لہجہ اجنبی تھا۔۔۔!ہاں تبھی تو میراب سلطان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تھا

کیا وہ وہی یزدان علی شاہ تھا جو اُس کی آنکھوں میں چمکتی نمی سے بھی خائف ہو جاتا تھا اُسے ٹوٹ کر چاہنے والا اُس کے بغیر مر جانے کے دعوے کرنے والا ۔۔۔؟؟

!!نہیں۔۔۔

میراب نے دھند کے پار دیکھنا چاہا میراب سلطان نے یزدان علی شاہ کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا وہ دیکھنا چاہتی تھی جو نفرت اُس کے لہجے میں شمار تھی کیا اُس کی آنکھیں بھی اُس نفرت کی زد میں تھیں۔۔۔؟؟

وہ دیکھنا چاہتی تھی دھند کے پار اُس کی آنکھوں میں۔۔۔۔!! ہاں لیکن چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟؟

مت بھولیں آپ منکوحہ ہوں میں آپ کی اور آپ کو دوسری شادی کی"

"اجازت نہیں دیتی میں

وہ ہمت کرتی پھر سے بولی میر اب کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہو رہا تھا جبکہ اُس کی بات پر مجمع میں سکوت چھا گیا اور سرداروں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں ۔۔۔۔

منہ بند رکھو اپنا"۔۔۔۔"

وہ سخت دہشت سے دھاڑا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر سیدھا آندھی طوفان بنا اُس کی طرف بڑھا میر اب اُس کے اس قدر شدید غصے سے پیچھے کو قدم لینے لگی جب وہ اُس تک آتا اُس کا بازو دبوچے اُسے اپنے ساتھ لیے چلنے لگا

وہیں قریب ایک گھر میں داخل ہوتے وہ گھر کے لوگوں کو نظر انداز کیے ایک قدرے خالی کونے میں اُسے لاتے پٹخ چکا تھا میراب نے ہلکی نم گلابی ہوتی آنکھوں سے اُسے طنزیہ انداز میں دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں یزدان علی شاہ ایک معصوم لڑکی کی آڑ میں چھپنا چاہتے ہو تم "۔۔۔۔" میراب سلطان نے طنز بھری کاٹ دار نظر اُس کے حد درجہ سرخ ہوتے چہرے پر ڈالی اُس کی بات پر مقابل کے تن بدن میں آگ سی بھڑکی تھی ۔۔۔۔

" ہاں من پسند شخص کے طنز آگ لگا دینے کا فن رکھتے ہیں "

چھوڑوں گا نہیں میں تم میں سے کسی کو بھی جتنا اور جس حد تک میں تڑپا" ہوں اُس سے بھی زیادہ تڑپاؤں گا تم سب کو "۔۔۔۔۔

وہ اُس کا چہرہ دبوچے فولادی انگلیاں سختی سے چہرے میں پیوست کرتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے سفاکیت سے بولا کہ میر اب سلطان کی ریڈھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی۔۔۔۔

باقیوں کی ب۔بات کیوں کر رہ۔رہے ہو یزدان علی شاہ اتنی مردانگی ہے" تم میں تو م۔مجھے تڑپا کر دیکھاؤ"۔۔۔۔۔

وہ اٹکتے لہجے میں بولی وجہ وہ سخت گرفت تھی جو چہرے پر بڑھتی جا رہی تھی یزدان کی آنکھیں خالی ہو گئیں اور سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھ سے آنسو گرا یوں یزدان علی شاہ کو لگا جیسے وہ آنسو اُس کے دل پر گرا ہو وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔۔۔

ذرا میں بھی تو دیکھوں کس قدر حوصلہ ہے تم میں اپنی ہی محبت کو تڑپانے کا"

۔۔۔۔"

وہ آنکھیں جھپک رہی تھی بار بار اور وہ اُن پلکوں کی لرزش میں کھو رہا تھا یکدم اُس نے سر جھٹک دیا اور اُس کے چہرے پر خطرناک تاثرات چھا گئے اُس نے میر اب سلطان کا چہرہ جھٹکا یوں جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔۔۔۔۔۔۔

ڈر گے ہو یزدان علی شاہ۔۔؟؟ ہونہہ یاد رکھنا تم۔۔۔۔!! اگر میں تڑپی تو" سکون تمھیں بھی نہیں آئے گا تمھارے سینے میں میری محبت سے بھرا دل ہے "

وہ اٹل لہجے میں بولی یوں جیسے وہ سچ بول رہی ہو اور ایسا ہی تھا وہ شخص محبت کا دم بھرتا تھا اُس کے ساتھ اور اُسے تڑپانا اتنا آسان تھا کیا۔۔۔؟؟ نہیں ۔۔۔! ہر گز نہیں

" جن سے محبت ہو اُن کی تکلیف بھی تکلیف دیتی ہے "

یزدان علی شاہ نے سامنے کھڑی لڑکی کو قہر آلود نظروں سے دیکھا جو ہلکی نم گلابی ہوتی آنکھیں لیے اُسے دیکھ رہی تھی اُس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی جو یزدان علی شاہ کو مات دینے کو بے قرار تھی۔۔۔۔

محبت۔۔۔۔!! وہ تو کب کی میرے دل سے دربدر ہوئی بھٹک رہی ہے" میر اب سلطان اب بس اِس دل میں تمھارے لیے ایک ہی جذبہ ہے وہ بھی !! خالص۔۔۔!! نفرت کا جذبہ۔۔۔

میر اب سلطان سن لو تم یزدان علی شاہ خالص نفرت کرے گا تم سے ایسی" نفرت کہ تم اپنی قسمت پر ماتم کرو گی"۔۔۔۔۔۔۔

وہ وحشت سے لبریز الفاظ تھے جو وہ بول گیا تھا میر اب سلطان کو لگا وہ الفاظ چابک کی طرح اُس کے جسم پر برسے ہیں اور اب اُس کی روح ہی کھینچ لیں گے وہ لرز گئی تھی دل لرز گیا دور ایک مدھم سی آواز میں محبت سے لبریز

جذبوں سے پُر ایک جملہ پسِ منظر میں اُس کے کانوں میں بازگشت کرنے لگا

۔۔

میر اب سلطان یزدان علی شاہ کو محبت ہے تم سے اور اس محبت کو یزدان علی" شاہ ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھے گا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میر اب سلطان کی آنکھیں پانیوں سے تر ہو گئیں گہری ساحرانہ آنکھیں جس پر یزدان علی شاہ طنزیہ ہنسا اور وہ پہلی بار تھا جب میر اب سلطان نے اُس کا ایسا لہجہ ایسی زہر خند مسکراہٹ اپنے لیے دیکھی تھی۔۔۔۔

ہاں کئی چیزیں زندگی میں پہلی دفعہ ہوتی ہیں یزدان علی شاہ کا میر اب" سلطان کے لیے یہ زہر خند لہجہ بھی انہی "فرسٹ ٹائم ہیپنڈ تھنگ" میں شمار ہوتا تھا"۔۔۔

وہ چلا گیا تھا اور میر اب سلطان اکیلی رہ گئی تھی اُس کے رخسار پر آنسو کی ایک ہلکی سی دھار پھسلی اُس کا تنفس پھول گیا تھا۔۔!! اُس نے دو پل کو آنکھیں میچیں۔۔۔! ہاں بس دو پل کو۔۔! دو پل کافی تھے۔۔۔!

اُس نے اپنے رخسار پر پھسلی آنسو کی دھار کو صاف کرتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔۔۔

اُس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی یوں محسوس ہوا جیسے سب کچھ پرفیکٹ ہے۔۔۔! ہاں ظاہری طور پر سب کچھ پرفیکٹ تھا۔۔۔

ہاں بعض اوقات انسان چاہتا ہے وہ ظاہری لحاظ سے پرفیکٹ ظاہر ہوتا" کہ اُس کے اندر کا خزاں موسم کسی پر ظاہر نا ہو۔۔۔! ہاں ظاہری طور پر " پرفیکٹ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ انسان باطنی طور پر بھی پرفیکٹ ہے

❁❁❁❁❁❁

" سردار یزدان علی شاہ۔۔! یہ سب کیا ہے آپ کیا چاہتے ہیں؟؟ "

وہ واپس آتے درشت تاثرات لیے کرسی پر براجمان تھا جب پنچایت میں بیٹھتے ایک سردار نے اُس کی جانب دیکھتے استفسار کیا۔۔۔!

اُس نے نظر اٹھا کر دیکھا وہ بھی آچکی تھی وہ وہی کھڑی تھی اپنی جگہ پر۔۔۔۔

یزدان علی شاہ اُس کی موجودگی پر چونکا نہیں تھا وہ چونکا تھا تو بس اُس کے سپاٹ چہرے پر۔۔۔! ہاں اب میر اب سلطان پرفیکٹ نظر آرہی تھی اُس کے چہرے پر دکھ نہیں تھا۔۔۔! وہ درد نہیں تھا جو یزدان علی شاہ یقیناً اُسے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

میں کچھ کہنا چاہتی ہوں"۔ "

لوگوں کے پار سے ایک نسوانی مگر رعب دار آواز گونجی کئی گردنیں اُس کی جانب گھومیں۔۔۔! کئی نظریں اُس کی جانب اٹھیں۔۔۔! اُن نظروں میں اُس کی نفرت کو قائم رکھتی نظریں بھی تھیں۔۔۔

سردار یزدان علی شاہ کے بھائی کامران شاہ کو میں نے اپنے ہاتھوں " !! سے قتل کیا ہے۔۔۔ "

وہ کچھ پل ٹھہری حلق میں ابھرتے گرہوں کو حلق کے نیچے اتارا۔

میں میر اب سلطان سب کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہوں " اور اِس معاملے میں۔۔۔! میں کوئی صفائی پیش کرنا نہیں چاہتی۔۔۔! میں سزا کے لیے تیار ہوں"۔

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی اُس نے ضبط کو چھوتی ہلکی گلابی ہوتی آنکھیں باقی سرداروں سے پھیر کر سردار یزدان علی شاہ پر ڈالیں۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے اُسے ہی تک رہا تھا بھوری آنکھوں کا ارتکاز کالی آنکھوں سے ہوا اور کچھ پل وہیں ٹھہر گیا۔۔۔ جیسے سب کچھ ٹھہر گیا ہو جیسے وہ بھورا کالا ارتکاز وقت میں بہت پیچھے چلا گیا ہو

یہاں کسی کی مرضی کے مطابق فیصلہ نہیں ہو رہا۔۔۔! مجھے دعا "
سلطان ہی چاہیے آپ کی کزن محترم ہی"۔

وہ بضد ہو گیا تھا۔۔۔! اور یزدان علی شاہ کی ضد مشہور زمانہ تھی۔۔۔!
ہاں وہ یزدان علی شاہ تھا وہ کوئی اور جذبہ اپنے اندر رکھے نا رکھے لیکن "ضد"
کو وہ ہمیشہ مقدم رکھتا تھا۔۔۔

وہ تو آپ کو نہیں مل سکتی سرکار سائیں جی۔۔۔! اور اگر آپ اپنی "
منکوحہ کو آزمانا چاہتے ہیں تو شوق سے"۔۔

لہجہ نڈر تھا وہ بس اُسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔! پہلی ملاقات کی میر اب سلطان
اِس میر اب سلطان سے کوسوں دور تھی۔۔۔! خاصی مختلف۔۔۔

خبردار لڑکی۔۔۔! تم ایک سردار کو للکار رہی ہو"۔ "

وہ جبڑے بھینچے بھوری آنکھیں میچ کر کھولتے تحمل کے آخری مراحل میں تھا

۔۔

منصف اگر ناانصافی کرے تو آپ کا پہلا حق یہی ہے کہ آپ اُس کی "

مخالفت کریں اور میں مخالفت کرتی ہوں۔۔۔! منصف"۔۔

اُس نے ہلکی سی مٹھیاں بھینچ لیں تھیں وہ میر اب سلطان تھی اور اُس نے

کبھی دب کر جینا نہیں سیکھا تھا۔۔۔! یہ اُس کی نسوانیت کے خلاف

تھا۔۔۔۔

میں آپ کی منکوحہ ہوں۔۔! آپ شرافت اور تمیز سے میرے گھر "

برات لے کر آئیں باقاعدہ مجھے رخصت کروا کر لے کر جائیں ورنہ آپ کا ہر

فیصلہ میں رد کرتی ہوں"۔

مجمع اُس کی بات پر حیرت زدہ رہ گیا۔۔وہاں سب جانتے تھے ونی کی گئی

! لڑکی کیسے روانہ ہوتی ہے یا اُس کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔۔

آپ اپنی حد پار کر رہی ہیں"۔۔ "

وہ دانتوں پر دانت جماتے دبے دبے غصیلے لہجے میں غرایا۔۔

احتیاط سے"۔ "

جواب انتہائی اطمینان سے آیا تھا وہ غصے سے آنکھیں میچتے واپس کھول گیا

اُس کے ماتھے پر تین بل نمودار ہوئے۔۔

آپ شام کو رخصتی کے لیے آ سکتے ہیں"۔ "

وہ اُس کے ماتھے پر پڑتی سلوٹوں کو یکسر نظر انداز کرتے بولی تھی۔ہاں وہ نظر انداز کر چکی تھی کہ وہ کس قدر ضدی تھا۔

وہ اُس شخص کو اتنی آسانی سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔۔!اس لیے نہیں کہ وہ اُس کو پسند کرتی تھی۔۔۔!اِس لیے کہ وہ غلط تھا اور غلط لوگوں کو بخشنا میر اب سلطان نے ہر گز نہیں سیکھا تھا۔۔وہ اُسے وہاں لا کر مارنا چاہتی تھی !جہاں وہ شخص اُس سے تو کیا خود سے بھی نظریں چرانے سے کترائیں۔۔۔

یہ یہاں کیا تماشہ ہو رہا ہے"۔۔؟؟ "

ایک سخت گیر آواز پر میراب سمیت باقی سب نے بھی دوسری جانب دیکھا جہاں کچھ دور کئی گاڑیاں اور جیپ آکر رکی تھیں اور اس میں سے اترتا ایک لمبا چوڑا مرد اِدھر ہی آرہا تھا اُس کے پیچھے دو آدمی بھی تھے جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا باقی کچھ آدمی پیچھے گاڑیوں کے پاس ہی کھڑے تھے۔۔

بھائی"۔۔ "!

وہ آنکھوں کو بار بار جھپکتے مدھم آواز میں بولی وہ آنکھوں کی نمی کو اپنے بھائی ہر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔! کبھی نہیں۔۔

" !میں نے بولا تھا ناں میرا انتظار کرنا۔۔۔ "

آدم سلطان اُس کے نزدیک آتے ہلکی آواز میں گویا ہوا وہ سیدھا شہر سے یہیں آگیا تھا میراب نے ایک زخمی سی نظر یزدان علی شاہ پر ڈالی۔۔

بھائی فیصلہ ہو چکا ہے"۔۔ "

وہ ضبط سے بولی۔۔! وہ اُس کی منکوحہ تھی وہ اُسے پسند کرتی تھی وہ چاہتی تھی وہ اُسے عزت سے اپنے ساتھ رخصت کر کے لے جائے۔۔۔۔! وہ اپنی محبت حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن عزتِ نفس کو داؤ پر لگا کر نہیں سو اُس لڑکی نے ایک آخری وار کا فیصلہ کیا۔۔۔ہاں ایک آخری وار جو ابھی وہ کرنے والی تھی۔۔

لیکن یزدان علی شاہ۔۔۔! وہ اندھا ہو گیا تھا۔۔۔! اور اِس بار وہ محبت میں نہیں انتقام میں اندھا ہو گیا تھا۔۔! وہ یزدان علی شاہ جو ٹھہرا ضدی تو ہو گا ناں ۔۔

یزدان عزتوں کو یوں پنچائیت میں نہیں اچھالتے بات گھر میں بھی ہو سکتی ہے"۔

آدم نے میراب کو یکسر نظر انداز کرتے یزدان علی شاہ کی جانب دیکھتے کہا اُس کے آبرو ہلکے سے تن گئے تھے۔

اب کچھ ایسا باقی نہیں رہا کہ اُسے گھر میں بیٹھ کر حل کیا جائے"۔ "

وہ اب بھی بضد تھا اُس نے آدم کی طرف سے ہلکا سا رخ پھیر رکھا تھا آدم سلطان اُس کا اچھا دوست تھا۔۔۔!

اور پھر دوستوں کے سامنے اکثر انسان ہار ہی جایا کرتا ہے"۔ "

تو کیا فیصلہ ہے تمھارا"۔؟ "

آدم سلطان نے آستین کو اوپر چڑھاتے پوچھا اُس کا خود کا لہجہ کرخت ہو گیا۔۔

مجھے تمھاری کزن دعا سلطان چاہیے"۔ "

وہ گردن اکڑا کر بولتا کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا گویا اُسے کسی بات کسی رشتے کی پرواہ نہیں۔۔۔! ہاں اندھے لوگ نہیں دیکھ سکتے کہ

سامنے موجود شخص رو رہا ہے یا ہنس رہا ہے جب تک کہ وہ اُس کی آواز نا سُن لے وہ بھی اندھا ہو گیا تھا۔۔۔ہوش گنوا بیٹھا تھا وہ۔۔۔۔! کہ وہ اپنی ہی عزت کو یوں بری محفل میں کھڑا کیے ہوئے تھا۔۔

غصہ ایسا ہی ہوتا ہے "دھند" کی مترادف انسان کو کچھ نظر نہیں آتا جب تک کہ وہ سچ کے قریب نہ پہنچ جائے۔۔! اور اِس وقت یزدان علی شاہ سچ سے بہت مسافت پر کھڑا تھا۔۔ہاں وہ مسافت پر کھڑا تھا اور مغروریت سے بھی۔۔۔

یہ کیسی بے تکی بات ہے سردار یزدان آپ کا نکاح میری بہن "
میرا اب سلطان سے ہو چکا ہے یہ سراسر غلط ہے۔۔! اگر آپ کوئی صفائی طلب نہیں کرنا چاہتے تو بہتر ہے جو مجرم ہے آپ اُس کو ہی سزا دیں"۔

وہ سختی سے ایک ایک لفظ پر دباؤ دیتے اُسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

یزدان علی شاہ نے پہلو بدلا۔

مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔! ویسے بھی مرد پر چار شادیاں " حلال ہوتی ہیں"۔

وہ تیکھے لہجے میں بولا اُس کی بھنویں اوپر کو اُٹھ گئیں اور لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ ابھری اُس نے پل بھر کو میر اب سلطان کا ضبط سے ہلکا گلابی ہوتا چہرہ ملاحظہ کیا۔۔!

وہ دوسروں کو آگ لگانا جانتا تھا وہ یزدان علی شاہ تھا آخر۔

یزدان۔۔۔! اپنی حد میں رہو"۔ "

آدم ہتھے سے اکھڑا تھا پھولتی سانسوں کے درمیان وہ شدت سے دھاڑا تو یزدان علی شاہ سمیت باقی پنچائیت بھی کھڑی ہو گئی۔۔

پانچ گولیاں میرے بھائی کے وجود میں اتارتے تمھارے خاندان "
والے حد میں رہے تھے"۔
وہ بھی بغیر کوئی لحاظ کیے چلا اٹھا تھا اُس کی آنکھوں کے گوشے ہلکے سرخ ہو
رہے تھے آدم نے سختی سے دانت کچکچائے۔

کیوں مارا گیا تمھارا بھائی کیا جاننا چاہتے ہو تم"۔؟ "
آدم اُسے تند نظروں سے دیکھتے غصے پر قابو پاتے بولا۔۔۔۔۔
ضرورت نہیں ہے اِس کی آدم سلطان۔۔! کہانی گھڑنے میں وقت "
نہیں لگا کرتا"۔
وہ گہری گہری سانس لیتے بولا اُس کی آنکھوں سے آگ کی لپٹیں سی اٹھ
رہی تھیں جو سب کچھ جلا کر خاکستر کرنے کو بے تاب تھیں۔۔۔

دعا سلطان تمھیں نہیں ملے گی"۔ "

مدھم مگر مظبوط جملہ میرا اب سلطان کی طرف سے آیا تھا یزدان علی شاہ نے گھور کر اُسے دیکھا۔

کسی کی اتنی اوقات نہیں ہے وہ میرے فیصلے کو رد کر سکے "۔ "

وہ چار قدم اٹھاتا عین اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا وہ اُن دونوں بہن بھائیوں کے سامنے اکڑ سے کھڑا تھا۔۔۔۔ مغروریت اور طیش سے

ابھی اور اِسی وقت مجھے طلاق دو۔۔! اور دعا سلطان لے جاؤ یزدان " علی شاہ "۔

اُس کا لہجہ اٹل تھا۔۔! بغیر کسی لڑکھڑاہٹ کے۔۔۔! وہ اپنی کالی آنکھیں اُس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھے گہری گہری سانسیں بھرتی چلا کر بولی تھی

۔۔

وہ خاموش ہو گیا تھا لیکن تنفس۔۔! تنفس تیزی سے چلنے لگا آنکھوں کے گوشوں کی سرخی مزید بڑھ گئی۔۔اُس نے اپنے گرد لپیٹی شال کو مٹھیوں میں سختی سے بھینچا۔

ابھی اور اِسی وقت تمام مجمع کے سامنے طلاق دو مجھے۔۔! عزتوں کے " والی وارث تو ویسے بھی تم نہیں رہے۔۔۔! یزدان علی شاہ عزتوں کا پامال صرف نامرد کرتے ہیں "۔

وہ دانت پیستے بولی تھی انتہائی طیش سے اُس کا لہجہ نڈر اور استہزاء تھا یزدان علی شاہ ضبط سے جبڑے بھینچ گیا۔۔۔۔

میرا اب یہ تم ک۔"۔ "

بس بھائی۔۔۔! اِسے دعا سلطان چاہیے تو لے جائے یہ اِسے لیکن یہ میری " شرط ہے اِسے پہلے مجھے چھوڑنا ہو گا ابھی اور اِسی وقت "۔

وہ آنکھوں میں مچلتی نمی کو پرے دھکیل کر بولی اُس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی آنسوؤں کو حلق میں اتارتے اتارتے اُس کے حلق میں درد اٹھنے لگا تھا۔۔ہاں یہ آخری داؤ تھا۔۔۔! کچھ داؤ پیچ اذیت ناک ہوتے ہیں۔۔۔! اور میر اب سلطان اِس وقت اذیت میں تھی

اپنی زبان کو لگام دو میر اب سلطان"۔ "

یزدان علی شاہ اکھڑ لہجے میں بولا تھا وہ ایک قدم اُس کی جانب اعتماد سے بڑھی

۔۔

پنچائیت۔۔! کیا میری بات غلط ہے۔۔؟ جس نے جرم کیا سزا اُسے "

ہی ملتی ہے یا تو یہ شرافت سے رخصتی لے کر جائے میری۔۔! یا پھر مجھے طلاق دے اور جس سے مرضی نکاح کرے۔۔۔! کیوں کہ میں انہیں دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔! جو شخص بانٹنا پڑے مجھے وہ نہیں

چاہیے رتی برابر بھی نہیں چاہیے۔۔۔۔! ویسے بھی بہت سی خامیاں ہیں آپ میں"۔

وہ بولی تو خاصی بلند آواز میں لیکن نظریں یزدان علی شاہ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے پر ہی ٹکائی ہوئی تھیں۔۔۔۔! اُس نے ایک بار بھی پلک جھپکنے کی غلطی نہیں کی تھی نہ ہی اِدھر اُدھر دیکھا۔۔

سردار ہم سب کی یہی رائے ہے لڑکی ٹھیک کہہ رہی ہے سزا ملزم کو " ملنی چاہیے نہ کہ دوسرے کو۔۔۔! ہاں البتہ رواج سے رخصتی کا سلسلہ آپ خود دیکھ لیں"۔

پنچائیت میں سے ایک بزرگ بولا۔۔! وہاں چہ میگوئیاں شروع ہوئی تھیں۔۔۔! اور یزدان علی شاہ تو اپنے "نامرد" کہے جانے پر ہی تپ گیا تھا وہ تو وہی اٹک گیا تھا کہی اندر بہت اندر سے اُسے احساس ہوا کہ سامنے کھڑی لڑکی اُس کی عزت تھی اور اِس نہج پر وہ درست تھی۔۔۔۔۔ یزدان علی شاہ

مانتا تھا میر اب سلطان درست تھی لیکن وہ کبھی اِس کا اعتراف نہیں کرتا ۔۔۔۔نا کرے گا۔۔۔

! تم جانتی نہیں ہو کس بلا کو تم اپنے گلے ڈالو گی"۔۔ "

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے غضب دار لہجے میں بولا تھا اُس کی آنکھیں سرد ہو گئیں۔۔۔! میر اب سلطان نے اُس کی سرد آنکھوں میں دیکھا اور اطمینان سے قدم پیچھے کو لے لیا۔۔وہ جیت گئی تھی۔۔

آیت الکرسی آتی ہے مجھے سرکار سائیں جی"۔ "

وہ ہلکے طنز سے بولی اُس کی بات پر وہاں سب حیرت زدہ ہوئے سوائے آدم سلطان کے کہ وہ اپنی بہن سے اچھے سے واقف تھا۔۔

" وہ الٹے اور تیکھے جواب دینے کے لیے مشہور تھی "

آج شام چار بجے میں رخصتی لینے آؤں گا۔۔۔! اور اُس کے بعد میراب "
سلطان کا ہر تعلق سلطان حویلی سے ختم ہو جائے گا"۔
اور یہ ہوئی تھی شہہ اور مات۔۔۔! میراب سلطان دھیما سا مسکرائی یزدان
! علی شاہ نے اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔
پنچائیت برخاست ہو چکی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا جبکہ
پیچھے وہ اپنے بھائی کے ساتھ گاڑی کی سمت چلنے لگی۔۔
میراب وہ بہت غصے میں ہے"۔ "
آدم نے آستینیں سیدھی کرتے مدھم لہجے میں کہا۔۔

تو کیا بھائی۔۔؟ اُسے کسی اور کو دے دیتی۔۔۔؟ میں اُس سے محبت کرتی "
ہوں۔۔۔۔! بے شک اُس نے میری عزت نہیں رکھی لیکن میں اُسے
ایک آخری دفعہ آزمانا چاہتی ہوں۔۔۔۔ہاں بس آخری بار"۔

سر جھکائے اُس نے بہت نرمی سے اعتراف کیا تھا۔۔۔ہاں اُسی محبت کا اعتراف جسے بھری محفل میں اُس نے داؤ پر لگا دیا تھا۔۔۔۔

اور میرے خیال میں عورت جب تک محبت میں ہو وہ اپنے من پسند " مرد کے لیے کئی جگہ جھک جاتی ہیں، کئی کڑوی باتیں برداشت کرتے ہوئے بھی مسکرا دیتی ہیں، اپنے من پسند مرد سے کئی اختلافات اور اُس کے کئی جگہوں پر غلط ہونے کے باوجود اپنی اُس سے محبت کے چلتے وہ اُسے کئی مواقع فراہم کر دیتی ہیں۔۔۔ہاں بس وہ جب تک محبت میں ہو تب تک ہی ۔۔۔۔"

شاید وہ اب تمھیں ویسے نہیں چاہتا"۔ "

آدم نے جیپ میں بیٹھتے اُسے بھی اشارہ کیا وہ گھوم کر دوسری جانب جاتی بیٹھ گئی اور سر پر دوپٹہ درست کیا وہ جیپ سٹارٹ کرتا کچی سڑک پر ڈال گیا پیچھے چند گاڑیاں بھی تقلید میں تھیں

" محبت میں ایسا اور ویسا نہیں ہوتا بھائی۔۔! جب محبت کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھا جائے اور وہ تکلیف سے بلبلا اٹھے اور اِس کے باوجود اُس رگ کو خود سے الگ نہ کرے تو واضح ہے کہ محبت کو اُس رگ کی فکر ہے " لفظی کہہ دینے سے محبت ختم نہیں ہوتی۔۔۔! اتنی جلدی کم از کم نہیں ہوتی۔۔۔! اگر ایسا ہوتا تو آپ کے برابر میں بیٹھی آپ کی بہن اِس وقت طلاق یافتہ ہوتی "۔

وہ بہت تفصیل سے بولی تھی شاید آدم کو سمجھانے کے لیے۔۔۔! کیا صرف آدم کو۔۔۔؟ نہیں میر اب سلطان۔۔۔! میر اب سلطان کو سمجھانے کے لیے بھی تفصیل سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

اُس وقت میں صرف تمھاری وجہ سے خاموش رہا ہوں ورنہ یزدان " انتقام میں اندھا ہو گیا ہے اور تمھیں میر اانتظار کر لینا چاہیے تھا گاؤں سے باہر تھا ملک سے نہیں "۔

وہ پہلے پہل افسوس سے سر ہلاتے بولا اور پھر قدرے غصے سے ایک نظر اُسے دیکھتے موڑ کاٹا۔۔

کبھی کبھی فوری تدبیر کرنی پڑتی ہے یہ بھی ایسا ہی تھا"۔ "

وہ سامنے کچی سڑک کو دیکھتے خالی لہجہ لیے بولی۔

کیا تم اُسے سچ بتانے کی کوشش کرو گی"۔؟ "

آدم نے جیپ روکتے تشویش سے سوال کیا وہ جیپ سے اتر گئی۔

نہیں"۔ "

بس یک لفظی جواب تھا۔

ہممم چلواندر"۔ "

اُس نے سامنے سے آتے ملازم کو جیپ کی چابی پکڑائی اور اُسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

اُس نے نہیں پوچھا کہ "کیوں"۔وہ میر اب سلطان کو بہتر جانتا تھا وہ بلاوجہ کوئی کام نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔

مجھے تمھاری فکر رہے گی"۔ "

گھر کے اندرونی ہال میں داخل ہوتے وہ بولا تو لہجہ فکر مند تھا۔

آپ کو کرنی بھی چاہیے اِس بار کوئی مر گیا تو آپ ہی جواب دہ ہوں " گے"۔

وہ ہلکی سی گردن پھیر کر آدم کو دیکھتے دھیمی مسکراہٹ سے بولی تو آدم نے اُسے بے ساختہ گھورا وہ کندھے آچکا گئی۔۔

آپ پریشے کا خیال رکھنا"۔۔۔ "

وہ زینے چڑھتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی آدم اُس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔ وہ اپنی کمزوریاں ظاہر نہیں کرتی تھی۔۔۔۔ وہ میراب سلطان تھی اور وہ ایسی ہی تھی۔۔

وہ اپنی بہن کی توہین پر دوستی کا لحاظ بھی بھول جاتا لیکن اِس بار درمیان میں آنے والی بھی میراب خود تھی۔۔۔!

اُسے یاد تھا ابھی کچھ وقت پہلے یزدان علی شاہ کے سخت لفظوں پر وہ غصے سے پاگل ہوتے اُس کی جانب بڑھنے لگا تھا جب میراب سلطان پہلے ہی اُس کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

اپنے سے جڑے رشتوں کو محفوظ رکھنا اور انہیں ہینڈل کرنا وہ اچھے "
سے جانتی تھی"۔۔

تبھی وہاں دعا سلطان کے لیے لڑنے کے ساتھ ساتھ وہ یزدان علی شاہ
کے سامنے بھی ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی تھی کہ اُس کا بھائی اُس شخص کو
نقصان نہ پہنچائے۔۔

آدم سر جھٹکتا ہال میں داخل ہوتی اپنی چاچی کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔!
وہ کافی تھک بھی گیا تھا لیکن یہ معاملہ نازک تھا۔۔

❀❀❀❀❀❀

" کیا ہوا وہاں سب خیریت ہے ناں؟ "

شاکرہ بیگم ہال میں داخل ہوتے اُس کی تھکی ہاری صورت حال کو دیکھتے کسی انجانے خوف سے بولی وہ ہال میں رکھے صوفوں پر براجمان ہوتے ایک سرد مگر لمبی سانس خارج کر گیا۔۔

وہ دعا سلطان کو چاہتے تھے چاچی"۔ "

اُس نے دُکھتی کن پٹیوں پر دونوں ہاتھوں کی پہلی دو انگلیاں رکھ کر انہیں دبایا۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟ مجیب بھائی ایسے کیسے کر سکتے ہیں..؟ کچھ تو دوستی کا خیال " کر لیتے"۔۔

شاکرہ بیگم حیرت سے افسوس زدہ لہجے میں گویا ہوئیں تو آدم سلطان نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے چاچی امی۔۔۔! وہاں صرف یزدان تھا۔"۔ "

کیا یزدان نے ایسا بولا؟"۔۔ "

وہ صوفے پر ہی آگے اُس کی بات درمیان میں ہی کاٹتی ششدر لہجے میں بولیں۔۔۔! جیسے انہیں لگا ہو انہوں نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔

ہاں۔۔۔! وہاں تو مجیب انکل تھے ہی نہیں وہاں صرف یزدان تھا "

اور وہ بہت غصے میں تھا"۔۔

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور سنجیدگی سے بولا۔۔

میں مجیب سے بات کروں گا آخر اُسے سچ پتہ چلنا چاہیے"۔ "

ہال میں داخل ہوتے رزاق سلطان نے قدرے بگڑے لہجے میں کہا اور آدم سلطان کے سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہو گئے۔۔۔

" !! نہیں چچا جان۔۔۔ "

! چائے "۔۔۔ "

درمیان میں رکھی شیشے کی میز پر چائے کی ٹرے دھرتے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ ایک پل کو۔ خاموش ہوا پھر سامنے بیٹھے رزاق سلطان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

میر اب نے منع کیا ہے۔۔۔! شاید اُس نے کچھ بہتر سوچا ہے۔۔۔! " دعا سلطان تو خیر یزدان علی شاہ کو نہیں ملی البتہ شام کو میر اب سلطان کی رخصتی ہے "۔۔

اُس نے اپنی بات مکمل کی اور ساتھ ہی چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا رزاق صاحب اور شاکرہ بیگم نے بھی چائے کے کپ اٹھاتے اُسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

میرا اب کو وہاں خود مردوں میں نہیں جانا چاہیے تھا وہاں طرح "
طرح کے مرد___"۔

بس۔۔۔! وہ میری بہن ہے اور کہاں نظروں کو جھکانا ہے اور کہاں "
اٹھانا ہے اُسے اچھے سے پتہ ہے۔۔۔۔! وہ احتیاط برتنا جانتی ہے"۔۔

اچانک اُس نے گھوم کر صوفے پر بیٹھتی شیز اسلطان کی بات کاٹی تھی
شیز اصوفے پر بیٹھتی پہلو بدل کر رہ گئی جبکہ رزاق سلطان نے شاکرہ بیگم کو
تنبیہ نظروں سے دیکھا تو شاکرہ بیگم نے اپنی بیٹی کو ایک زبردست گھوری
سے نوازا وہ ضبط سے سر جھکا گئی۔۔۔

سوری آدم۔۔۔! میں بس احتیاطاً کہہ رہی تھی"۔ "

ضبط سے لب بھینچے وہ سر جھکائے بولی تو آدم نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہلکا
سا ہنکارا ابھرا۔۔

چاچو جو کام مصلحت سے ہو رہا ہے اُسے ہو لینے دینا چاہیے۔۔۔! "
لڑائی سے نقصان ہو گا۔۔۔! اور مجھے میرا اب پر پورا یقین ہے وہ اگر کہہ رہی ہے وہ سمبھال لے گی تو وہ سمبھال لے گی"۔۔

صوفے سے اٹھتے اُس نے سامنے بیٹھے رزاق صاحب کو دیکھتے سنجیدہ مگر اٹل لہجے میں کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔! لیکن اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو بہتر ہے میرا اب ہمیں " بتائے اُس کے پیچھے اُس کا خاندان کھڑا ہے"۔
رزاق صاحب مظبوط لہجے میں بولے تو آدم سلطان دھیمے سے مسکرایا اور اثبات میں سر ہلایا۔۔

موبائل پر ہوتی بیل پر اُس نے کُرتے کی جیب سے موبائل نکال کر یس کرتے کان سے لگایا۔۔

ہاں اوکے ٹھیک ہے ہو جائے گا۔۔۔! ٹھیک ہے"۔ "

اُس نے کال کٹ کرتے موبائل واپس کرتے کی جیب میں ڈال لیا اور سامنے بیٹھے اپنے چچا کی جانب دیکھا۔۔۔

چاچو ایک کام کر دیں بس"۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرایا اُس کی بھوری آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔! بے ساختہ اور عجیب سی چمک۔۔۔!

شیز اسلطان نے نظر اٹھا کر اُس کی مسکراہٹ کے بعد اُس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔! وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔! ہاں اُس شخص کی مسکراہٹ پر۔۔۔

اُس لڑکی کی نیلی آنکھوں میں خفگی نہیں تھی۔۔۔! وہاں بس چمک تھی جو سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں کی چمک کو دیکھتے بڑھتی جا رہی تھی ۔۔۔! اور مسکراہٹ۔۔۔! مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔! اور پسندیدہ لوگوں کو یوں ہی تکا جاتا ہے جیسے وہ دنیا میں موجود کوئی معجزہ ہوں۔۔۔۔ زخموں کی شفا ہوں۔۔۔! مرض کا علاج ہوں۔۔

♥♥♥♥♥

تم تیار ہو"۔۔۔؟؟ "

اُس کے کمرے میں داخل ہوتے شیز اسلطان نے سنگھار میز کے سامنے بیٹھی میر اب سلطان کو دیکھتے پوچھا۔۔

بلکل پوری طرح"۔ "

وہ نظریں اٹھاتی آئینے میں خود کے عکس کر دیکھتے خاصے کروفر سے بولی تھی

شیز اسلطان نے کمرے کے وسط میں کھڑے اُسے دیکھا۔۔۔

کتنی خوش نصیب ہو ناں تم۔۔۔! ایسے رنگ کے ساتھ بھی تمھیں "

ایک خوبصورت نوجوان مل رہا ہے۔۔۔! اور کئی لوگ جتنے مرضی حسین

ہوں اُن پر کوئی نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کرتا"۔

آئینے میں ابھرتے اُس کے عکس کو دیکھتے شیز اسلطان کے لہجے میں حسد کی بو

تھی۔۔۔!! میراب سلطان نے دوبارہ ایک نظر خود پر ڈالی۔۔۔

وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی۔۔۔! ہاں میراب سلطان سانولے سے

نین نقوش رکھنے والی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔! اِک سانولی رنگت کی حامل

لڑکی کا مطلب سمجھتے ہیں آپ۔۔۔؟؟؟

تمھارا جواب تمھارے سوال میں ہے"۔۔"

سرخ دوپٹے کو ہاتھوں کی پہلی دو انگلیوں سے دھیرے سے پکڑتے وہ سنگھار میز کے ساتھ سے اٹھ کر دھیمے مگر مظبوط قدم اٹھاتی اُس کے بلکل سامنے کھڑی ہوئی شیز اسلطان نے اُس کے پُر اعتماد چہرے سے نظریں چرائیں۔۔۔۔

نصیب نصیب کی بات ہے"۔۔"

وہ مدھم ٹھہرتی آواز میں بولی اور آخر میں ہلکا سا مسکرائی۔۔

ٹھیک ہے دنیا کے لیے حُسن معنی رکھتا ہے لیکن پسندیدہ " شخص۔۔۔! پسندیدہ شخص آپ کو اجڑے حلیے میں دیکھنے کے بعد بھی شہزادی ہی کہے گا"۔۔۔۔

وہ لاجواب کر دیتی تھی ہلکی سی گردن جھکا کر شیز اسلطان کی نیلی آنکھوں میں جھانک کر بڑی پُراعتمادی سے بولی۔۔۔! وہ میرا اب سلطان تھی ۔۔۔۔۔ہاں اور وہ لاجواب کر دیتی تھی۔۔۔۔

میرے نین نقوش، میری رنگت خدا نے بنائی ہے اور تم نے سنا " نہیں۔۔۔۔؟؟

ترجمہ؛

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا"(سورۃ التین؛4) "

وہ سیدھی ہوتی سرخ دوپٹے کو پکڑتے اُس کے پاس سے گزر گئی اور شیز اسلطان۔۔۔! وہ وہی کھڑی رہ گئی اُس پر جیسے انکشاف ہوا۔۔۔۔! " محبتیں صورتوں کی محتاج نہیں ہوتیں"۔

اور ہاں شیز اسلطان۔۔! خدا و نبی کے علاوہ میں کسی کی بات کو خاطر "
میں نہیں لاتی۔۔۔! کیا آج تک لائی ہوں"۔۔؟
وہ کمرے سے باہر نکل گئی اُس کے لہجے میں مظبوطی تھی وہ خفیف سی
مسکراہٹ سے بولی تھی شیز اسلطان نے پلٹ کر کھلے دروازے کے پار اُس
کی پشت کو دیکھا وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

بے شک میر اب سلطان سالونی رنگت کی مالک تھی لیکن اُس کی خود "
اعتمادی کئی حسین زادیوں سے زیادہ تھی۔۔۔بہت زیادہ"۔

ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک نجانے کتنی عورتوں نے اُس پر
طنز کسے تھے۔۔۔! اُس کی رنگت پر طنز کسے تھے۔۔۔لیکن میر اب سلطان کی
حاضر جوابی اور خود اعتمادی آج بھی ویسی تھی جیسے سالوں پہلے تھی۔۔۔

اُس نے اچھی راہ کو چُنا تھا۔۔۔! اُس نے خدا کی تخلیق کو مقدم جانا تھا لوگوں کی باتوں کو نہیں۔۔۔۔!

وہ بس ایک بار ڈگمگائی تھی۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔! ایک ملاقات میں ۔۔۔! ایک سوال پر۔۔۔! ایک حیرت زدہ سوال پر۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ وہاں سے سڑھیاں اترتی نیچے ایک طرف بنے ایک کمرے کی طرف آئی تھی اُس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا اور آنکھیں بھی۔۔

وہ ہلکے سے ناب گھماتے کمرے میں داخل ہوئی اور دیوار پر ہاتھ مار کر کمرے کو روشنیوں سے تر کر دیا۔۔ ایسی کاٹ دار چمکتی روشنیاں جو وہاں موجود وجود کو گراں گزری تھیں۔۔

اُس نے دروازہ واپس سے بند کر لیا وہ قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی اُس کی کالی آنکھیں نم ہوئیں بہت بے اختیار۔۔ کہا تھا ناں "جن سے محبت ہو اُن کی تکلیف بھی تکلیف دیتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔! ہاں اِس کمرے میں موجود وجود کی تکلیف میرا اب سلطان کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔۔

پریشے"۔۔ "

بہت مدھم لہجہ یوں مانو لب بس پھڑ پھڑائے ہوں اور آواز نہ آئی ہو !۔۔۔۔۔

ایک دن میں ہر اُس انسان کو باور کروادوں گی پریشے۔۔۔! سب " کچھ باور کروادوں گی"۔۔۔۔

بیڈ پر بے سُدھ لیٹی لڑکی کو دیکھ کر وہ گہرا تکلیف دہ سانس کھینچتے ضبط سے بولی۔۔۔! لیکن پھر بھی آنسو بغاوت کرتے اُس کے رخسار پر گر گیا۔۔

" آہ پریشے۔۔۔! میرے سینے میں درد اٹھ رہا ہے "

اُس بے سدھ لڑکی کا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے وہ سختی سے لب بھینچے بولی اور پھر اُس نے لب وا کرتے ایک لمبی سانس کھینچی۔۔ایسے جیسے تکلیف سے سانس بھی بند ہونے کو تھا۔۔

Zubi Novels Zone

تم آرام کرو"۔۔ "

وہ اب دوسرے ہی پل ہلکا سا مسکرائی اور پھر سے ایک سانس کھینچی ایسے جیسے خود کو کمپوز کیا ہو۔۔۔وہ اُس کا ہاتھ واپس بستر پر رکھتی بہت دھیمے قدموں سے وہاں سے نکل گئی۔۔

وہ باہر ہال میں آئی تھی شاکرہ بیگم نے ہڑ بڑاہٹ میں اُسے دیکھا۔۔۔

میراب چلو برات آگئی ہے اور یہ جو کرامت تم نے کی ہے یزدان کے "
چہرے پر کیا غضب تاثرات آئے ہیں"۔

شاکرہ بیگم نے ہاتھ میں پکڑی چادر کو اُس کے سر پر پھیلاتے خفگی سے اُسے
ڈپٹا وہ نم سانس اندر کھینچتے کھل کر مسکرائی۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔! ویسے بھی اب ایسے غضب تاثرات اُن۔ کے "
چہرے پر کئی وقت تک رہیں گے"۔

وہ چمکتی آنکھوں سے بولی تھی۔۔۔! ہاں وہی شیطانی ازلی چمک۔۔۔

چلو اب۔۔! شیزا آجاؤ"۔۔ "

ہال سے اندر آتی شیزا کو دیکھتے شاکرہ بیگم نے اُسے عجلت میں آواز دی اور
میراب سلطان کی بات کو یکسر نظر انداز کیا۔۔

وہ دونوں اُسے باہر حویلی کے قدرے مناسب سے لان میں لے آئی تھی۔۔۔۔۔

سٹیج پر براجمان اُس شخص نے واقعی بڑے سخت تاثرات سے سرخ جوڑے میں دو عورتوں کے درمیان چلتی آرہی میر اب سلطان کو دیکھا ۔۔۔ہاں بس ایک نظر۔۔۔اور پھر وہ نظریں پھیر گیا۔۔۔

کہا وہ اِس دن اُسے بے شرموں کی طرح تکنے کا روادار تھا اور کہاں اب ایک کے بعد دوسری نظر تکنہ ڈالی۔۔۔وقت بہت جلدی بدلتا ہے۔۔۔اور وقت کے رخ پر بدلتے حالات کو دیکھتے انسان بھی خود کو ویسے ڈھال لیتے ہیں ۔۔۔اُس نے بھی ڈھال لیا تھا خود کو ظالم صفت میں۔۔۔

اُسے سٹیج کے پاس لایا گیا تھا۔۔وہاں کوئی سجاوٹ نہ تھی بس ایک سٹیج کے علاوہ۔۔ جس پر بھی بس بیٹھنے کا بلکل سادہ سا انتظام تھا۔۔اُس نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا۔۔

شاکرہ بیگم ایک منٹ ویسے ہی کھڑی یزدان علی شاہ کو دیکھتی رہیں پھر میر اب سلطان کے تھوڑا مزید نزدیک ہوئیں۔۔

بیٹا تم اوپر جاؤ خود "۔۔ "

اُسے ہلتے نہ دیکھ کر وہ ہلکے ملتجی لہجے میں بولیں شیز اسلطان نے بھی میر اب سلطان کا بازو دھیرے سے ہلایا۔۔۔

اِک میرے ساکار سائیں بھی ناں روایات نہیں سمجھتے "۔ "

وہ دانت پیستے بولی تھی یوں جیسے دانتوں کے درمیان یزدان علی شاہ ہو۔۔۔

وہ خود بھی توڈھیٹ بنا بیٹھا تھا اُس نے حویلی کے اندر باہر موجود مجمع کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

میر اب سلطان نے دوپٹے سے نکال کر ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔۔ بڑی ڈھٹائی سے۔۔۔! ہاں میر اب سلطان جو ٹھہری یزدان علی شاہ کے ڈھیٹ کو ٹکر جو دے سکتی تھی وہ۔۔۔

یزدان دلہن کو اوپر آنے میں مدد کرو"۔۔ "

ایک کرخت اور رعب دار آواز پر یزدان نے کچھ فاصلے پر بیٹھے باپ کو بڑے ضبط سے دیکھا تھا اُن کی گھورتی نظروں کو دیکھتے وہ صبر کا گھونٹ بھرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ دو قدم آگے بڑھا اور پھر اُس کا لڑکی کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔ وہ جیت گئی تھی پھر سے۔۔۔ گھونگھٹ کے اندر اُس کے لبوں پر ایک تیکھی مگر مکمل مسکراہٹ تھی۔۔

وہ سٹیج پر چلی گئی تھی اُس شخص نے بلکل اُسے اپنے برابر بٹھایا تھا۔۔۔

مجمع حیرت زدہ تھا۔۔۔۔ حیرت زدہ ہونا چاہیے تھا وہ ونی کی نام نہاد رسم کے عوض جا رہی تھی اور اُس کی شان بے نیازی پھر بھی عروج پر تھی

۔۔۔

چونکہ نکاح پہلے بھی ہو چکا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں نکاح واپس سے "
ہو۔۔۔! اور یہاں چونکہ گاؤں کا کافی مجمع ہے تو میں "مجیب علی شاہ" اپنے
بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔۔۔ میر اب سلطان پہلے سے ہمارے خاندان کی
بہو ہے تو ہم رخصتی لینے یہاں آئے ہیں"۔۔

انہوں نے بلند آواز میں کہا تو مجمع میں سکوت چھا گیا۔۔ یہ پہلی بار تھا
کہ کسی خاندان نے اپنے خاندان کے بیٹے کا خون معاف کر دیا تھا۔۔۔ مجیب
علی شاہ کی آنکھیں دو پل کو نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔ لیکن بس دو پل کو۔۔۔۔
یہی بہتر تھا"۔۔ "

اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے انہوں نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے
کھڑے رزاق سلطان کو دیکھتے ٹھنڈی آہ بھری۔۔

! لیکن بابا سائیں۔۔ "

! بس کرو۔۔۔۔ "

مجیب صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے خاموش رہنے کا حکم صادر کیا وہ جو اُس کے فیصلے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا مٹھیاں بھینچتے ایک سخت درشت نظر گھونگھٹ میں بیٹھی اُس لڑکی پر ڈالی۔۔اُس کا خون کھول رہا تھا۔۔۔اپنے بابا کے اشارہ کرنے پر خون کے گھونٹ بھرتا واپس وہاں ٹک گیا۔۔۔۔

نکاح شروع کروائیں قاضی صاحب"۔ "

رزاق سلطان نے قاضی کو اشارہ کیا تھا آدم سلطان اپنی بہن کے پیچھے ہی کھڑا تھا جبکہ سٹیج کے نیچے بلکل اول پر کھڑی اُس لڑکی کی نظریں اُسی پر تھیں

۔۔۔

میر اب سلطان ولد داؤد سلطان آپ کا نکاح یزدان علی شاہ ولد " مجیب علی شاہ سے سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ حق مہر طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"۔

قاضی کے جملوں پر وہ پھیکا سا مسکرائی وہ پہلے بھی یہ جملے سن چکی تھی

!! ۔۔۔

مقابل شخص کا نام، "اُس" کا نام، حق مہر، خاندان سب کچھ وہی تھا "

۔۔۔کیا سب کچھ ہی۔۔۔؟ نہیں سب وقت بدل گیا تھا اور مقابل شخص بھی

۔۔۔اور اب وہاں موجود گاؤں کا مجمع بھی"۔

قبول ہے"۔ "

" قبول ہے "

" قبول ہے "

اُس نے تین بار کہا اور گہرا سانس بھرا پچھلی بار بولے گئے یہ جملے بہت ہلکے تھے سادہ تھے۔۔ لیکن اِس بار۔۔۔اِس بار میر اب سلطان کو لگا وہ جملے بہت بھاری ہیں بہت وزنی۔۔۔

قاضی صاحب کا رخ اب یزدان علی شاہ کی طرف تھا جو جبڑے بھینچے کس ضبط سے بیٹھا تھا بس وہی جانتا تھا۔۔۔

وہ معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔ہاں اسے انتقام لینا ہی پسند تھا

۔۔۔یعنی اُسے نقصان کروانا ہی پسند تھا۔۔۔۔

یزدان علی شاہ ولد مجیب علی شاہ میر اب سلطان ولد داؤد سلطان کو "

سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ حق مہر کے ساتھ آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے

کیا آپ کو قبول ہے"۔

" قبول ہے "

اُس نے مٹھیاں مزید سختی سے بھینچ لیں

" قبول ہے "

مزید سختی سے

" قبول ہے "

اب کہ اُس کے ناخن اُس کی خود کی ہتھیلی پر چبھ گئے تھے۔۔۔

قاضی صاحب نے اُس سے سائن کروائے تھے "مبارک باد" کا ایک

شور اٹھا۔۔

" کچھ حیرت زدہ "مبارکباد

" کچھ حسد زدہ "مبارک باد

" کچھ خوشی میں ڈوبے "مبارکباد

" کچھ شرمندگی بھری "مبارک باد

!!اور پھر۔۔۔

مبارک ہو سرکار سائیں جی"۔۔"

اور کچھ آگ لگاتی مبارکباد بھی۔۔۔۔۔۔۔وہ گھونگھٹ کے اندر بہت مدھم لہجے میں بولی۔۔۔

" نتائج کی زمہ دار صرف اور صرف تم ہو گی "

وہ ضبط کے آخری مراحل میں تھا اُس نے اپنی گوشوں سے سرخ ہوتی نظریں اٹھا کر سامنے مجمع پر ڈالی اور پھر ایک دوسرے کے گلے ملتے دو دوستوں پر یعنی اپنے بابا اور رزاق سلطان پر۔۔۔

فکر نہ کریں میں پوزیشن ہولڈر رہی ہوں"۔ "

وہی آگ کو جھونکتا لہجہ۔۔۔! وہی سکون آمیز لہجہ اور یزدان علی شاہ کو واقعی آگ لگ گئی تھی وہ سختی سے آنکھیں میچ گیا۔۔

تم نے یہ مجمع اکھٹا کر کے بہت برا کیا ہے لڑکی"۔ "

وہ اب دانت کچکچاتے پہلو پر پہلو بدل رہا تھا اُس کے ماتھے پر تین بل بڑی دیر سے براجمان تھے اُس کا لہجہ اِس بار سرد ٹھنڈا اٹھار تھا کہ میر اب سلطان بھی دو پل کو خوف کی لپیٹ میں آئی تھی۔۔

میرے ساتھ چل کر صرف اپنی قبر ہی کھودوں گی تم"۔ "

اُس نے مٹھی بنا کر دوسری ہتھیلی پر ہلکے سے ماری اور اُس کی جانب گردن موڑتے بہت مدھم مگر پُر تپش لہجے میں بولا میر اب سلطان نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

اُس کا لہجہ جھلسا دینے والا تھا اور میر اب سلطان۔۔۔! وہ واقعی جھلس رہی تھی۔۔۔

فاتحہ خوانی کرتے رہیئے گا"۔ "

وہ باز نہیں آئی تھی۔۔۔! حلق تر کرتے وہ ہمت کرتے بولی تھی لہجہ مدھم ہی تھا یزدان علی شاہ بار بار مجمع کو دیکھ رہا تھا جن میں سے اکثر کی نظریں جیسے یہاں جم گئیں تھیں۔۔

وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

وہ تو سوچ بیٹھا تھا وہ اُسے کھینچ کر یہاں سے لے کر جائے گا اور اچھی خاصی سخت سست بھی سنائے گا لیکن سب کچھ دھرا کا دھرا رہ گیا۔۔۔

کچھ دیر پہلے آدم سلطان نے سب گاؤں والوں کو شرکت کے لیے بلایا تھا
جیسے ہی اُسے میراب سلطان کی کال موصول ہوئی تھی ویسے ہی اُس نے
رزاق سلطان کو کہہ دیا تھا جنہوں نے ملازم کے ہاتھ پر جگہ پیغام بھیجوا دیا تھا

اور اب یزدان علی شاہ بیٹھا کھول رہا تھا۔۔۔اور میراب سلطان۔۔۔۔۔۔!
وہ مسکرا رہی تھی وہی شیطانی چمک آنکھوں میں بھرے۔۔۔۔۔

بزرگ کہتے ہیں کہ "آپ کی رگ رگ سے کوئی واقف ہو تو فرق
نہیں پڑتا بس اپنی دُکھتی رگ کا پتہ کسی کو نا دیں ورنہ ہر رگ دُکھنے لگتی ہے"۔
وہ بظاہر اپنی چادر درست کر رہی تھی لیکن اُس کی جانب جھکتے مدھم آواز
میں بولتی اُسے بہت کچھ باور کروا گئی پھر سیدھی ہو کر سکون سے بیٹھ گئی
یزدان علی شاہ بس اُسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

ہاں وہ صحیح تھی۔۔۔ہاں وہ غلط تھا شاید احمق تھا۔۔۔وہ اُس کی رگ رگ سے واقف تھی۔۔۔ حتی کہ دُکھتی رگ سے بھی۔۔۔

انکل رخصتی کا وقت ہو رہا ہے"۔ "

آدم سلطان نے کالے کرتے کے کف لنکس فولڈ کرتے کہنوں سے ذرا نیچے ٹکاتے نرمی سے کہا تو رزاق صاحب کے ساتھ بیٹھے مجیب صاحب نے چونکتے پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

ہاں چلو"۔۔۔ "

مجیب صاحب گہری سانس بھرتے کھڑے ہوئے اُن کے کندھے جھکے ہوئے سے تھے آدم سلطان آگے بڑھ کر ان سے بغلگیر ہوا۔۔

فکر نا کریں انکل آہستہ آہستہ سب بہتر ہو جائے گا"۔ "

وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔یہ تو اب آدم سلطان ہی جانتا تھا وہ ہلکی مسکراہٹ کتنی ہلکی تھی۔۔۔۔۔۔!

خیال رکھنا"۔ "

یزدان علی شاہ کے سامنے آتے وہ اُس کے کندھوں پر موجود نادیدہ گرد کو جھاڑتے بولا۔۔۔

میں تمھاری بہن کا خیال ہر گز نہیں رکھوں گا"۔ "

اُس کی بھنویں سکڑ کر تن گئیں وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

میں تمھاری بات کر رہا تھا"۔ "

آدم سلطان سر جھکاتے ہلکے سے ہنسا اور واپس سر اٹھاتے اُس کا ہونق چہرہ دیکھا اور اپنی بہن کے سامنے جاتے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

بیٹا دھیان سے۔۔۔! وہ تمھارا شوہر ہے اب"۔ "

اُس نے بس یہی جملہ کہا اُس کی بات پر پاس کھڑے یزدان علی شاہ نے ایک اچٹتی سی نگاہ آدم سلطان کر ڈالی اور آنکھیں گھما گیا۔۔۔۔

آدم سلطان نے کندھے آچکا ڈالے۔۔۔۔

وہ اُسے لیے سلطان حویلی سے رخصت ہو گیا تھا میر اب سلطان کی آنکھیں نم ہوئیں اُس کے بھائی نے اُسے ساتھ لگایا تھا رزاق صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ارے دعا کہاں ہے"۔۔۔؟ "

گاؤں کی عورت نے گویا یاد دلایا تھا۔۔۔

وہ گاؤں میں نہیں ہے شہر میں ہے اُس کی پڑھائی چل رہی ہے"۔ "

شاکرہ بیگم نے سرسری سے انداز میں کہا آدم سلطان نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور پھر میر اب سلطان رخصت ہو گئی۔۔۔

اُس شخص کے ساتھ جس کے سوال پر وہ پہلی بار ڈگمگائی تھی۔۔۔۔

❀❀❀❀❀❀❀

لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ مٹھیاں بھینچے اُس سے تین انچ کے فاصلے پر گاڑی کی بیک سیٹ پر کمال ضبط سے براجمان تھا جبکہ

دوسری جانب کھڑکی کے شیشے پر لاپرواہی سے کہنی ٹکائے وہ اطمینان سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔! بڑے اطمینان سے ہاں میٹھی محبت بھری نظروں سے کہ وہ غصے میں ہونے کے باوجود پزل ہونے لگا تھا۔۔۔

اُس نے دھیرے سے گردن اُس کی جانب پھیری اور آنکھیں اٹھا کر اُسے گھورنے کی کوشش کی۔۔۔! بس کوشش۔۔۔! وہ بڑی ڈھٹائی سے ایک آبرو آچکا گئی اور لبوں پر ہلکی مسکراہٹ کھینچی۔۔

" کیا۔۔؟ مسئلہ کیا ہے؟؟ سیدھی ہو کر سکون سے بیٹھو "

انتہائی خفگی سے گھورا گیا تھا وہ نظریں گھماتے لہجے کا رعب برقرار رکھتے بولا ۔۔۔! لیکن سامنے بیٹھی لڑکی کی میٹھی نگاہوں نے یزدان علی شاہ کو بری طرح مات دینے کی کوشش کی تو وہ بے ساختہ نظریں چرا گیا۔۔۔! گویا فرار۔۔۔!!

"کیوں شرم آرہی ہے آپ کو؟؟"

وہ ہلکی سی گردن دائیں جانب پھیرتے اترا کر بولی یزدان نے بے ساختہ اُسے دیکھا بھوری آنکھوں کا ارتکاز سرخ تھا۔۔

تمیز سے۔۔۔!" اُس نے انگلی اٹھا کر دانت بری طرح پیس ڈالے وہ "

یکدم اُس کی جانب جھک آئی بہت اچانک۔۔ یکدم ہی وہ ہڑ بڑاہٹ کا شکار ہوتے پیچھے کو ہوا اپنے چہرے کے قریب جھکا اُس کا چہرہ۔۔۔۔! وہ سانس روک گیا تھا بہت بے اختیار ہی

مجھے محبت ہے تم سے۔۔۔! ہے کو تھی مت کرو"۔ "

انتہائی مدھم لہجہ اٹھتی گرتی پلکیں۔۔۔! گلابی عارض اور مہکتا وجود وہ سراپا امتحان تھی۔۔۔! ہاں یزدان علی شاہ کے لیے ایک سخت امتحان!

یہ نازیبا حرکتیں میرے ساتھ کرنا بند کرو کیا سمجھتی ہو تم اِس طرح "

" میں سب بھول جاؤں گا۔۔۔؟؟ بھول ہے تمھاری

اُس نے سختی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے پیچھے کو دھکا دیا وہ پیچھے سیٹ سے جا لگی تھی میر اب سلطان نے سختی سے لب بھینچے اُسے دیکھا۔۔۔

" کاش تمھیں سب یاد آجائے یزدان علی شاہ "

اُس نے بڑبڑاہٹ میں کہا اور لب مزید سختی سے بھینچے اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اتری اور لفظوں میں حسرت اُس نے نظریں اٹھا کر مقابل کو دیکھنا چاہا وہ سامنے دیکھ رہا تھا اُس نے اُسے نہیں دیکھا۔۔۔ہاں کالی آنکھیں انتظارِ وصل ہی رہیں۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی وہ بہت تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا تھا اُس کے سامنے کی گاڑیوں سے لوگ نکل کر اندر حویلی کی طرف بڑھ رہے تھے مجیب شاہ کندھے پر صافہ درست کرتے اُس کی طرف آئے وہ گاڑی سے باہر بڑے تحمل سے کھڑا تھا انہیں دیکھ کر نظریں جھکا گیا۔۔۔

بہو کو لے کر سکون سے اندر آؤ میں جا کر اندر انتظام دیکھتا ہوں اور "

" ہاں۔۔۔! تماشہ مت کرنا یزدان

وہ دبے دبے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بولے یزدان علی شاہ نے گوشوں سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا وہ نظریں پھیر گیا وہ اندر کی جانب بڑھ گئے تو وہ غصے سے ہلکا سا جھکا اور شیشے کے پار گاڑی کے اندر دیکھا وہ بڑے سکون سے ویسے ہی بیٹھی تھی۔۔۔

" باہر نکلو تمھیں اٹھا کر نہیں لے کر جائے گا کوئی "

وہ شیشہ کھٹکھٹاتا اُسے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے تیز لہجے میں بولا میراب سلطان نے ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر ذرا سا سائیڈ پر ہو کر سامنے ونڈو اسکرین کے پار باہر دیکھا وہاں کچھ ملازم تھے بس۔۔

" کوئی اور کیوں۔۔۔؟ آپ کس لیے ہیں سرکار سائیں جی "

وہ آگے کو جھکتے شیشہ نیچے کرتے ہلکی مسکراہٹ سے بولی

" میں تمھارا ملازم نہیں ہوں لڑکی "

وہ بگڑا تھا۔ نظریں چرا لی گئیں تھیں۔۔۔! ہاں فرار کے لیے

اللہ توبہ۔۔۔! کیسی گستاخانہ باتیں کہہ رہے ہیں آپ سرکار سائیں جی "

" آپ اور ملازم۔۔۔؟؟

وہ کھڑکی پر دونوں بازو رکھتے سر باہر نکال کر نفی میں سر ہلاتی مصنوعی افسوس سے بولی یزدان علی شاہ نے سخت نظروں سے اُسے دیکھا اور پھر بے دھیانی سے گاڑی کے اندر پھیل کر بیٹھی میراب سلطان کو دیکھ کر جہاں اُس

کی نازک کمر بڑی واضح تھی بھوری آنکھیں فوراً دوسری سمت اٹھ گئیں

" نہ نہ خدا کا قہر ہو گا۔۔۔! آپ تو میرے سرتاج ہیں "

وہ کھڑکی پر رکھے اپنی بازوؤں پر سر رکھتے شرمانے کی بے تکی سی کوشش کرتے چہک کر بولی اُس کا انداز بہت بچکانہ تھا یزدان علی شاہ نے آنکھیں میچیں۔۔۔

آہ من پسند شخص کی شرارتوں پر مسکراہٹ ضبط کرنا بھی ایک کمال " ضبط ہے آخر "۔۔

باہر نکلو میرا اب دماغ مت کھاؤ میرا "۔ "

اُس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا اِس اچانک افتاد پر وہ گرتے گرتے بامشکل سنبھلی اُس نے سر اٹھا کر خفگی سے اُسے دیکھا جو درشت نظروں اور قدرے بے زاری سے اُسے گھور رہا تھا۔۔۔

" اٹھا کر لے کر جاؤ ورنہ میں یہی بیٹھی رہوں گی "

وہ بضد ہو گئی یزدان علی شاہ نے اُسے تمسخر بھری نظروں سے دیکھا۔۔

" ہاتھ گندے ہو جائیں گے میرے اور تم جانتی تو ہو میں ٹھہرا نفاست پسند "۔

وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے بولا انداز استہزائیہ تھا اور میر اب سلطان۔۔۔؟ وہ واقعی جل گئی تھی۔۔ہاں تیز نشانے پر لگانے میں وہ ماہر تھا وہ یزدان علی شاہ تھا ناں بس اس لیے۔۔۔

یزدان علی شاہ۔۔۔! ہاں وہی۔۔اُس کی ٹائمنگ بہت بیسٹ ہوتی "
تھی وہ ایک ہی جواب دیتا تھا جو اگلے بندر کو دو ٹکے کا بھی نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔
" ہاں وہ ایسا ہی تھا

باہر نکلو اب زیادہ تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے جانتی ہو ناں "
" کس حیثیت سے یہاں آئی ہو پھر اتنا اکڑ کیوں رہی ہو؟
اگلا طنز میں ڈوبا نشتر۔۔۔! میر اب سلطان تو دھواں دھواں چہرہ لیے بس
اُسے دیکھتی رہ گئی وہ کندھوں پر شال پھیلائے اپنی انا کی تسکین پر اب شاید
قدرے سکون میں تھا۔۔۔

ہاں انا ایسی خطرناک چیز ہے کہ یہ اپنی تسکین کے لیے دوسروں کی "
" تکلیف تک کو نظر انداز کر دیتی ہے

میں تو یہاں ایک سردارنی کی حیثیت سے آئی ہوں اب تم اپنی "

" عزت کو کیا سمجھتے ہو یہ تو تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے ناں

وہ گہری سنجیدگی سے لہجے کو حتی الامکان لڑکھڑانے سے باز رکھتے مظبوطی سے بولی۔۔

" باہر نکلو "

دروازہ پکڑے وہ اُس کی بات کو نظر انداز کر گیا۔۔وہ انتقام وانا میں ڈوبا وجود تھا۔۔ایسا لہجہ بجا تھا اُس کا۔۔اُن دو جذبات کو رکھتے انسان اندھا ہی تو ہو جاتا ہے۔۔ہاں بس اس لیے یزدان علی شاہ بھی اندھا ہو گیا تھا۔۔

" نہیں آؤں گی "

لہجہ پہلے سے زیادہ ضدی تھا

" تو تم نہیں آؤں گی؟ "

سر کو دھیرے سے اثبات میں ہلاتے وہ خاصے غصے سے بولا

" نہیں "

اٹل اور یک لفظی جواب

" صحیح "

اُس نے درشت نظروں سے اُسے دیکھتے لبوں پر زبان پھیری۔

" یزدان لیومی۔۔! ہاتھ چھوڑو میرا "

اپنی کلائی پر اُس کی آہنی گرفت کو محسوس کرتے اُس نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا جو اُس کی کلائی جکڑے اب اُسے گھسیٹتے اندر کی جانب لے جا رہا تھا اپنی کلائی پر اُس کی گرفت بڑھتی محسوس کرتے وہ دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کرتے چیخ رہی تھی۔۔

" یزدان یو کانٹ ڈو دِس ود می۔۔! آئی سیڈ لیومی "

وہ اپنی کلائی اُس سے چھڑوانے کی کوشش کرتے تیز اور بلند آواز میں چلا رہی تھی جبکہ وہ یوں نظر انداز کیے چل رہا تھا جیسے وہ اکیلا ہی قدم بڑھا رہا ہو ملازم نظریں جھکائے ایک طرف ہوتے کھڑے ہو چکے تھے۔۔

حویلی میں قدم رکھتے اُس نے اُس لڑکی کو انتہائی غصے سے نیچے زمین پر جھٹکا کہ وہ لہرا کر اپنے ہی لباس میں اٹکتی لڑکھڑا کر زمین پر گری۔۔۔

وہ کچھ بول نہیں پائی چند سانحے اپنے ہاتھوں کو ٹھنڈے فرش پر دھرے دیکھتی رہی اُس سے سر اٹھانا محال ہو گیا۔۔۔ہاں بہت مشکل۔۔

جب وار اُس انسان کی طرف سے ہو جہاں سے امید نہیں ہوتی تو "

!یوں ہی سر جھک جاتے ہیں۔۔۔

یونہی نظریں اٹھانا محال ہو جاتا ہے"۔

" یہ حیثیت ہے تمھاری میر اب سلطان "

وہ آہے سے باہر ہوا تھا اشتعال سے مٹھیاں بھینچے وہ گہرے گہرے سانس لیتے غصے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

حویلی کے افراد جو ہال میں رکھے صوفوں پر براجمان تھے یکدم ہی کھڑے ہوتے حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔

" اپنے بھائی کا خون میں کبھی معاف نہیں کروں گا "

اُس نے گہرا سانس بھرتے دانتوں پر دانت جماتے تند بھری نظروں سے زمین پر گری میراب سلطان کو دیکھا۔۔ وہ اب بھی اُسی حالت میں تھی

" نہیں مانتا میں تمھیں اپنی بیوی "

اُس نے شال ہاتھوں میں سختی سے لپیٹ لی اور مٹھیاں مزید بھینچ ڈالیں اُس کے ایک ایک لفظ سے جیسے انگارے پھوٹ رہے تھے میر اب سلطان نے یکدم ہی سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔

ہاں اب وار نشانے پر جو ہوا تھا۔۔دل ہمیشہ ذلیل کرواتا ہے کمبخت

۔۔۔۔۔

بلکہ میں ابھی اور اِسی وقت تمھیں آزاد کرتا ہوں"۔۔ "

وہ جبڑے بھینچے ماتھے پر دو بل ڈالے بڑے مغرور لہجے میں بولا۔۔ہاں جیسے وہ خدا ہو (نعوذ باللہ)

" یزدان "

مجیب شاہ تیزی سے اُس کی جانب بڑھے اور سختی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ جماتے اُس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

"بابا سائیں یہ لڑکی اِس نے اپنے ہا۔۔۔"

"چٹاخ۔۔۔!! منہ بند رکھو اپنا"

انہوں نے اُس کی بات درمیان میں کاٹ دی وہ درشت لہجے میں دھاڑے وہ یزدان علی شاہ انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

اپنے ہوش سنبھالنے پر یہ پہلا تماچہ تھا جو باپ کی طرف سے اُسے پڑا تھا اُس نے نفرت و غصے سے گہری گہری سانسیں بھرتے سر جھکائے ہلکا سا گردن موڑ کر نظریں ترچھی کرتے فرش پر پڑی میر اب سلطان کو دیکھا۔۔۔

"یہ تمھاری مردانگی ہے یزدان علی شاہ؟؟ تو تف ہے تم پر"

انہوں نے غصے سے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے گھورتے اُس پر سے اپنی نظریں ہٹالیں یزدان علی شاہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر باپ کو دیکھا جو افسوس سے اُس پر سے نظریں پھیرے کھڑے تھے۔۔۔

" مبشرہ بہو کو اٹھا کر کمرے میں لے جاؤ "

انہوں نے گردن موڑ کر کچھ فاصلے پر کھڑی بیٹی کو دیکھتے تھکے ہوئے لہجے میں کہا مبشرہ لب کاٹتے کبھی بھائی اور کبھی باپ کو دیکھتے آگے بڑھی اور میر اب سلطان کی جانب جھکی جس نے کالی آنکھوں کا ارتکاز اُس شخص کے چہرے سے پھیر کر مبشرہ شاہ کو دیکھتے ہاتھ کھڑے کرتے روک دیا۔۔۔

" عورت کی قسمت کا انحصار اِس کی تعلیم یا خوبصورتی پر نہیں بلکہ اِس کی زندگی میں آنے والے مرد پر ہوتا ہے "(بانو قدسیہ)

" مجھے اِس بات کی کبھی سمجھ نہیں آئی تھی لیکن کہتے ہیں ناں۔۔۔۔! بات کرنے اور بات سمجھ میں آنے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔! افسوس تم نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سیکھا"۔

وہ فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی اُس نے اپنا دوپٹہ درست کرتے بہت عام سے لہجے میں کہا دور کھڑے دو نفوس اور پاس کھڑی مبشرہ شاہ اُسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

"تمھیں سرداری کے علاوہ اپنے باپ سے سیکھنا چاہیے تھا کہ عورت ذات کو کیسے ٹریٹ کرتے ہیں شاید تم ایک اچھے انسان بن جاتے"

وہ گلے میں اٹکا آنسوؤں کا پھندا نیچے اتارتے بڑے تحمل سے بولی۔۔ہاں ۔۔سکون سے۔۔یزدان علی شاہ نے اپنے باپ کی چھبتی نظریں خود پر محسوس کرتے بے چینی سے نظریں چرائیں۔۔

وہ ایسا نہیں تھا۔۔ہاں۔۔۔! یزدان علی شاہ اور اتنا سخت مزاج۔۔؟؟ نہیں وہ تو بہت ٹھنڈے مزاج کا تھا۔۔بہت کم کسی بات پر غصہ کرنے والا۔۔

کیا یہ بات درست نہیں ہے پھر کہ کچھ حادثے انسان کو پوری طرح "
بدل دیتے ہیں"۔۔؟؟

خیر".۔۔۔"

اُس نے ٹھنڈی آہ بھری اور پلٹ گئی بغیر کسی کی جانب دیکھے۔۔اُسے
بروقت پلٹنا ہی تھا آنکھوں کی نمی کو رخساروں کا سفر طے کرتے ہوئے
۔۔چھپانے کے لیے۔۔سو وہ پلٹ گئی۔۔بس پھر میر اب سلطان نے اپنا
بھرم قائم رکھا۔۔

تم دعا کرنا یزدان علی شاہ کہیں تمھاری طرف سے میرا دل پتھر نہ "
ہو جائے کہ تم سر پٹخ پٹخ کر خون آلود ہو جاؤ تب بھی پتھر کو پرواہ نہ ہو"۔
وہ پہلے زینے پر کھڑے بغیر پلٹے بولی لہجہ مظبوط تھا۔۔مظبوط رکھنے کی
بھرپور کوشش کی گئی تھی۔۔

وہ اُس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔الفاظ ہی تو تھے بس۔۔ لیکن دل پر خنجر جیسا کام کر گئے تھے۔۔۔۔

بھری محفل میں عورت کو ہتھیار بنا کر خود کو طاقتور ثابت کرنے والا ''
مرد۔۔۔! خود کو طاقتور تصور کرنے کی فقط بے وقوفی کرتا ہے یہ مرد کو زیب
'' نہیں دیتا
انہوں نے گہری یاسیت اور سنجیدگی سے کہا اُس شخص کو شرمندگی ہوئی تھی ہاں اپنی بیوی کو کمزور ظاہر کرنے پر۔۔۔

اور تم بہت پچھتاؤ گے جس دن تم فرمان رسول ﷺ کو سمجھ گئے کہ ''
:

"عورتوں کے معاملے میں میری وصیت حاصل کرلو، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں انہیں سیدھا کرنے کی کوشش میں توڑ نہ بیٹھنا"

اُس کا سر مزید جھک گیا تھا اُس کی بھوری آنکھیں اب بھی سرخ تھیں ۔۔۔۔۔! اُس نے سختی سے آنکھیں میچیں سرخ خون میں لتھڑا اپنے بھائی کے وجود کا تصور اُس پر قہر بن کر ٹوٹا تھا وہ بغیر سر اٹھائے اُس کی جانب دیکھے بغیر زینوں کی طرف بڑھتے زینہ چڑھتے اوپر چلا گیا مجیب شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"آپ کیسے اُس لڑکی کی سائیڈ لے رہے ہیں ارے اُس نے میرے بیٹے کو مارا ہے آپ کو مرے ہوئے بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور میرا بیٹا اگر اُس لڑکی سے انتقام لے رہا ہے میرے بیٹے کی روح کو سکون پہنچانے کے لیے

تب بھی آپ درمیان میں آرہے ہیں ارے آپ کے سینے میں دل ہیں کہ

''نہیں بیٹا آپ کا اپنا تھا۔

شائستہ بیگم صوفے کے قریب سے ہوتے آگے کی طرف بڑھتے

قدرے تیز اور نم آواز میں بولیں آخری کے چند زینے چڑھتے یزدان علی شاہ

نے درشتگی سے مٹھیاں بھینچ لیں اُس نے قہر بھری نظروں سے بائیں جانب

بنے دوسرے کمرے کے دروازے کو دیکھا۔۔

اور تن فن کرتا قدم اُس جانب لے لیے۔۔

نیچے کھڑے چاروں نفوس نے اُس کے تیزی سے کمرے کی طرف بڑھتے

قدموں کو ملاحظہ کیا تھا۔۔

ہاں اوپر کو جانب اٹھی چار نظریں۔۔

افسوس بھری نظریں

فکر بھری نظریں

پریشان نظریں

اور حقارت وطنز میں لپٹی نظریں

ہر نظر مختلف تھی۔۔ایسا ہی ہوتا ہے تماشے پر اٹھی ہر نظر ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔ مختلف اور پیچیدہ ہوتی ہے۔۔

ارے بدبخت عورت۔۔۔!! اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا " ہے پھر کیسے وہ ایسی روح کو سکون دے گا جو انتقام لینا چاہتی ہو۔۔؟؟ دوبارہ " اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ورنہ

وہ اوپری مقام سے افسوس بھری نظریں ہٹاتے پلٹ کر شائستہ بیگم کو دیکھتے غصے سے بولے وہ اُن کے غصے سے خائف ہوتیں پیچھے کو ہوئیں تھیں

۔۔۔

" عورت کے فتنہ سے خدا محفوظ رکھے "

وہ ناگواری سے انہیں دیکھتے بولتے ہوئے گھر سے نکل گئے مبشرہ نے ماں کو دیکھا جن کی آنکھیں اِس بار سچ میں نم تھیں۔۔

اُسے سمجھ نہیں آیا وہ کس کا ساتھ دے۔۔۔ہوتا ہے کبھی کبھار ایسا بھی ۔۔۔! انسان اُن معاملات میں الجھ جاتا ہے کہ جہاں سوچ اور سمجھ دونوں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔۔

" تائی امی بس خاموش ہو جائیں "

یحییٰ علی شاہ نے آگے بڑھتے انہیں تسلی دیتے اپنے ساتھ لگایا اور ہاتھوں کی انگلیاں مسلتی مبشرہ شاہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی تو وہ دھیرے سے لب بھینچ گئی۔۔

♥♥♥♥♥

دھڑام سے دروازہ کھولے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ بیڈ پر بڑے مزے سے پھیل کر یوں بیٹھی تھی جیسے نئی نویلی دلہن بیٹھا کرتی ہے اُس کے

چہرے پر گھونگھٹ مزید بڑھ گیا تھا اُس نے باریک سے دوپٹے کے پار سے سامنے کھڑے یزدان علی شاہ کو دیکھتے نظریں اِک ادا سے جھکائیں۔۔۔

" اٹھو یہاں سے "

وہ دو قدم آگے بڑھا میٹھیاں اب بھی سختی سے بھینچی ہوئی تھی۔۔۔! ماں کی بات اور نم آواز نے اُس کی ساری شرمندگی کو کہی دور جا سلایا تھا وہ اب پہلے سے زیادہ طیش میں تھا۔۔

" منہ دیکھائی نہیں کرے گے میری؟ "

وہ باز نہیں آئی لہجہ چہک رہا تھا آتی بھی کیوں وہ باز آخر۔۔؟ وہ میر اب سلطان تھی اور میر اب سلطان باز آجائے۔۔۔؟؟ چھوڑو جانے دو۔۔۔

بکواس بند رکھو اپنی میر اب ورنہ اِس بار کوئی لحاظ نہیں کروں گا میں "

" تمھارا

وہ تن فن کرتا اِس تک آیا اور آگے کو جھکتے سختی سے اُس کا بازو دبوچے اُسے جھٹکے سے بیڈ سے نیچے پٹخا تھا وہ بامشکل لڑکھڑا کر سنبھلی۔۔۔

" پہلے کیا ہے کیا؟ "

وہ گھونگھٹ کے پار سے ہی دانتوں پر دانت جماتے طنز سے بولی

تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔! تمھاری جگہ ہر گز اِس "

" کمرے میں نہیں ہے۔۔۔!! پتہ ہے کہاں ہے تمھاری جگہ ؟

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے آخر میں اُس کا لہجہ نخوت زدہ ہو گیا میر اب سلطان نے سرخ چنری کے پار سے اُس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔

" سرونٹ کوارٹرز۔۔! وہ تمھاری اصلی جگہ ہے "

وہ دھیرے سے بہت ہی آہستگی سے اُس کی جانب جھکتے اُس کی کالی آنکھوں میں دیکھتے مدھم لہجے میں اُسے بہت کچھ باور کروا گیا۔۔۔

" خود جاؤ گی یہاں میں چھوڑ کر آؤں؟ "

واپس سیدھا ہوتے اگلا تیر پھینکا گیا۔۔

" تو پھر اِس حساب سے تو تم ملازم ہوئے اور میں تمھاری ملازمہ "

وہ کچھ پل ٹھہری اور پھر قدم آگے کو لیتے اُس کے بلکل پاس کھڑی ہوتی دائیں آبرو اٹھا کر بولی۔۔۔۔ہاں ازلی آگ لگاتا لہجہ برقرار تھا۔۔۔

" حد میں رہو "

اُس کے اپنی جانب بڑھتے قدموں سے خائف ہوتے وہ سختی سے اُس کی کہنی دبوچے غرایا وہ تلخی سے مسکرائی۔۔

حد سے تجاوز نہیں کر رہی شاید آپ اپنی حد اور میرا آپ سے رشتہ "

" بھول بیٹھے ہیں سرکار سائیں جی

اپنی کہنی پر سخت ہوتی اُس کی گرفت کی پرواہ کیے بغیر وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولی۔۔

" بیوی ہوں میں آپ کی "

کہنی میں اٹھتی درد کی ٹھیس کو یکسر نظر انداز کرتے وہ گہرا سانس کھینچ کر بولی اُس کے حلق میں کئی گرہیں بندھی سانس حلق میں اٹکا۔۔۔

تم میری محبت ہو۔۔! اور محبت کی تکلیف سے بھی تکلیف ہوتی ہے "

" سلطانہ۔۔۔! چاہے کوئی کتنا بھی چھپا لے

سنہرا ماضی اور رس گھولتے الفاظ کہی دور کوچے میں اُس کے ذہن کے پردوں پر لہرائے اُس یزدان علی شاہ اور اِس پل اِس کے سامنے کھڑے یزدان علی شاہ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔ہاں بہت فرق۔۔۔۔

" ہلکا سا ہاتھ ہی تو جلا ہے "

اُس نے نظر انداز کرتے ہاتھ جھٹکا وہ شاید اُس کے خیالات، احساسات جاننا چاہتی تھی تبھی ہاتھ پر ہوتی جلن کو نظر انداز کر گئی۔۔

" تمھیں پہنچی تکلیف کم ہو یا زیادہ وہ تکلیف میرے لیے بے چینی کا باعث ہے سلطانہ۔۔۔میرا دل بے چین ہوتا ہے "

اپنی کہنی پر ڈھیلی پڑتی اُس کی گرفت پر وہ چونکی اور ذہن میں گردش کرتے ماضی سے باہر آئی اُس نے نم آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرائی۔۔۔

" تو بے چینی دل میں اتر گئی سرکار سائیں جی "

وہ ہنستے ہوئے بولی بڑا مظبوط لہجہ تھا اُس کا جیسے وہ سچ کہہ رہی ہو۔۔۔! ہاں سچ کہہ رہی تھی وہ یزدان علی شاہ نے اُس کی کہنی بڑی نخوت سے جھٹکی۔۔

یوں جیسے نفرت کا پرچم بھی بلند رکھنا ہو اور دل کی بے چینی بھی کم کرنی ہو۔۔

میر اب سلطان نے سر جھٹکا۔۔ماضی خوبصورت تھا بہت خوبصورت تھا۔۔۔

انسان ایسا ہی ہے ہم حال کو کوستے ہیں اچھے وقت کے لیے اور جب " وہ وقت گزر کر ماضی بن جاتا ہے تب ہمیں احساس ہوتا ہے جو وقت ہم نے جیا وہی اچھا وقت تھا "

" میرے کمرے سے نکل جاؤ "

دو قدم پیچھے کو لیتے وہ ہاتھ پیچھے باندھے سخت لہجے میں گویا ہوا میراب سلطان بس اُسے دیکھتی رہی۔۔! کئی پل کئی لمحے۔۔

تحفہ دے میرا"۔۔ "

اُس نے ہتھیلی آگے بڑھائی۔۔وہ میراب سلطان تھی یعنی ڈھیٹ پن کا دوسرا نام۔۔

" میراب تم مجھے زچ کر رہی ہو "

اُس نے جبڑے بھینچے اُس کی ہتھیلی کو بری طرح جھٹکا۔۔

" یہ میرا حق ہے "

اُس نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے واپس ہتھیلی آگے کی۔

" کوئی حق نہیں مانتا میں تمھارا "

اُس نے پھر سے ہتھیلی کو جھٹک دیا۔۔۔

آپ کے ماننے نا ماننے سے کیا ہوتا ہے میں بیوی ہوں آپ کی اور آپ "
" اِس سچ کو بدل نہیں سکتے

وہ جھٹکے سے دو قدم آگے بڑھی اور بڑی سرایت سے اُس کے گلے میں بازوؤں کا حصار حمائل کیا اُس کے وجود کی مہک پر وہ سانس روک گیا بھوری آنکھیں اٹھی اور پھر اٹھی کی اٹھی ہی رہ گئی۔۔

" ! یزدان۔۔۔ "

وہ بہت دھیرے سے بولی انتہائی مدھم اور نم سا لہجہ تھا وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔۔۔۔ہاں وہ ساکت ہو گیا تھا بلکل ساکت

" آپ کی سلطانہ ہوں میں "

وہ اُس کی گردن کے گرد بنائے حصار کو مزید تنگ کرتے بھوری آنکھوں میں جھانکتی مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔۔ گویا مان بھرا استحقاق تھا۔۔۔! مان ہی تو تھا پھر۔۔

"تکلیف ہو رہی ہے مجھے"

اِس کے کندھوں پر نازک ہتھیلیاں جماتی وہ تھوڑا اوپر کو اٹھی اور نہایت نرمی سے اُس کے ماتھے پر گھونگھٹ کے پار سے لب رکھے اور کب کی رکی سانس بحال ہو گئی۔۔

اور یکدم ہی دھڑکن ساکت ہو گئی وہ ہل نہیں پا رہا تھا۔۔ یزدان علی شاہ وہ یہاں کمزور پڑتا تھا۔۔۔۔

اور بزرگ درست کہتے ہیں۔۔ "اپنی دکھتی رگ کا پتہ کسی کو نا دے" ورنہ ہر رگ دکھے گی

اوراِس لمس کااحساس بھی رگوں میں سرایت کرتاہر چیز،ہر جذبہ تہس نہس کر گیا۔۔۔

اُس کے لب اُس کی پیشانی پر ثبت تھے اوراُس شخص کادل۔۔۔؟وہ بہت مدھم رفتاری سے دھڑک رہاتھاوہ ذراسا نیچے کو جھکی ہتھیلی نے کندھے پر وزن بڑھایا۔۔

اور تمھارے لمس پر میری ساری دنیا تھم جاتی ہے میراب سلطان ''
''

سنہرے ماضی کاخوبصورت جملہِ اظہار جواُس شخص نے ادا کرتے اُس لڑکی کو برس پہلے معتبر کیا تھاآج لوٹ کراُس کے کانوں میں گونج رہاتھا۔۔۔ ہاں اُس کی دنیا تھم گئی تھی۔۔۔''ہاں یزدان علی شاہ کی دنیامیراب سلطان کے چھونے سے تھم گئی''

کہاں کسی کی حمایت میں مارا جاؤں گا
میں کم شناس! مروت میں مارا جاؤں گا

میں مارا جاؤں گا پہلے کسی فسانے میں
پھر اس کے بعد حقیقت میں مارا جاؤں گا

میں ورغلایا ہوا لڑ رہا ہوں اپنے خلاف
میں اپنے شوقِ شہادت میں مارا جاؤں گا

مرا یہ خون مرے دشمنوں کے سر ہو گا
میں دوستوں کی حراست میں مارا جاؤں گا

میں چپ رہا تو مجھے مار دے گا میرا ضمیر
گواہی دی تو عدالت میں مارا جاؤں گا

حصص میں بانٹ رہے ہیں مجھے مرے احباب
میں کاروبارِ شراکت میں مارا جاؤں گا

مجھے بتایا ہوا ہے مری چھٹی حس نے
میں اپنے عہدِ خلافت میں مارا جاؤں گا

بس ایک صلح کی صورت میں جان بخشی ہے
کسی بھی دوسری صورت میں مارا جاؤں گا

نہیں مروں گا کسی جنگ میں یہ سوچ لیا

میں اب کی بار محبت میں مارا جاؤں گا

(رانا سعید دوشی)

❁❁❁❁❁

آتے ساتھ ہی دو سو لوگوں کو ہلاک کرنا پڑا جو پڑھ کے ویسے ہی بھاگ "

" جاتے ہیں کیا کریں ان کا تو بس یہی حل ہے پھر

" دور رہو مجھ سے "

اُس کی دونوں بازوؤں کو تھامے اُس نے جھٹکے سے اُس کے لمس کو خود سے دور جھٹکا۔۔ گویا دنیا جو تھم گئی تھی واپس روانی سے چلنے لگی۔۔

" میں کچھ بھی بھول نہیں سکتا "

لب بھینچے وہ نظریں چراتا گویا ہوا میر اب سلطان نے گھونگھٹ کے پار نم آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔

" تم بھول چکے ہو "

اُس کا لہجہ کھویا ہوا سا تھا۔۔۔بہت بے چین اور بے یقین سا لہجہ تھا۔۔۔

" نکل جاؤ یہاں سے اِس سے پہلے میں کچھ غلط کر دوں "

اُس نے اپنا ماتھا مسلا اور ایک ترچھی نظر میر اب سلطان پر ڈالی۔۔۔

تو تم میرا گھونگھٹ نہیں اٹھاؤ گے۔۔۔؟ مجھے بیوی نہیں مانو گے؟؟ "

"

اُس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھتے وہ دانت پیستے بولی یزدان نے جھٹکے سے چہرہ موڑ کر اُسے دیکھا۔۔۔

" نہیں۔۔ !"

یک لفظی مگر مظبوط سا جواب تھا۔

" درست "

وہ ہلکے سے اثبات میں سر ہلاتے گہرا سانس بھرے بولی۔۔

جائیں پھر یہاں سے کیونکہ میں تو کمرے سے نہیں جاؤں گی" "

!۔۔۔

وہ بیڈ پر دھڑام سے گرتے ہاتھوں کو بیڈ پر رکھتے مزے سے بولی ازلی ڈھیٹ پن عمل میں موجود تھا۔۔۔

میراب"۔۔ "

میں نے کہا میں نہیں جاؤں گی۔۔۔!اور ہاں آپ قبول کریں گے مجھے "

" بیوی نیچے سب کے سامنے یہ ضد ہے میری

وہ اترا کر بولی یزدان نے تمسخر سے اُسے دیکھا۔۔۔

" کوشش کر کے دیکھ لو "

وہ سینے پر بازو باندھے بولا انداز چیلنجنگ تھا میراب سلطان بیڈ سے جھٹکے سے اٹھی اور اُس کے بلکل سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔

" ہینڈسم لگ رہے ہیں آپ ویسے یوں مجھے گھورتے ہوئے "

اُس کے بلکل سامنے کھڑے وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی اور گھونگھٹ اٹھا کر اُسے دیکھا اُس کی بات پر وہ آئی برو اٹھا گیا پھر استہزاء انداز میں ہنسا۔۔۔

اگر تم مان گئے کہ میں تمھاری بیوی ہوں تو میں اِسی کمرے میں "
رہوں گی"۔۔

وہ ایک قدم آگے بڑھاتی دوپٹہ ٹھیک کرتے آنکھوں میں چمک لیے
بولی اُس کی کالی آنکھیں چمکدار تھیں۔۔ بھوری آنکھیں اِک پل کو اُن کالی
انکھوں پر ٹک گئیں۔۔ایسے جیسے سحر کھینچا گیا ہو۔۔۔ہاں ایک طلسم زدہ سحر
۔۔

" تمھارے قریب "
اُس کی تھوڑی کے نیچے انگلی ٹکاتے وہ دھیرے سے مسکرائی اُس شخص
نے تیزی سے اُس کی انگلی جھٹکی۔۔۔

" تمیز سے "

وہ خائف ہوا تھا اُس کے تیکھے نین نقش مزید تیکھے ہو گئے میر اب سلطان نے منہ بگڑایا۔۔

"فون دیں اپنا"۔۔۔!!

اُس نے ہتھیلی اُس کے سامنے پھیلائی وہ نا سمجھی سے اُسے دیکھ رہا تھا آنکھیں چھوٹی کیے۔۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔ جان تھوڑی مانگی ہے آپ کی "

وہ ناک منہ چڑھا کر بولی اور ہتھیلی کو جنبش دی۔۔

" نوجوانوں کے لیے موبائل فون اُن کی جان ہی ہوتا ہے "

اُس نے شال کو درست کرتے قدرے بے زاری سے کہا اُس کے تیکھے نقوش مزید تن سے گئے۔۔

" ہاں نکاح کیوں نہیں پڑھوا لیتے نوجوان نسل موبائلز سے "

وہ جل کر بولی تھی یوں محسوس ہوا جیسے وہ واپس آغاز پر آ کھڑے ہوں ہاں ایسا ہی تھا اُن کا آغاز نوک جھوک سے بھرپور۔۔

" مشورہ اچھا دیتی ہو تم "

وہ تیوری چڑھا کر بولا تو میر اب سلطان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے دیکھا وہ اُسے مدعے سے بھٹکا رہی تھی ہاں وہ ایسا ہی چاہتی تھی۔۔اُس سے لمحوں تک بحث کرتے رہنا۔۔

اور پھر من پسند شخص سے تکرار کا بھی اپنا ہی مزہ ہوتا ہے جہاں "

" صرف ہونٹ ہی نہیں مسکراتے آنکھیں بھی مسکراتی ہیں

ہاں میر اب سلطان کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔کالی آنکھیں بھوری آنکھوں کی میٹھی تکرار پر مسکرا رہی تھیں۔۔

نہیں دیں گے آپ موبائل"؟ "

کالی آنکھیں ذرا کی ذرا چھوٹی ہوئیں اور آبرو تن سے گئے اُس نے قدم اُس کی جانب بڑھا دیے۔۔

" نہیں ایک مرتبہ ذہن میں بات نہیں جاتی تمھارے؟ "

وہ تند و تیز نظروں سے اُس کے سجے سنورے سراپے کو دیکھتے اس بار قدرے سختی سے بولا اُس کے بڑھتے قدموں کو اپنی جانب آتا محسوس کرتے وہ سختی سے اُسے دیکھتے قدم پیچھے کو لینے لگا جبکہ اُس نے نچلا لب ہلکے سے دانتوں تلے دبایا۔۔۔

" میرا اب لڑکی کی طرح پیش آؤ "

وہ پھر سے پزل ہوا تھا وہ بلکل اُس کے قریب آکر رک گئی تھی ایک قدم کا بھی فاصلہ چھوڑے بغیر اُس نے دھیرے سے اُس کے ماتھے پر اپنی انگشت شہادت رکھی اور کالی آنکھوں نے بھوری آنکھوں پر جیسے سحر کھینچا۔۔۔ایک دلکش سحر۔۔۔۔!!

کیوں صرف مرد ہی عورت کو دیوار کے ساتھ پن کر سکتا ہے؟ "
کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ کم از کم آپ میری فطرت سے واقف ہیں دھیمے مزاج کے سرکار سائیں جی "

اُس نے ایک لکیر اُس کے ماتھے سے اُس کی گال تک کھینچی ایک ادا سے اور چہرہ مزید اُس پر جھکایا وہ سانس روک گیا تھا۔۔

وہ آغاز سے ہی ٹھنڈے مزاج کا مالک تھا۔۔ لیکن خون وانتقام نے اُسے سر تا پیر جیسے بدل دیا تھا۔۔اُس کی دل کے جذبے مسخ ہونے لگے تھے۔۔۔

" اور میرے خیال میں جب دل خالی ہو جائے ناں۔۔۔!اُس میں کوئی جذبہ باقی نہ رہے تو انسان زندگی جی نہیں رہا ہوتا وہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے ۔۔۔!اور زندگی جینے اور گزارنے میں بہت فرق ہوتا ہے "

" یزدان مجھے صفائی کا ایک موقع دو جیسا آپ۔۔۔ "

اُس کے مدھم لہجے میں بولے گئے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب اُس نے سختی سے اُس کا چہرہ دبوچے اُسے گھما کر دیوار کے ساتھ پن کیا تھا میراب سلطان اچانک بہت اچانک کانپ اٹھی تھی۔۔

" تم میرا کل حاصل تھی میراب سلطان "

اُس کا سانس سخت اشتعال کی وجہ سے تیز ہو گیا۔

"تم نے سب کچھ لا حاصل کر دیا....! تم ایک قاتلہ ہو اور یزدان علی شاہ قاتلہ میرا اب سلطان سے رتی برابر بھی محبت نہیں کرتا."

اور بلا آخر وہ بول گیا اُس کی بھوری آنکھوں میں کچھ تھا اپنے چہرے پر بڑھتی اُس کی انگلیوں کی گرفت کے باوجود بھی اُس کے کالے نین ڈھٹائی سے اُس کی بھوری آنکھوں پر ٹکے تھے ہاں۔۔۔وہاں شاید نمی موجود تھی۔۔

چھبتا لہجہ لیکن کھوکھلا تھا۔۔تو یزدان علی شاہ؟ ہاں وہی شخص۔۔۔وہ کس کو بتا رہا تھا کہ اُسے اپنی سلطانہ سے محبت نہیں۔۔۔؟؟ سلطانہ کو؟ یا سرکار سائیں جی کو؟؟

اور پھر آنکھیں نفرت نہیں کرتیں اُس چہرے سے جس کی دید سے "
" وہ اِک عرصہ سیر ہوتی رہی ہوں

" دوبارہ میرے قریب مت آنا ورنہ تمھیں زندہ جلا دوں گا "
اُسے سختی سے دیوار پر جھٹکا دیکر چھوڑتے وہ تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا میر اب سلطان نے ہاتھ کی مدد سے اپنا چہرہ ہلکے سے سہلایا وہ تلخی سے ہنس دی۔۔

چہرہ اوپر اٹھایا اور آنکھیں۔۔۔؟ کیسی تھیں وہ آنکھیں؟
پلکیں بار بار۔۔ کئی بار جھپکی گئیں۔۔۔!
" . مظبوط لوگ اپنے آنسو خود سے بھی چھپانے کی سعی کرتے ہیں "

آپ میرے دل سے اتر گئے جس دن یزدان علی شاہ اُس دن ہم "
" صرف میاں بیوی ہوں گے۔۔ایک خالی خولی رشتے کے ساتھ

وہ بھیگی سانس اندر کھینچتے بولی۔۔

الفاظ تیر ہوتے ہیں اے میرے دوست کبھی مشاہدہ کرنا جب من پسند "
شخص تمھیں کوئی تلخ جملہ بولے۔۔۔تو تم ضرور مشاہدہ کرنا۔۔کہ الفاظ دل
پر لگے یا تیر"۔۔

اُس نے لٹکتے دوپٹے کو پکڑتے اُس کے ایک سے دوسرے کونے کو
تلاش کرتے کئی بار پلکیں جھپکیں آخر کار مطلوبہ کونہ مل ہی گیا اُس نے وہاں
باندھی گرہ کھولی۔۔

موبائل فون کو ہاتھ میں لیتے وہ کمینگی سے مسکرائی اگر وہاں کوئی موجود ہوتا تو اُس کی کارستانی پر حیران رہ جاتا کہ وہ۔۔

وہ نئی نویلی دلہن موبائل کو پلو سے باندھ کر لے آئی تھی"۔۔۔۔وہ " میرا اب سلطان تھی جناب۔۔وہ ایسی نہ ہوتی تو کیسی ہوتی پھر۔۔؟ بتائیں ذرا؟

سرکار سائیں جی آپ بے شک ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے لیکن " " کیا ہے ناں آپ کی سلطانہ کو تیکھی چیزیں پسند ہیں

اُس نے کچھ نمبر پریس کیے بس اور فون کان کو لگاتے چند منٹ بات کی اور فون کان سے ہٹا دیا۔۔اُس نے اب گھوم کر کمرے کو دیکھا۔۔یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کا ملک اندھیرے سے لگاؤ رکھتا ہو ہر چیز بہت ڈارک تھیم پر تھی۔۔

وہ آگے بڑھی اور جھک کر موبائل ڈریسنگ کے نیچے دیوار کے ساتھ رکھ دیا وہ واپس کھڑی ہوئی اور ہاتھوں سے نادیدہ گرد جھاڑی۔۔

" یہاں تک تو تمھارے بڑے بھی نہیں سوچ سکتے "

وہ اپنے ہی کارنامے پر دل ہی دل میں مسکرائی اور ڈریسنگ کے سامنے بیٹھتے اپنی جیولری اتاری اور نظریں اٹھا کر خود کو دیکھا۔۔۔

وہ بہت خالی دلہن تھی اُس کی تعریف کے لیے اُس کے شوہر نے چند الفاظ بھی نہیں کہے تھے اُس کی مسکراہٹ پھیلی تھی اور کھوکھلی بھی۔۔

صرف تین بار میں آپ کو پکاروں گی یزدان اور۔۔۔! ایک بار "

" پکار چکی ہوں

اُس نے ڈریسنگ پر ہاتھ جماتے آئینے میں خود کو دیکھتے کہا۔۔ مظبوط لہجے میں۔۔

میرا اب سلطان ایک اصول پر چلتی ہے سرکار سائیں جی۔۔۔! "

صرف تین بار۔۔۔! صرف تین بار پکاروں گی چوتھی بار غلطی نہیں کروں گی "

وہ وہاں سے ہٹ گئی اور کمرے میں دھیمے قدموں سے ٹہلنے لگی۔۔۔۔۔

" !! اگر میری تیسری پکار بھی ضائع گئی تو۔۔۔ "

وہ ٹھہر گئی۔۔! اذیت ناک لفظوں پر زبان لڑکھڑا ہی جاتی ہے۔۔

تو ہمارا رشتہ بے شک کسی موڑ پر جا کر مکمل ہو جائے لیکن اِک کسک "

میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔۔۔ ہمیشہ!"

اُس نے گہرا سانس بھرتے کہا اور ساتھ ہی مٹھیاں بھی بھینچیں۔۔

ہاں سختی سے۔۔

وہ کتنے ہی وقت یہاں سے وہاں چکر کاٹتے وال کلاک کو دیکھتی رہی بلآخر کافی وقت بعد اُسے نیچے سے آوازیں سنائی دیں تو وہ دھیمے سے مسکرائی۔۔

" اللہ توبہ "

وہ مسکرائی۔۔۔! ہاں وہی شیطانی مسکراہٹ۔۔اُس کے قدم نیچے کی جانب اٹھنے لگے۔۔۔

❀❀❀❀❀

" یہ کیا بکواس ہے کس نے بلائی ہے پولیس اِس گھر میں۔۔۔؟؟ "

وہ سامنے کھڑے آفیسر کو دیکھتے جبڑے بھینچے دھاڑا اُس کی آواز حویلی میں ہر طرف پھیل گئی حویلی کا ہر فرد وہاں موجود اِس معاملے کو سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ کس میں اتنی جرت آگئی تھی کہ اِس گھر میں پولیس کو بلاتا۔۔

افففف!! افففف سرکار سائیں اتنے بلند لہجے میں کیوں چیخ رہے ہیں "

!! میں نے بلایا ہے انہیں "۔۔۔۔

ایک باریک نسوانی آواز پر "یزدان علی شاہ" نے پلٹ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں وہ ابھی تک دلہن کے لباس میں تھی اُس کے چہرے پر چمک کے ساتھ ایک بھرپور مسکراہٹ بھی تھی جو اُس شخص کو آگ میں دھکیل رہی تھی اور یہی تو وہ چاہتی تھی۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے لڑکی "۔۔؟ "

وہ مٹھیاں بھینچتے بری طرح دانت کچکچاتے بولا وہاں کھڑے ہر فرد نے اُس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں رتی برابر بھی ڈر نہیں تھا جبکہ وہ سڑھیاں اترتی اُس کے بلکل سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔

! یہ حرکت تحفظ کے زمرے میں آتی ہے سرکار سائیں جی "۔۔ "
مقابل شخص کے غصے سے تنے چہرے کو دیکھتے وہ سینے پر بازو باندھے ہلکے طنز سے "جی" پر دباؤ دیتے بولی پولیس آفیسر نے اُن دونوں کی جانب دیکھا ۔۔

بی بی آپ نے پولیس بلائی ہے کس سے خطرہ ہے آپ کی جان کو "
"۔۔۔؟

پولیس آفیسر ایک قدم آگے بڑھتے سنجیدگی سے بولا جبکہ وہ لڑکی ابھی بھی مقابل کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو نجانے ضبط کے کتنے کڑے مراحل میں تھا

پھر ایک قدم اُس کی جانب اٹھاتے اُس کے تھوڑا قریب ہوئی۔۔۔

دراصل مجھے یزدان علی شاہ سے تحفظ چاہیے کمرے کے اندر بھی اور " باہر بھی"۔۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہوئی اپنی تذلیل کو یاد کرتے تڑخ کر بولی اُس کے تاثرات بہت پر سکون تھے لیکن لہجہ۔۔۔! لہجہ مقابل کو آگ لگاتا تھا۔۔

! یہ کیا بے ہودگی ہے میر اب سلطان"۔۔ "

وہ انتہائی غصے سے گہرا سانس کھینچتے دبے دبے لہجے میں بولا تھا وہاں موجود لوگ اُس کے غصے سے خائف ہوئے تھے جبکہ وہ لڑکی اُس سے جیسے لڑ جانا

چاہتی تھی آفیسر نا سمجھی سے اُس کی عجیب بات کو سن کر اب اُسے دیکھ رہا تھا

۔۔

کیا بے ہودگی دیکھائی ہے میں نے سرکار سائیں جی"۔۔۔؟ "

اُس کے بلکل سامنے کھڑے ہوتے وہ تڑخ کر بولی تھی

اُس کی چلتی زبان پر اُس نے سختی سے لب بھینچے اور ساتھ ہی مٹھیاں بھی زور سے بھینچ ڈالیں۔۔۔۔

لگتا ہے یہ آپ کا ذاتی مسلہ ہے لیکن پھر بھی میں یہاں دو کانسٹیبلز کو " چھوڑ جاتا ہوں آئندہ دھیان رکھے ہمارا وقت برباد نہ کریں"۔۔

پولیس آفیسر اُن دونوں کو یوں ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ بے زاری سے بولا اور کانسٹیبلز کو اشارہ کیا۔۔

خبردار۔۔۔!!اِس گھر میں کوئی نامعلوم مرد نہیں ٹھہرے گا۔۔۔! "
!!اور یہ لڑکی۔۔۔اِس کا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔

وہ سامنے کھڑی اُس لڑکی کو دیکھ بات کرتے کرتے اُس کا بازو دبوچے گرفت سخت کرتے پھر کانسٹیبلز کو دیکھ شعلہ بار لہجے میں غرایا۔۔۔

لڑکی۔۔۔۔!ہنہہ۔۔۔یہ لڑکی بھی سامنے کھڑے نامعلوم مرد " کے ساتھ اِس چھت کے نیچے نہیں ٹھہر سکتی۔۔۔!کیا لگتی ہوں میں تمھاری ؟؟۔۔۔ "

اپنے بازو پر بڑھتی اُس کی گرفت اور اُس کی آنکھوں میں اترتی وحشت کو قدرے نظرانداز کرتے وہ آئی برو آچکاتے تیکھے لہجے میں بولی پولیس آفیسر نے شکی نظروں سے یزدان علی شاہ کو دیکھا۔۔۔

تمیز سے بات کرو بڑوں کے آگے "۔۔ "

کب سے خاموش کھڑی شائستہ بیگم نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر میراب سلطان کو قابو کرنا چاہا جو انہیں دیکھ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

! لیکن میں نے تو آپ سے کوئی بات نہیں کی آنٹی صاحبہ "۔۔ "

وہ سر کو ہلکی سی جنبش دیتے بولی تو یزدان نے بری طرح جبڑے بھینچتے اُس کے بازو میں اپنی انگلیاں سختی سے مزید گاڑھ دیں کہ اِس بار اُس کی اتنی جارہانہ گرفت پر میراب سلطان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔! وہ ایسا ! تو نہ تھا۔۔۔

کون ہے یہ لڑکی "۔۔۔؟ "

پولیس آفیسر اُن کی جانب بڑھتے بولا اور شکی لہجے میں یزدان علی شاہ کو دیکھا جواب بھی سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے اُس کے بازو پر گرفت سخت سے سخت ترکیے جارہا تھا۔۔۔

آپ اپنے اہلکاروں کو لے کر یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔یہ لڑکی " !۔۔۔ "

وہ بولتے بولتے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کر گیا۔۔اُس نے میر اب سلطان کا بازو سختی سے جھٹکا کہ وہ لب بھینچتے بامشکل سسکی کو روک پائی۔۔۔اُس نے گردن جھکا کر نامحسوس طریقے سے کئی بار پلکیں جھپک کر آنکھوں کی نمی کو بمشکل پیچھے دھکیلا وہ پھر سے گردن اٹھائے تیکھا سا مسکرائی تھی۔۔وہ اُس شخص کو جلا ڈالنا چاہتی تھی اپنے سکون سے اور وہ شخص ۔۔۔۔! وہ جل رہا تھا اب۔۔۔

یہ لڑکی بیوی ہے میری۔۔۔۔! میں اِس کا شوہر ہوں اور اِسے تحفظ "
دے سکتا ہوں کمرے کے اندر بھی اور باہر بھی"۔۔۔

اُس نے پولیس آفیسر کو دیکھتے ایک ایک لفظ پر دباؤ دیتے کہا اُس کے لہجے
میں تپش تھی آخری جملے پر دباؤ دیتے اُس نے اپنا شال میں لپٹا بازو اٹھا کر اُس
لڑکی کے کندھے پر رکھتے اُسے اپنی جانب جھٹکے سے کھینچتے اپنے ساتھ لگایا تھا
۔۔۔

اُس کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن لہجہ۔۔۔! لہجہ سرد تھا
۔میر اب سلطان ساکت ہو گئی تھی اپنے کندھے پر اُس کے بازو کا لمس
محسوس کرتے۔وہ بس ساکت ہو گئی۔وہ اُس کے کندھے پر اپنی شال میں لپٹا
بازو رکھے اُسے اپنی شال کے حصار میں لے گیا تھا۔۔بے شک وہ حصار بے
حد پُر تپش تھا لیکن میر اب سلطان کو وہ حصار پھر بھی پسند تھا۔۔۔

اور پھر ایک دلکش مسکراہٹ اُس کے لبوں پر پھیل گئی تو آخر اُس شخص نے سب کے سامنے کہہ ہی دیا تھا جو وہ سننا چاہتی تھی۔۔۔!

" یہ لڑکی میری بیوی ہے۔۔۔۔ "!

ہاں یہ وہی الفاظ تھے جنہیں وہ سننا چاہتی تھی۔۔۔وہ مغرورانہ انداز میں مسکرائی تھی۔۔۔ایک مکمل مسکراہٹ۔۔۔جبکہ اُس کی مسکراہٹ دیکھتی دور کھڑی مبشرہ بمشکل اپنی ہنسی روک پائی۔۔۔

یزدان علی شاہ کی ضد کو پہلی بار کسی نے مات دی تھی۔۔۔!اور " دی بھی کس نے۔۔۔؟ایک لڑکی نے۔۔۔!اور لڑکی بھی وہ جو اُس کی بیوی تھی"۔۔

میراب سلطان گہرا مسکرائی۔۔وہ مسکراہٹ شیطانی سی تھی۔۔اُس نے ہاتھ اُس کے پیچھے سے لے جاتے شال کے اندر ہی مقابل شخص کی کمر پر باندھا تو وہ بری طرح چونکا اُس کی بے باک حرکت پر اُس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر خونخوار نظروں سے اُس کی طرف دیکھا تو وہ آبرو اچکاتے بائیں آنکھ ونک کر گئی۔۔یزدان علی شاہ کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔۔

پولیس چہرے پر بے زاری لیے وہاں سے جا چکی تھی جبکہ وہ اب بھی ویسے ہی اُس کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔

اُس نے دھیرے سے سر اُس کے کندھے پر دھرا تو یزدان علی شاہ نے سختی سے اُس کا بازو اپنی پشت سے ہٹاتے اُسے دور جھٹکا۔۔

تم جیسی بے شرم لڑکی میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی "

"

وہ انگلی اٹھاتے غضب دار لہجے میں دبی دبی آواز میں غرایا میراب سلطان نے کندھے اچکائے۔۔

" کیسے دیکھو گے۔۔۔؟؟ میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں "

وہ بھرپور انداز میں مسکرائی۔۔ہاں وہی آگ لگاتی مسکراہٹ کہ وہ واقعی اشتعال سے بے قابو ہوتے مٹھی بھینچ گیا۔۔

" میراب دور ہو جاؤ میری نظروں سے "

وہ دانت کچکچاتے بولا وہ اُس کی مسکراہٹ کو ماند کر دینا چاہتا تھا اور وہ۔۔!

وہ مسکرا کر اُسے چاروں شانے چت کر دینا چاہتی تھی۔۔۔

"اللہ توبہ سر کا۔۔۔ "

چٹاخ"۔۔ "

اُس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب کسی نے اُس کی کہنی دبوچے اُس کا رخ اپنی جانب موڑتے ایک زناٹے دار تھپڑ اُس کے رخسار پر جڑا تھا تھپڑ کی گونج اٹھی تھی کہ ہر کوئی ساکت رہ گیا۔۔۔

وہ خود بھی تو ساکت تھی رخسار جل اٹھا تھا اُس نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

" اے لڑکی ونی میں آئی ہے تو۔۔! میرے بیٹے کے سر چڑھ کر ناچنا بند کر بے حیا لڑکی "

وہ اُس کی ساس تھیں جو نجانے کب سے اِس وقت کے انتظار میں تھیں اُن کا لہجہ حقارت کیے ہوئے تھا۔۔میر اب سلطان کو پہلی بار کسی نے تماچہ جڑا تھا۔۔

اُسے اپنے رخسار پر پڑے تماچے کا افسوس نہیں تھا اُسے افسوس تھا تو اپنی ذات پر پڑے تماچے کا جو

اُس کے شوہر نے خاموش رہتے پڑوایا تھا۔۔۔

اب شاید۔۔! اب شاید میر اب سلطان محبت کو بھول جاتی۔۔۔ہر لڑکی کو بھول جانا چاہیے۔۔۔! عزت مقدم ہے آخر۔۔

مبشرہ سمیت یحییٰ شاہ بھی حیرت سے اِس تماشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

میراب سلطان نے گردن ذرا سی ترچھی کرتے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا بس ایک پل اور پھر وہ آنکھیں زور سے میچ گئی۔۔

وہ ویسے ہی کھڑا تھا" اور یہ تاثر دنیا کا اذیت ناک تاثر تھا کہ آپ کے " شوہر کے سامنے۔۔آپ کے محافظ کے سامنے "آپ کی ذات کی بے جا " تذلیل ہو

میرے بیٹے کو مارنے کے بعد کیا سوچ کر آئی تھی تم یہاں۔۔ "

" تمھیں مہارانی کی طرح رکھیں گے ہم

شائستہ بیگم کا لہجہ تیز سے تیز ہوتا گیا انہوں نے اُس کی کہنی واپس دبوچی اور اُس کا رخ اپنی طرف کرنے کی ناکام سی کوشش کی جبکہ میراب سلطان کی دھندلی نظریں۔۔۔۔!ہائے وہ شکوہ کرتی ٹوٹی پھوٹی نظریں اُسی ستمگر پر جمی تھیں۔۔۔

" یہ جانتے بوجھتے بھی کہ تو نے اُس کے بھائی کا قتل کیا تو نے منہ اٹھا کر اُس سے نکاح کر لیا یقیناً کوئی ایسی ویسی بات ہو گی ورنہ تو لڑکیاں خوف کھاتی ہیں۔۔ پتہ نہیں کیا کیا کرتی پھر رہی ہو گی۔۔ میں تو پہلے ہی حق میں نہ تھی اِس نکاح کے۔۔۔ نجانے کیسی لڑکی ہے جس کو اتنے لڑکوں نے منع کر دیا نہ !! شکل نہ صورت نہ سیرت نجانے کردار۔۔۔۔

وہ بولتی جا رہیں تھیں بس بولتی جا رہیں تھیں۔۔ برس پہلے کا زہر وہ اپنے لفظوں میں لپیٹے بس میر اب سلطان پر تھوک رہیں تھیں۔۔

" بس۔۔۔۔!! ماں "

دو ملی جلی آوازیں ایک ساتھ یک زبان ابھریں بس ایک لفظ کا فرق۔۔۔

میر اب سلطان نے نظریں ہٹا لیں اور "میر اب سلطان کی نظروں کے ارتکاز کا ٹوٹنا یزدان علی شاہ کو تاحیات یاد رہنے والا تھا اب "

اُس نے پلٹ کر دیکھا وہ اُس کا بھائی تھا۔۔بھائی کھڑا تھا دہلیز پر سختی سے جبڑے بھینچے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور شائستہ بیگم کے ہاتھ سے اُس کی کہنی سختی سے چھڑوائی۔۔

آدم سلطان کچھ نہیں بولا بس دھیرے سے اُسے ساتھ لگاتے اُس کے سر کو تھپکا وہ سختی سے نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔
وہ اپنی سسکیاں سناتی۔۔؟؟ارے اِس سے اچھا وہ مر جاتی۔۔

" میں نے کہا تھا ناں یزدان علی شاہ بدل گیا ہے "

آدم سلطان نے اُسے خود سے الگ کیا اور اُس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا آواز بہت دھیمی تھی بہت ہی زیادہ دھیمی جیسے کانپتی آواز کو سمبھالا گیا ہو

۔۔

اور بہن میں تو جان بستی تھی اُس کی۔۔

"جانتی ہوں۔۔۔!! جس دن دل نے قبول کر لیا اُس دن سب بدل جائے گا بھائی۔۔۔! وہ دن۔۔۔ وہ دن اذیت ناک ہو گا بس ایک دن ہی کی تو بات ہے"

جواباً بھی لہجہ دھیما اور شکستہ سا تھا۔۔

اُس نے پکار سنی تھی یزدان علی شاہ کی لیکن وہ پکار وہ تنبیہ۔۔ وہ دیری سے پہنچی تھی۔۔ وہ پہلے جملے پر نہیں پہنچی۔۔۔ وہ بہت دیری سے پہنچی تھی۔۔

اور کہتے ہیں۔۔

"دل سے اتر جانے کے بعد دی گئی کسی کی اہمیت کسی کی پکار کا کوئی جواز نہیں ہوتا۔۔ یوں سمجھ لیں دل بہرہ ہو گیا ہے"

میرے ساتھ گھر چلو۔۔۔! ہم خلع لے لیں گے اور سارا کچھ کلئیر "
" کروں گا میں

اُس کے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے وہ مدھم لہجے میں فکر مندی سے بولا میراب نے نفی میں سر ہلایا کئی بار۔۔

کچھ فاصلے پر کھڑی مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کو دیکھا۔۔ کئی دنوں بعد کی دید۔۔یوں محسوس ہوا جیسے صدیاں گزر گئی ہوں۔۔۔۔۔

بس آزمانے دیں مجھے میں دیکھنا چاہتی ہوں آخری حد اپنی بھی اور "
" آزمانے والے کی بھی

وہ بولی تو خود بخود آنکھوں میں نمی در آئی وہ ہلکے سے مسکرائی۔۔یہ لڑکی میراب سلطان ہے اور تکلیفوں کی آزمائش کرنا اِن کے مطابق گناہ ہے

۔۔۔

تمھیں شرم تو نہیں آئی یزدان۔۔ایسا کرو تم"۔۔ "

آدم سلطان نے اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتے ہی پلٹ کر یزدان کو دیکھتے بات ادھوری چھوڑی اور میراب سلطان کے ہاتھ تھامے۔۔

" یہ چوڑیاں پہن لوا گر مرد کی طرح نہیں رہ سکتے تو "

اُس نے میراب سلطان کی کلائی سے کنگن اتارتے یزدان علی کی طرف حقارت بھرے لہجے میں پھینکے۔۔

آدم"۔۔ "

اُس کی حرکت پر وہ شدت سے دھاڑا تھا۔۔

" بھائی وہ شوہر ہے میرا "

میراب نے اُسے دیکھتے حیرت و تنبیہ کرتے لہجے میں کہا۔

اور تم میری بہن ہو۔۔اِس کی بیوی۔۔۔اور تمھارے صورت و "
سیرت پر کیسے کیسے الفاظ کسے جا رہے ہیں یہاں۔۔یہ بہرا ہو گیا ہے۔۔کیا
اِسے پتہ نہیں ہے کیسے مقابلہ کیا جاتا ہے"؟؟
وہ یزدان کو دیکھتے اُس سے بھی بلند لہجے میں چیخا اِس صورتحال پر سب
ہی خائف ہوئے۔۔۔

" یہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے "
وہ درشت لہجے میں دبا دبا سا بولا۔۔۔۔۔۔
اچھا۔۔۔! تو آپ کو یاد ہے سردار کہ یہ لڑکی بیوی ہے آپ کی؟؟ "

اُس نے ہنستے ہوئے طنز کیا۔۔
عورت کی آڑ میں بدلہ نہیں لیتے یزدان جب تمھیں مناسب لگے "
ناں میرے سینے میں پانچ گولیاں مار کر بدلہ لے لینا لیکن۔۔۔! اب میری

بہن کو کوئی بھی تکلیف ہوئی۔۔تو آدم سلطان ہوں میں۔۔۔خدا خیر سب خیر ہی کرے پھر "

وہ میراب کو وہی چھوڑے اُس کی جانب بڑھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے بولا یزدان نے لب بھینچتے اُسے دیکھا۔۔

" دفع ہو جاؤ میرے گھر سے "

وہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا آدم سلطان نے تمسخر سے اُسے دیکھا ۔۔اور واپس پلٹ کر گھر کے تمام افراد پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالی تھی

مت یاد رکھو کہ تم اِس کی بیوی ہو یاد رکھو تو یہ کہ تم میراب سلطان " ہو۔۔۔!اور مجرم کو بخش دے وہ میراب سلطان نہیں "

وہ اُس کے سر پر بوسہ دیتے نرمی سے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی وہ وہاں سے نکل گیا وہاں موجود ایک نظر نے دور تک اُس کا پیچھا کیا۔۔۔

تمام نظروں میں ایک نظر ہوتی ہے ایسی جو حسرت بھری ہوتی ہے کہ جانے والا بس ایک بار بس ایک بار پلٹ کر سرسری سا ہی نظر کرم کر دے اور یہاں مبشرہ شاہ کی نظر ایسی ہی تھی۔۔۔

دیکھا کیسے دھمکی دے کر گیا ہے اِس کا بھائی یہ لوگ ہمیں سمجھتے کیا "
" ہیں یہ ٹکے کی۔۔

ماں۔۔!! میری بیوی ہے وہ۔۔ میں چاہے اسے جو بھی سزا دوں آپ "
خیال رکھیں آئندہ ایسے نازیبا الفاظ اُسے مت بولیں۔۔ میں پتہ نہیں کیسے
" آپ کا لحاظ کیے برداشت کر گیا ہوں پہلے

وہ نظریں ادھر ادھر رکھتے ہی بولا تھا لیکن لہجہ سخت تھا۔۔۔کافی سخت۔۔شائستہ بیگم بیٹے کو دیکھتی رہ گئیں پھر ایک نظر میر اب سلطان پر ڈالی جو دھیرے سے مسکرائی تھی پھر واپس ہاتھ اپنے رخسار پر رکھ گئی۔۔

اُس کی چلاکی پر شائستہ بیگم تو کنگ رہ گئی تھیں۔۔

" چلو تم میرے ساتھ اوپر "

ہاتھ آگے بڑھاتے اُس نے میر اب سلطان کو شال کے حلقے میں لیتے سختی سے کہتے قدم اوپر کی جانب لیے۔۔۔

بھابھی بھائی کو گھن چکر بنائیں گی تم کیا "

" کہتی ہو

یحییٰ مبشرہ کی جانب آتے اُس کے کان میں گھستے بولا اُس کی بات پر مبشرہ نے گھور کر اُسے دیکھا۔

حقائق پتہ ہے کیا ہیں۔۔۔؟؟

مرد اگر فرمابردار بیٹا ہو اور محبت کرنے والا شوہر بھی ہو اور ساس بہو "

" میں نہ بنتی ہو تو مرد سے بڑا دکھی انسان دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔۔ بیچارہ مرد

✿✿✿✿✿✿✿

" ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔! میں نے کہا ہاتھ چھوڑو میرا "

وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی خود کے وجود کو اُس کے شال کے حلقے سے آزاد کرواتے چیخی تھی۔۔

اب کیوں اپنی اِس نام نہاد عزت میں ڈھانپا ہے مجھے۔؟ جس وقت "
آپ کو میرا ہاتھ تھامنا چاہیے تھا میرے لیے لڑنا چاہیے تھا آپ اُس وقت
" خاموش تھے مسٹر سرکار سائیں جی
اختتام تک آتے آتے حلق میں کئی گرہیں ابھریں حلق میں یکدم درد اٹھا
تھا لہجہ رندھ سا گیا وہ ضبط سے لب بھینچ گئی۔۔

جانتے ہو تم۔۔! ہاں تم ہی بڑا تکلیف دہ امر ہے دل میں بسے ہوئے "
" لوگوں کے سامنے نمکین پانیوں کو ضبط کرنا

" اور جو تمھارا وہ بھائی کہہ کر گیا وہ؟ "
وہ بھی تھوڑے تپے ہوئے لہجے میں بولا انا ہنوز برقرار تھی۔۔اور جہاں انا
برقرار ہو وہاں عزت، خلوص، محبت ایک ناکارہ چیز ہیں۔۔۔۔۔صفر۔۔۔۔
ہاں ہاں بلکل خالی۔۔۔بے معنی۔۔

بے معنی چیزیں ہوں، رشتے ہوں یا احساسات۔۔وہ جہاں مرضی "
" موجود ہوں وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے اُن کی قدر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا

کیا اُس نے کچھ غلط کہا؟ ہر گز نہیں۔۔۔! مرد ایسے انتقام نہیں "
" لیتے یزدان۔۔! یہ آپ جانتے ہیں یہ آپ بہتر جانتے ہیں
اُس نے انگشت شہادت اٹھاتے اُس کے سینے پر رکھتے دو بار وہاں دباؤ
بڑھایا کالی آنکھوں میں بلا کی سچائی تھی۔۔
یزدان علی شاہ کو ماننا پڑا اُس کی آنکھیں چمکتی تھیں سچائی سے۔۔بہت چمکتی
تھیں۔۔۔

ایک اصلی اور نسلی مرد کبھی عورت کو ڈھال نہیں بناتا یہ اُس کی "
" مردانگی اور انا کے خلاف ہے سخت خلاف

وہ انگلی اٹھا چکی تھی اُس کی آنکھوں میں عجیب سی تپش تھی ایک
مظبوطی تھی وہ حق پر تھی" اور حق پر موجود ہر آنکھ میں مظبوطی ہونی چاہیے
" بلکل ہونی چاہیے

" کیا چاہتی ہو تم مجھ سے میراب سلطان؟؟ "
وہ تنے چہرے سمیت بولا ٹھہر ٹھہر کر۔۔
جس نے میرے دل پر خنجر چلائے میں اُسے دل کی اعلیٰ مسند پر رکھوں "
" ؟نہ میراب بی بی نہ مجھ سے ایسا نہیں ہو گا
اُس نے نخوت سے کہا اور ہاتھ کے اشارے سے نفی میں سائن دیا۔۔۔
" !!تم بات تو جان۔۔ "
" میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی "
وہ لفظ چبا چبا کر بولا سختی سے۔۔میراب سلطان خاموش ہو گئی اُس کی بات
کاٹی گئی تھی ہر کوئی کئی بار کاٹ چکا تھا۔۔لیکن وہ ہر کوئی نہیں تھا۔۔۔"وہ

یزدان علی شاہ تھا اور وہ میر اب سلطان کی بات نہیں کاٹتا تھا اِس طرح اِس لہجے میں تو نہیں کاٹتا تھا"۔۔

یہ آخری بار کہہ رہا ہوں! تم ابھی اور اِسی وقت یہاں سے جا سکتی ہو "

"

بھوری آنکھیں کالی آنکھوں پر جمی تھیں ارتکاز بہت عجیب سا تھا منجمد سا۔۔سب کچھ منجمد سا تھا۔۔ تھم گیا تھا سب کچھ۔۔بس ساکت۔۔

" جاؤ چلی جاؤ "

اُس نے کہا اور رخ پھیر لیا ارتکاز ٹوٹ گیا۔۔

سب کچھ واپس چلنے لگا لیکن صرف یزدان علی شاہ کے لیے۔۔میر اب سلطان۔۔؟ وہ ابھی بھی منجمد تھی ساکت اور خالی۔۔

کالی نظریں اٹھیں اور اُس کی پشت کو دیکھا شال اُس کی پشت سے تھوڑا اوپر کندھوں کے دونوں اطراف تھی کالی آنکھیں نے پلکیں جھپکیں اور نظر تھوڑا سا ترچھی ہوئی اُس نے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔

یقینا لب بھی بھینچے ہوں گے۔۔! ہاں یقیناً۔۔وہ بغیر دیکھے بتا سکتی تھی وہ بتا سکتی تھی میر اب سلطان اُس شخص کو حرف بہ حرف بتا سکتی تھی۔۔۔

"ٹھیک"۔۔

یک لفظی جواب مظبوط لہجہ بہت اٹل سا۔۔میر اب سلطان ایسی ہی ہے۔۔ اٹل اور مظبوط۔۔ضدی اور ہٹ دھرم۔

اُس نے قدم اٹھائے اُس کے اٹھتے گرتے قدموں کو وہ بخوبی سن سکتا تھا ۔۔ہاں واضح طور پر وہ اُس کے پاس سے گزر گئی اب۔۔

!!ہر چیز تھم گئی وقت ،احساسات اور یزدان شاہ کی نظریں بھی۔۔۔

وہ کمرے کے داخلہ دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی اُس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا وہ نہیں دیکھتی وہ ایسی ہی تھی۔۔

دروازہ کھلا اور اُس کا وجود دہلیز کے پار کہیں گھم ہوتا چلا گیا۔۔۔وہ وہی رہ گیا تھا۔۔۔

بس خالی دروازے کو دیکھتے ہوئے۔۔

تو اور انا اور محبت میں کون جیتا۔۔۔۔۔؟؟(کندھے اچکائے گئے)

" آپ کو چھوڑ دوں اللہ توبہ "

ایک چہکتی آواز، میٹھا لہجہ پس منظر کانوں میں گونجنے لگا اور آنکھیں۔۔۔؟

وہ اب بھی کمرے کے بند دروازے پر ٹکیں تھیں جہاں سے وہ جا چکی تھی

۔۔۔

اُس نے نظریں چرائیں اور گردن کو نفی میں گھمایا بار بار کئی بار اُس کا دم گھٹنے لگا تھا اُس نے شال اتار کر سختی سے زمین پر پٹخی۔۔اور کرتے کا اوپری بٹن کھولتے کف لنکس کھولتے کہنیوں تک فولڈ کیے۔۔

" اُسے لگا تھا وہ نہیں جائے گی۔۔۔! فقط اُسے لگا تھا "

آئی بڑی میری ضد سے ٹکرانے والی۔۔۔!! اچھا ہوا چلی گئی بہت اچھا " ہوا بہت اچھا"۔۔

کمرے کو اِدھر اُدھر دیکھتے اُس کی آنکھوں کے ساتھ اُس کے لہجے میں بھی بے چینی تھی۔۔

" میری پکار ان سنی کی تھی۔۔۔! بہری کہیں کی "

وہ بیک وقت ہنستے ہوئے اور پھر غصہ ہوتے خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

مجھے پتہ ہے میری بیوی ہے۔۔۔! مگر میرا بھائی تھا جو مر گیا تھا "

"

اُس کو اندازہ نہیں ہے۔۔؟ شروع سے اپنی سنانے والی ہے اپنی من " مانی کرنے والی۔۔ کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔! فرق پڑتا ہے!! نہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اچھا ہوا چلی گئی ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاتی یہ گز بھر لمبی زبان ہے"۔۔

وہ جبڑے بھینچے دائیں ہاتھ کی چار انگلیوں کو آپس میں جوڑے بائیں بازو سے ہاتھ تک کا فاصلہ طے کرتے الجھن زدہ لہجے میں بولا۔۔۔

"بدزبان کہیں کی۔۔۔! ہر گز نہیں بھولوں گا میرے بھائی کے ساتھ جو ہوا اُس کا خمیازہ سلطان خاندان کو بھگتنا پڑے گا"

اُس نے اپنی شال اٹھائی اور واپس پیچھے دونوں کندھوں پر جمائی بے وجہ کارپیٹ پر ٹھوکریں رسید کرتے وہ کمرے سے یہ جا وہ جا۔۔

وہ بے چین تھا اُس کے ہر انداز سے بے چینی چھلک رہی تھی !۔۔۔۔۔

"وہ اُس سے نفرت نہیں کرتا تھا بس کہا ہی تو تھا۔۔ کہہ دینے سے ہو جاتی ہے کیا؟؟"

احساسات چاہے جتنی مرضی تیزی سے بدل جائیں لیکن ایک چھوٹا سا گوشہ دل میں ہمیشہ بڑے حق سے براجمان رہتا ہی ہے۔۔

کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس نے تیزی سے الماری سے شرٹ نکال کر پہنی اُس کی پشت دروازے کی طرف تھی وائٹ شرٹ اُس کی چوڑی پشت پر بڑی بھلی لگتی تھی اُس کے ہاتھ تیزی سے حرکت کرتے شرٹ کے بٹن بند کر رہے تھے۔۔

" آدم "

بہت دھیمی سی آواز میں پکار آئی تھی ہلکا سا خوف لہجے میں تھا جو کہ اب کف لنکس بند کرتے وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں"؟ "

اُس کے لہجے میں کسی بھی قسم کی لچک نہ تھی۔۔

یہ چائے"۔۔ "

اُس نے ہاتھ میں پکڑا مگ ہلکا سا آگے کو کرتے جیسے وجہ بتائی آدم سلطان کی نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھیں ہاتھ اپنے شرٹ کو ٹھیک کر رہے تھے اور سیاہ بالوں سے پانی کے قطرے پھسل کر اُس کی کن پٹیوں سے آگے جا رہے تھے

۔۔

"رکھ دیں "

وہ اب بھی سنجیدگی سے بولا۔۔ گہری سنجیدگی سے۔

شیر اسلطان آگے بڑھی اور چائے کا بھاپ اٹھاتا مگ صوفے کے سامنے دھرے شیشے کے میز پر رکھ دیا۔۔

وہ واپس الماری کی جانب پلٹا اور سر گُھسائے کچھ تلاش کرنے لگا اُس نے ہلکی سی آنکھیں ترچھی کیں وہ وہیں کھڑی تھی۔۔

وہ جب پلٹا تو اُس کے ہاتھ میں فائل تھی ایک سرخ فائل وہ خاموشی سے جا کر صوفے پر ٹک گیا۔

فائل کھولی اور پھر ذرا کی ذرا نظر فائل سے ہٹاتے چائے کا مگ پکڑا اور واپس نظر فائل پر جما لیں۔۔

شیز اسلطان کے لب خود بخود مسکرائے دھیرے سے اُس نے دیکھا سفید مگ کے ہینڈل پر دھریں آدم سلطان کی انگلیوں کی پوروں کو۔۔ مگ کا وہ حصہ جسے کچھ دیر پہلے اُس نے اپنے ہاتھوں سے تھام رکھا تھا اب اُس کی مسکراہٹ ہلکی سی گہری ہو گئی۔۔

"کچھ کام ہے؟"

سفید مگ کو واپس شیشے کے میز پر رکھتے اُس نے فائل ہلکی سی چہرے سے نیچے کرتے کہا

" ہا۔ہاں و۔وہ "

نیلی آنکھوں کا ارتکاز بے ساختہ ٹوٹا وہ چونکی اور نظریں سفید مگ سے ہٹا کر سامنے دیکھا۔۔

" کچھ کہنا ہے آپ کو؟ "

اُس نے ہلکا سا بایاں ابرو اچکایا ایسا کرتا وہ خاصا پر کشش لگا

" جی۔۔! دراصل مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے "

شیزا نے ہاتھوں کی انگلیوں کو ذرا سا مسلا اور خشک لبوں پر زبان پھیرتے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا اُس نے اب فائل ذرا سا جھک کر میز پر رکھی اور ہاتھوں کو باہم جوڑتے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

وہ جتنی مرضی بے خوف صحیح لیکن آدم سلطان کی بھوری آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر ضرور ہوتا تھا کہ شیزا سلطان کے الفاظ گھم ہونے لگتے تھے۔۔ الفاظ گھم ہو رہے تھے ابھی بھی۔۔

" مجھے کام ہیں اور بھی "

وہ سنجیدگی سے بولا ایک ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے وہ مسلسل ایسے ہی شاید کوئی کھیل کھیل رہا تھا۔۔

مجھے آپ سے محبت ہے آدم مجھے نکاح کرنا ہے آپ سے آپ بابا "

" سے بات کریں

وہ تیزی سے بولی گئی۔۔بے حد تیزی سے اور اتنی ہی تیزی سے سر جھکاتے ہاتھوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیا۔۔

"کہہ دی ضروری بات۔۔۔!اب آپ کمرے سے جا سکتی ہیں"

اُس کا لہجہ بہت ٹھنڈا ٹھار تھا اُس نے واپس فائل پکڑتے سفید چائے کا مگ اٹھاتے لبوں کو لگایا شیز اسلطان نے بے ساختہ ہی۔۔بہت ساختہ سر اٹھا کر اُس بے حس انسان کو دیکھا۔۔۔

"آدم ..."!

"آپ جا سکتی ہیں "

اُس نے اِس بار دبے دبے غصے سے اُس کی بات کاٹی شیز اسلطان کی نیلی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔

" لیکن میری بات تو سنیں میں سچ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں آدم میں۔۔!م۔میرا "

وہ بولتے بولتے اچانک رک گئی کمرے میں ایک نسوانی سی ہچکی گونجی اور ساتھ ہی سختی سے کسی چیز کو ٹیبل پر پٹخنے کی آواز بھی۔۔۔!اُس نے سفید مگ کو ٹیبل پر سختی سے پٹخنے کے انداز میں رکھا۔۔۔۔۔۔۔

" !مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے محترمہ۔۔۔ "

وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اُس کی تیکھی ناک غصے سے مزید تیکھی سی ہوئی !ماتھے پر چار بل تھے اور چہرے پر ہلکی ہلکی کرختگی۔۔۔

آدم سلطان ایک خوبرو نوجوان تھا اور سب سے کمال اُس کا بایاں ابرو اٹھانا تھا۔۔اُس کی بھوری آنکھیں بہت تیز اور زیرک تھیں۔۔

وہ پہلے سے ہی جانتا تھا اُس لڑکی کی ضروری بات۔۔!اُس کی آنکھیں زیرک تھیں انسان کے اندر کے حالات کو جلد پہچان لینے والیں۔۔

معذرت لیکن مجھے گوارہ نہیں ہے کہ عورتیں میرے سامنے "

" روئیں آپ جائیں یہاں سے

وہ رخ پھیرتے بولا بلکل بے نیازی سے شیزا کی نسوانی ہچکیوں کی آواز کمرے میں مزید تیز ہو گئی اُس نے بھوری آنکھیں میچ کر دوسرے پل دوبارہ کھولیں۔۔۔

آپ کسی ا۔اور کو پ۔پسند کرتے ہیں ی۔یا میں خوبصورت نہیں "

" ہوں

وہ لب کاٹتے بولی اُس کی نیلی آنکھ سے آنسو آہستہ آہستہ بہہ رہے تھے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔۔۔۔گہرا اور درد کن احساس۔۔۔ایسے جیسے سب تمام ہو رہا ہو۔۔

میں یہ حق نہیں رکھتا کہ آپ کو جج کروں اور نہ آپ یہ حق رکھتی ہیں "
کہ میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کریں"۔
وہ ابھی بھی رخ موڑے ہوئے تھا۔۔لہجے میں خاصا کٹھور پن تھا

" میں آپ کو حق دینا چاہتی ہوں "
وہ تیزی سے بولی اور قدم اٹھاتے بمشکل اُس کے سامنے آن کھڑی ہوئی آدم سلطان نے چہرہ موڑتے بائیں جانب کیا اور اُس وقت اُس پل جب محبت نے رخ پھیر لیا یوں محسوس ہوا جیسے زندگی نے منہ موڑ لیا ہو۔۔۔
وہ ساکت رہ گئی۔۔۔!کاش دل بھی ساکت ہو جاتا۔۔ہاں کاش اُس کی آنکھ سے آنسو کی لکیر اُس کے رخسار پر پھسل گئی۔۔

آدم میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے آپ کو چاہا ہے اور "
مجھے پتہ ہے آپ اِس بات سے بے خبر نہیں ہو سکتے"۔

اُس کے لہجے میں یقین تھا بہت زیادہ یقین اور وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی

آدم سلطان جانتا تھا۔۔۔! وہ جان کر انجان بنا تھا۔۔

" پلیز آدم میری محبت کو معتبر کر دیں مجھ سے نکاح کر کے میں ہمیشہ

آپ کی پابند رہوں گی "

اُس کے قدم آگے کو بڑھے درمیانی فاصلہ کچھ حد تک کم ہوا اُس نے

بہت اچانک اپنے نرم ہاتھوں سے اُس کے بازوؤں کو تھاما آدم سلطان کرنٹ

کھا کر اُس سے دو قدم دور ہوا تھا اُس نے چہرہ اُس کی جانب کرتے سخت

اشتعال سے اُسے گھورا۔۔۔

" آپ اپنی حد بھول رہیں ہیں۔۔۔! "

وہ انگلی اٹھائے سخت تپے چہرے سمیت غرایا۔۔۔

"آدم میری بات سنیں۔۔۔! "

دفع ہو جائیں میرے کمرے سے اِس سے پہلے میں سارے لحاظ بلائے"

" طاق رکھ دوں

وہ اُس کی بات کاٹتے سختی سے دھاڑا اُس کا لہجہ اِس مرتبہ بہت خطرناک تھا اُس کی بھوری زیرک آنکھیں اِس پل گوشوں سے سرخ ہونے لگیں

میں آپ کو پا کر رہوں گی ان شاءاللہ۔۔۔! آپ کی بیوی میں ہی "

" بنوں گی یہ آپ یاد رکھنا سلطان

اُس نے سختی سے رخسار رگڑ ڈالے لہجہ بغاوت کر رہا تھا آنکھوں میں صاف بغاوت تھی وہ لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر گیا۔۔

میں آج ہی چاچو جان سے بات کرتا ہوں کہ آپ کے نکاح کا "
بندوست کریں آپ کا دماغ بگڑتا جا رہا ہے۔۔۔! بے حیا ہوتی جا رہیں ہیں آ
پ "
وہ آنکھوں سے ہی اُسے تنبیہ کرتے فیصلہ کن لہجے میں بولا اور آنکھیں
غصے سے چھوٹی کرتے اُسے دیکھا۔۔۔

بے حیا؟؟" وہ حیرت زدہ تھی "
ایسی کون سی بے حیائی کی ہے پاک طریقے سے محبت کو اپنانے کا کہنا بے "
حیائی ہے "
وہ تلخ ہوئی وہ نظریں پھر سے پھیر گیا۔۔

یوں منہ اٹھا کر لڑکیاں محبت کے اظہار نہیں کرتیں "
وہ ہاتھوں کو پشت پر باندھتے نخوت سے بولا۔۔

" اور لڑکے منہ اٹھا کر کچھ بھی کر سکتے ہیں؟ "

اُس کے لہجے میں تلخی کے ساتھ اب ضد بھی شامل ہوئی تھی۔۔

" پسند سے نکاح کرنا گناہ نہیں ہے آپ مسلمان ہیں۔۔آپ بہتر جانتے ہوں گے "

وہ اپنے اصل لہجے پر آئی وہ ایسے ہی بات کرتی تھی کسی کو خاطر میں لائے بغیر۔۔

" پسند دو طرفہ ہو تو نکاح خوبصورت ہوتا ہے یکطرفہ ہو تو محبت بھی عذاب ہوتی ہے میں آپ سے محبت نہیں کرتا بی بی اب میرا پیچھا چھوڑیں اور کسی اور کو پکڑیں "

" میں نہیں چھوڑ سکتی نہ چھوڑوں گی۔۔۔! کبھی نہیں مرنے کے بعد بھی آپ کے خواب میں آیا کروں گی "

وہ مذاقیہ انداز میں بولی آدم سلطان نے دانت پیستے اُسے دیکھا۔۔ کیا واقعی لہجہ مذاقیہ تھا۔۔۔؟؟ نہ ہر گز نہیں یوں محسوس ہوا جیسے یکطرفہ محبت نے اپنی موت کی دعا کی ہو۔۔۔

" اکثر ڈائن دکھتی رہتیں ہیں مجھے خواب میں "

وہ استہزاء ہنسا۔

" وہ تو میں ہی ہوں گی پھر "

وہ گردن اکڑا کر بولی۔۔

" تو آپ مانتی ہیں آپ ڈائن ہیں؟ "

شہ اور مات دینے کی کوشش کی گئی۔۔۔

" آپ کے لیے کچھ بھی "

ایک جتاتی ہوئی مسکراہٹ اچھالی گئی اور مقابل کی استہزائیہ مسکراہٹ وہیں لبوں پر کہیں گھم ہو گئی اور پھر یہ ہوئی ناں شہ اور مات۔۔۔

" میں رزاق چچا سے بات کرتا ہوں "

وہ اب اشتعال میں آیا تھا جب بس نہ چلے تو ہر طرح کا حربہ انسان استعمال کر ہی لیتا ہے۔۔۔

" غصہ، بے بسی انسان کو اندھا کر دیتی ہے "

" کریں ضرور کریں میرے لیے آسانی ہو گی "

وہ سینے پر بازو باندھتے بولی اُس کی نیلی آنکھوں میں اب کوئی آنسو نہیں تھے وہ خشک تھیں جیسے مقابل کا لہجہ خشک تھا۔۔

" آدم سلطان ہوں میں۔۔۔! خدا خیر کرے پھر "

اُس کا انداز بہت خطرناک اور جتاتا ہوا سا تھا کہ ایک پل کو شیز اسلطان کانپ کر رہ گئی۔۔۔

وہ واپس صوفے پر بیٹھ گیا سفید مگ میں پڑی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی

اُس نے بے زاری سے سرخ کوور والی فائل اٹھا کر چہرے کے سامنے رکھ لی

" جس کا صاف مطلب تھا "گیٹ لاسٹ

شیز اسلطان نے دانتوں پر دانت جمائے اُس کے باوجود اُس کی آنکھ سے

آنسو کا قطرہ زمین بوس ہوا۔۔۔

اُس نے آج اپنی محبت کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔۔۔ سب کچھ

۔۔۔ عزت، احساسات، جذبات اور دل بھی

بزرگ کہتے ہیں: "لوگوں کو اندھا کرنے میں دولت، لالچ، حسد، بغض

" کے علاوہ اِک محبت کا بھی برابر کا ہاتھ ہوتا ہے

محبت میں اندھے لوگ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں وہ صرف اپنا نہیں "

" دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں

اور یکطرفہ محبت اگر صحیح وقت پر قابو میں نہ رکھی جائے اُسے "
سمبھالا نہ جائے ناں تو وہ اذیت کے ساتھ ساتھ تباہی کی بھی ذمہ دار ہوتی
ہے "

❀❀❀❀♥♥♥

" آدم۔۔! "
ہڑ بڑاہٹ میں دروازہ کھلا تھا اُس نے اِس بار بے زاری سی خاموش آنکھیں
اٹھا کر دروازے میں استعادہ شیز اسلطان کو دیکھا اور بایاں آبرو اٹھایا۔

" میرا اب سلطان واپس آگئی ہے "
وہ ایک نظر اُس کے اٹھے آبرو کو دیکھتی بولی اور دوسرے پل نظریں پھیر
لیں۔

" کیا؟کب؟ "

وہ فوراً کھڑا ہوا چہرے پر پریشانی کا جال بچھ گیا

"! پتہ نہیں مجھے ماں نے بتایا ماں کہہ رہی تھی۔۔۔ "

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ تیزی سے اُس کے قریب سے گزر کر باہر نکل گیا شیز اسلطان نے پلٹ کر اُس کی پشت کو خفگی سے گھورا۔۔

" !میراب۔۔۔ "

زینے تیزی سے اترتا وہ میراب سلطان کو بھی فکر مندی سے پکار رہا تھا۔۔

" میراب "

وہ اچانک رک گیا اُس کی نظر ہال میں رکھے صوفوں کی جانب اٹھی وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی سر جھکا ہوا تھا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر دھرا تھا

آدم سلطان آگے بڑھا آنکھیں ابھی بھی اُسی پر جمی تھی وہ اب بھی دلہن کے لباس میں تھی۔۔آدم کو وہ بظاہر کہی سے بدلی ہوئی نا لگی جس لباس میں گئی تھی اُسی میں واپس آگئی تھی۔

" میراب۔۔؟ "

اُس نے گہرا سانس بھرا اور اُس کے سامنے والے صوفے پر ٹک گیا وہ ہنوز اُسی پوزیشن میں تھی۔

میراب پانی پیو۔۔! آدم دیکھو یہ اکیلی آئی ہے اور اوپر سے کچھ بتا بھی "

" نہیں رہی

شاکرہ بیگم نے پانی کا گلاس میز پر دھرتے میراب کے بعد فکر مندی سے آدم سلطان کو مخاطب کیا۔

" ! چچی جان آپ پریشان نا ہو میں ہوں نا "

وہ دھیما سا مسکرایا اور سرسری سی نظر اُن پر ڈالی۔

آخری زینے پر کھڑی شیزہ سلطان نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر کندھے اچکاتے زینوں کے بائیں طرف بنے کمروں میں سے ایک کمرے میں گم ہو گئی۔۔۔

" تم اِس سے پوچھو کیا ہوا وہاں "

وہ اب بھی فکر مند تھی دو پل رکی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

آدم سلطان ہلکا سا آگے کو جھکا ہاتھوں کو باہم جوڑا اور پھر سے انگھوٹھوں کو باہم ملاتے وہ کوئی کھیل کھیلنے لگا

" تم ٹھیک ہے؟ "

" آپ نہیں پوچھے گے وہاں کیا ہوا؟ "

اُس نے سر اٹھایا اور آنکھیں بھی۔۔! پھر آدم سلطان کو دیکھا اور کہا۔۔

" نہیں "

" کیوں؟ "

تیزی سے پوچھا گیا وہ بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔

" تمھارا ٹھیک ہونا زیادہ ضروری ہے میراب "

وہ نرم لہجے میں بولا میراب نے غور سے اُسے دیکھا وہ مسکرایا بھی تھا بہت دھیمے انداز میں۔۔اتنا دھیما کہ میراب کو غور کرنا پڑا تھا۔

" اُس نے کہا جاؤ "

وہ گہرا سانس بھر گئی اور پھر اُس کی پشت پر موجود زینوں کو دیکھنے لگی وہ پھر سے مسکرایا۔۔!گہری مسکراہٹ

" اور تم چلی آئی؟ "

اُس کے حرکت کرتے انگھوٹھے یکدم رک گے اُس نے ہاتھ کھولے اور صوفے پر پشت کو ٹکایا۔۔

میر اب سلطان نے کالی آنکھیں اٹھائی اُسے دیکھا اور پھر آنکھیں جھکالی ایک آنسو ٹوٹ کر اُس کی گود میں گرا وہ لب سختی سے بھینچ گئی

" یہ بہت مشکل ہے بھائی "

ناچاہتے ہوئے بھی اُس کے لبوں میں دبی کئی روز پرانی سسکی خارج ہوئی ایک دو اور پھر سلسلہ بندھتا ہی گیا آدم سلطان نے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے۔۔۔

" تو چھوڑ دو "

اُس کی پیشانی پر چار بل تھے میر اب نے بھیگی کالی آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا بے ساختہ۔۔بہت بے ساختہ۔۔! پھر وہ بس اُسے دیکھتی رہ گئی پل

" زندگی چھوڑتے ہوئے ڈر لگتا ہے "

اُس کا لہجہ بہت مدھم تھا یوں جیسے بس لب پڑ پھڑائے ہوں آنکھوں میں نئے سرے سے نمی در آئی۔۔۔

جب سامنے والا سے آپ کو محبت ہو تب تم عزتِ نفس اور محبت " دونوں کو ایک ساتھ لے کر نہیں چل سکتی۔۔۔! تمھیں ایک کو ترک کرنا ہو گا "

اُس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اُس کی بھوری آنکھیں اِس وقت خاموش اور سرد تھی چہرہ سنجیدہ تھا بے شک وہ اچھا اداکار تھا۔۔۔ہاں ایک پرفیکٹ اداکار۔۔

میں اُس کی محبت کو بھول نہیں سکتی۔۔۔!اُس کی محبت صرف دل "
ہی نہیں میرے روح میں بھی کہی تحلیل ہو چکی ہے اور آپ جانتے ہیں بھائی
"۔۔۔۔!

اُس نے کالی آنکھیں آدم سلطان کے چہرے پر ٹکائی اور بہت گرہوں کو حلق سے نیچے اتارا۔۔اتنا کہ حلق میں درد سا اٹھنے لگا۔۔

محبت کو نکالنے کی کوشش کرتی ہوں تو روح بھی نکل جاتی ہیں اور روح کو "
" نکالوں تو کچھ بھی نہیں بچتا
وہ ہاتھوں میں سر گرا گئی اب اُس جگہ سسکیاں نہیں گونج رہی تھی
بس دل کے اندر کہی کوئی رو رہا تھا۔۔ہاں میرا اب سلطان کے دل کے اندر کہیں کوئی۔۔۔

" میرا دل کر رہا ہے میں اُسے ختم کر دوں "

" !! بھائی۔۔۔۔ "

" خاموش ہو جاؤ میراب ورنہ میں اُسے قتل کر دوں گا "

بے ساختہ سر اٹھاتے وہ آدم سلطان کو دنگ نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔۔

محبت میں ڈوبے ننانوے فیصد لوگ عزتِ نفس کو اپنی پہلی پریورٹی "

" ! نہیں بناتے اور تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو میراب سلطان۔۔۔

وہ کھڑا ہوا اور بھاری قدم اٹھاتا اُس کی جانب بڑھا پھر بلکل اُس کے سامنے آکر رک گیا اُس کے لہجے میں خفگی کے ساتھ ہلکی بے زاری بھی تھی

۔۔۔

میراب نے سر اٹھایا اور اُسے دیکھا آنکھوں میں نجانے کیوں شرمندگی در آئی۔۔

محبت کے شکار لوگ محبوب کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں محبوب کے "
کانوں سے سنتے ہیں اور اُس کی زبان بولتے ہیں۔۔۔! بے بس اور کمزور لوگ
"

اُس نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ہلکا سا دباؤ پیدا کیا اُس کا لہجہ بیک وقت سنجیدہ، تمسخر اڑاتا اور افسوس لیے ہوئے تھا

" آپ کو کسی سے محبت نہیں ہوئی نا اِس لیے "
اُس نے کھڑے ہوتے اُس کا ہاتھ جھٹکا آدم سلطان نے مٹھی ہلکے سے بند کی اور ہاتھوں کو پینٹ کی پاکٹس میں اڑسا
وہ دونوں ایک دوسرے کو خفگی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

" آپ مجھے اندھا، بہرہ گونگا بول رہے ہیں "

خفگی برقرار تھی نم آنکھیں آہستہ آہستہ خشک ہو رہی تھی۔

" اندھی، بہری، گونگی آئے گا دراصل "

وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا اور اُس کے جملے کو درست کیا میر اب سلطان نے زور سے آنکھیں میچی اور جب کھولی تو آنکھوں میں غصہ تھا اور چہرے پر خفگی

" حیا نہیں آئی آپ کو بہن کو ایسے بولتے ہوئے؟ "

اُس کی بھنویں تن گئیں آدم سلطان نے قدم پیچھے کو اٹھایا۔۔

" وہ اپنے گھر ہو گی میرے پاس کیوں آئے گی؟ "

" اللہ توبہ۔۔۔! اتنے نادیدہ ہے آپ "

وہ نفی میں سر ہلاتے بولی۔ آنکھوں کی نمی بلکل غائب تھی اب۔ آدم سلطان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ہلکی اور پھر گہری مسکراہٹ۔۔۔۔

وہ سامنے ہوتا اور میر اب سلطان کی آنکھوں میں آنسو ہوتے ؟ یہ تو ایسا تھا سورج کے ہوتے ہوئے اندھیرا ہونا۔۔۔

" خدا خیر کرے پھر "

اُس نے پاکٹس سے ہاتھ نکالتے اوپر کو اٹھاتے سر بھی اوپر کو اٹھایا جیسے اللہ سے خیر مانگی ہو اُس کے لبوں پر ابھی بھی مسکراہٹ برقرار تھی۔۔

میر اب سلطان لب دانتوں تلے دباتے مسکرائی۔۔ پھر ہلکے سے ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی۔۔۔ کمر کے بل جھکی وہ ہنستی ہی جا رہی تھی۔۔۔

" اب بس کرو میر اب مجھے رونا دھونا ڈالنے والی عورتیں نہیں پسند "

وہ آگے بڑھا اور اُسے اپنے ساتھ لگاتے تھکا سا گہرا سانس خارج کرتے کہا

۔۔۔۔! وہ اُس کے ساتھ لگے اب رو رہی تھی وہ اُس کی ہنسی سے ہی جان گیا

تھا۔۔وہ جان جاتا تھا۔۔!اُس کی بھوری آنکھیں تیز اور زیرک تھی۔۔!اندر تک کا جائزہ لینے والی۔۔۔

" اکثر قہقے کھوکھلے ہوتے ہیں گونجنے بہت ہیں "

" بھائی میرا کوئی اصول کچھ بھی کام نہیں آرہا "

وہ آنسوؤں کے درمیان اٹکتے لفظوں کو بامشکل ادا کر رہی تھی۔

میں ک۔کیسے اُسے خود سے دور کروں؟ یہ بہت مشکل ہے۔۔۔! "

" بہت مشکل

وہ لڑکھڑا گئی حلق میں درد سا اٹھنے لگا پھر سے۔۔

آدم سلطان نے اُس کے بازوؤں کے گرد گرفت مظبوط کی وہ لب بھینچے

محبت میں اصول نہیں چلتے یہ وہ جذبہ ہے جو زندگی کے ہر اصول "
سمجھداری کے ہر کلیے سے اوپر ہے آپ جتنا اِسے اپنے مطابق کرنے کی
کوشش کرے گے یہ محبت اتنا آپ کو پستی میں دھکیلے گی آپ بس اُس کے
" مطابق ہو جائے سب آسان اور اچھا لگنے لگے گا

اُس کے بازو کو ہلکے سے تھپکتے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ میراب سلطان
نے ہنکار بھرا۔۔۔

اگر آپ کو محبت ہے تو آپ ہمیشہ خوش نہیں ہو گے یقیناً آپ ذلیل "
" وخوار بھی ہو گے اُس میں۔۔۔ یقیناً

اُس نے میراب سلطان کو خود سے الگ کرتے اپنے سامنے کیا اُس کے
دونوں ہاتھ مظبوطی سے اُس کے کندھوں پر جمے تھے۔۔۔

"رشتے بہت بھاری ہوتے میر اب کبھی کبھار تو اتنے کہ آپ اِن کے نیچے آکر دب جائیں گے اِن کو کیسے توازن سے اٹھائے رکھنا ہے اِس کے لیے سوچ بچار کرو بھاگنا حل نہیں ہوتا"

اُس کی بھوری خاموش آنکھوں میں تسلی تھی میر اب سلطان نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا اُس نے نم سانس اندر کھینچی۔۔

"شاباش اب تھوڑا مجھ سے دور رہو اور اپنی یہ بہتی ناک کہی اور صاف کرو"

وہ اُس کے کندھوں سے ہاتھ ہٹاتے بولا بات مکمل کرتے اُس کے لبوں پر ایک ہلکی شرارتی مسکراہٹ تھی۔۔

"اللہ توبہ۔۔۔! بے عزتی کر دی میری"

وہ رخساروں کو زور سے رگڑ کر صاف کرتے ہلکا سا ہنستے ہوئے اُس گھوری سے نواز گئی۔

" کہاں ہے؟ "

وہ اِدھر اُدھر دیکھتے بولا چہرے پر یکدم پریشان چھا گئی

" کیا؟ "

وہ بھی پریشان ہوتے بولی

" تمھاری عزت "

وہ لب دبائے بایاں آبرو اٹکا کر بولا اور پھر ہال میں اُس کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔

" بتاتی ہوں "

اُس کی نظریں کسی چیز کو تلاش کرنے میں لگ گئی۔۔

" مل جائے تو بلا لینا "

وہ میز پر رکھے پانی سے بھرے گلاس کو دیکھتے اُس جانب بڑھ رہی تھی

جب اُس کی آواز پر پلٹی اب وہ وہاں نہیں تھا وہ گھر کے بیرونی حصے کی جانب

جاتا دیکھائی دے رہا تھا۔۔

میر اب کھل کر مسکرائی نظریں آدم سلطان کی پشت پر تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ کی زندگی میں اچھے لوگوں کا ہونا بے حد ضروری ہے اِس لیے "

سوچے سمجھے اور پھر لوگوں کو اپنی زندگی میں منتخب کرے چاہے کتنا ہی وقت

" کیوں نادر کار ہو

" وہ ایک اچھا بھائی تھا "

وہ مزید مسکرائی اب اُس کی کالی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔۔

"بھاری غم بھی ہلکے لگتے ہیں جب اُنہیں کوئی بانٹ لیتا ہے اور اگر بانٹنے والا مخلص ہو تو غم بانٹتے بانٹتے ہی آپ کو سکون ملنے لگتا ہیں جیسے سب ٹھیک ہو جائے گا"

❀❀❀❀❀❀

وہ زینے اتر رہا تھا شال کندھوں پر جمی تھی بھوری آنکھیں سنجیدہ تھی کف لنکس کہنوں سے تھوڑا نیچے تک فولڈ کیے ہوئے تھے دونوں بھنویں سکڑتی ہوئی آپس میں مل رہی تھیں ماتھے پر مخصوص دو بل تھے۔۔۔

اُس نے سامنے دیکھا اُس کی بہن اپنی ماں سے کچھ بات کر رہی تھی یا بحث کر رہی تھی کہنا مشکل تھا۔۔

زینے اترتے اُس کی بھوری آنکھیں کسی کی متلاشی تھیں اُس کا سر ایک دفعہ دائیں سے بائیں جانب گیا اُس کی بھوری آنکھیں واپس سامنے کے منظر پر ٹک گئی۔۔خالی اور سنجیدہ آنکھیں۔۔

اپنی اٹھائیس سالہ زندگی میں شاید ہی اُس کی آنکھیں کبھی اتنی خالی ہوئی ہو جتنی کہ آج تھی۔۔۔!

وہ زینے اترتا مبشرہ اور اپنی ماں کو یکسر نظر انداز کرتا خاموشی سے ہال سے ہوتے داخلہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" تو نے اُس بے حیا لڑکی کو کیوں جانے دیا یزدان؟ "

اُن کی آواز میں حقارت تھی وہ وہی رک گیا لیکن پلٹا نہیں مبشرہ نے افسوس سے اُس کی پشت کو دیکھا۔۔

ارے وہ ڈائن میرا بچہ کھا گئی میں پوچھتی ہوں وہ تیرا بھائی نہیں تھا "

" ! یزدان کیسے بھائی ہو تم۔۔؟افسوس۔۔

شائستہ بیگم کی آواز بلند ہوتے نم ہو گئی آنکھوں سے آنسو پھسل گے

درست تھا کہ وہ غلط الفاظ بول رہی تھی۔۔! لیکن یہ بھی درست تھا کہ

! انہوں نے اپنا بیٹا کھویا تھا۔۔

قیمتی چیزوں کے کھو جانے پر لوگ کئی طریقوں سے ری ایکٹ کرتے ہیں "

۔۔۔! کم گو لوگ مزید خاموش ہو جاتے ہیں۔۔! انا پرست لوگ بے چین

ہو جاتے ہیں اور اُس چیز کو واپس تلاش کرنے میں سر گرداں ہو جاتے ہیں

شاید انا کی تسکین کے لیے۔۔۔! الجھے ہوئے لوگ مزید الجھ جاتے ہیں انہیں

سمجھ نہیں آتا وہ کیا کرے۔۔۔! کم ظرف لوگ شور مچاتے ہیں واویلہ کھڑا

کرتے ہیں۔۔۔! اور۔۔۔! سمجھدار لوگ بس صبر کرتے ہیں وہ شور نہیں

مچاتے، واویلہ کھڑا نہیں کرتے، انا کو تسکین پہچانے کے لیے پستی میں نہیں

اترتے۔۔۔! ہاں وہ کم گو ہو سکتے ہیں وہ اپنے دکھوں کا اشتہار نہیں لگاتے وہ

یقین رکھتے ہیں جو اُن کا ہے وہ جلد یا بدیر اُن تک واپس آ ہی جائے گا۔۔ہاں وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔! اور یقین کرنے والے سوال نہیں کرتے۔۔

" بلکل بھی نہیں کرتے

کیسے منہ پھاڑ کر مجھے کہہ کر گئی ہے کہ آپ کے بیٹے نے جانے کو کہا "

" !ہے۔۔! یزدان تم نے اُس اوچھی لڑ۔۔

!بس ماں۔۔ "

وہ پلٹا اور سختی سے اُن کی بات درمیان میں کاٹ دی

میری اجازت سے گئی ہے وہ۔۔! اور خدا کے لیے اُسے غلط لفظوں سے "

مت پکارے اگر وہ اوچھی لڑکی ہے تو میں بھی بد کردار ہوا پھر وہ میری بیوی ہے آپ کیوں نہیں سمجھتی اُس پر کسے گئے الفاظ مجھ پر بھی کسے جاتے ہیں اور

" !مجھ پر کسے گے الفاظ اُس پر بھی کسے جاتے ہیں ہم میاں بیوی ہے۔۔

وہ بولتے بولتے سخت ہو گیا تھا لہجہ بھی تیز اور بلند ہو گیا تھا اپنی ماں کے غم زدہ چہرے کو دیکھتے اُس کی زبان یکدم رک گئی اُس نے آنکھیں میچی اور لب بھی۔۔

اُس کا دماغ تھکنے لگا تھا۔۔ یہ بہت مشکل تھا وہ رشتوں کے دھاگے میں الجھ رہا تھا۔۔

اُس نے قدم اٹھائے اور ماں کی طرف بڑھا اُس کی چال شکستہ تھی اُس نے ماں کو اپنے حصار میں لیا وہ اب رو رہی تھی۔۔! اور پھر معاشرہ کہتا ہیں مرد سہتا ہی کیا ہے ؟؟ سارے غم تو عورت سہتی ہے۔۔۔!

"ماں خدا کے لیے رونا بند کر دے۔۔! مجھے یاد ہے بھائی کی موت مجھے سب یاد ہے۔۔۔! میں اُسے خود سزا دوں گا چاہے کیسے بھی میں سلطان

خاندان کو نہیں بخشوں گا لیکن اِس بار عورت کو ہتھیار نہیں بناؤں گا میں کچھ

" نہ کچھ کر لوں گا

وہ اپنی ماں کے سر کو سہلاتے بہت نرمی سے بول رہا تھا ماں کی

سسکیاں اُسے برداشت نہیں تھی

ابھی مجھے ضروری کام سے جانا ہے آپ رونا بند کریں۔۔! مبشرہ "

" ادھر آؤ ماں کو کمرے میں لے جاؤ آرام کی ضرورت ہے انہیں

اُس نے پاس کھڑی بہن کو پکارا مبشرہ شاہ نے گہرا سانس چھوڑا اور

شائستہ بیگم کو سنبھالا یزدان علی شاہ نے قدم واپس داخلہ دروازے کی سمت

لیے۔۔

مبشرہ نے اپنے بھائی کی پشت دیکھی اُس کی آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں وہ

شائستہ بیگم کو لیے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

جواُس سے اپنا وجود چھڑواتے خود ہی کمرے میں جا کر بند ہو گئی مبشرہ شاہ نے یاسیت سے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

"بیوی اور ماں جب اپنے سارے دن کی روداد لڑائی کی صورت میں مرد کے گوش گزار کرتی ہیں اور مرد انہیں خاموشی سے سنتے کبھی ماں کے حق میں بولتا ہے اور کبھی بیوی کے حق میں۔۔! کیا کبھی بھی آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ بیوی اور ماں تو اپنی روداد اپنے بیٹے اور شوہر کو سنا دیتی ہیں لیکن وہ اپنی روداد کسے سناتا ہیں۔۔۔؟ آج آفس میں اُس کے باس نے ڈانٹ دیا یا کام کی وجہ سے اُس نے کھانا نہیں کھایا کیا کبھی بھی آپ کے گھر کے مردوں نے روتے ہوئے بتایا۔۔۔؟ بظاہر تو یہ بہت چھوٹی سی بات ہے اور ہم ہنس کر ٹال دیتے ہیں کہ خیر ہے وہ مرد ہے۔۔۔! لیکن وہ مرد بھی ایک انسان ہے اور ہر انسان کی طرح وہ بھی زچ ہوتا ہے، اُس کی آنکھوں میں بھی آنسو آ سکتے ہیں،

بھوک اُسے بھی لگتی ہیں، گھر کی لڑائیاں اُسے بھی متاثر کرتی ہیں۔۔۔! مرد بھی انسان ہوتا ہے اُسے پتھر نہیں سمجھنا چاہیے

❀❀❀❀❀❀❀

" کیا مسئلہ ہے یہاں؟ "

کرسی پر بیٹھے اُس کے چہرے پر اب سخت تاثرات تھے اُس نے گاؤں کے لوگوں پر ایک نظر ڈالی۔

" سردار سائیں اِن لوگوں نے میری جوان بیٹی کو قتل کر کے نہر میں بہا دیا "

ایک نحیف سی کانپتی نم آواز میں بولے گے جملوں نے یزدان علی شاہ کو ساکت کر دیا اُس کے ماتھے پر تین بل پڑے اُس نے دو تین آدمیوں کے شکنجے میں جکڑے ایک لڑکے کو دیکھا جو اُس شکنجے سے نکلنے کو مچل رہا تھا۔۔

" سارا معاملہ بتائے مائی "

وہ کھڑا ہوا اور اُس نحیف بوڑھی عورت کو دیکھتے نرمی سے کہا

"میری بیٹی کو مار دیا انہوں نے۔۔ "

" یہ جھوٹ بول رہی ہے سر داد سائیں "

ایک صحت مند مرد چلایا اور اُس عورت کی بات درمیان میں کاٹی۔۔

" خاموش۔۔! آپ سے بھی پوچھا جائے گا "

اُس نے ہاتھ کے اشارے سے سختی سے اُس مرد کو خاموش کروایا جو شاید اُس لڑکے کا والد تھا۔۔! یقیناً اُسی کا والد تھا اُن دونوں میں خاصی مشابہت تھی۔۔

"یہ میرا بھتیجا ہے میری بیٹی کسی کو پسند کرتی تھی اور اِس نے نجانے کیوں میری بیٹی کو قتل کر دیا اِس نے ہی کیا ہے بڑی خار کھاتا تھا یہ میری بیٹی سے"

آواز کانپتی ہوئی تھی آنسوؤں کی آمیزش واضح تھی یزدان نے حیرت سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا جو تین افراد کے شکنجے میں تھا۔۔

وہ پلٹا اور باقی سرداروں کی طرف رخ کیا۔۔

"پرسوں اِس مائی کی بیٹی غائب ہوئی اور اُس سے ایک دن پہلے سے یہ لڑکا گاؤں میں نہیں دِکھا اِس کے والدین کو پنچائیت نے کئی بار بلایا ہے یہ کہتے رہے ہیں کہ انہیں اپنے بیٹے کا علم نہیں ہے آج اِس لڑکے کو ساتھ والے گاؤں سے ہمارے آدمی پکڑ کر لائے ہیں۔مائی کی بیٹی کی لاش صبح ہی ملی ہے اور تدفین کر دی گئی ہے"

ایک بزرگ سردار نے اُس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا اُس کی بھوری آنکھیں چھوٹی ہوئی تھی۔۔! شاکی بھوری چھوٹی آنکھیں۔۔۔۔

وہ واپس مائی کی طرف پلٹا جواب بھی رو رہی تھی

" مائی صرف آپ اور آپ کی بیٹی رہتی تھی گھر؟ "

لہجہ تفتیش زدہ تھا۔

" ہاں جی "

وہ منہ پر دوپٹہ رکھتی سسکیاں بھرتی بولی

اُس نے پاس کھڑے اپنے آدمی دلاور کو ایک نظر دیکھا دلاور وہاں سے جا چکا تھا۔۔

" اب آپ لوگ بتائے "

وہ اُس آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیوں کو لڑکے کو چھوڑنے کا اشارہ کیا

۔

میرا بیٹا تو یہاں تھا ہی نہیں شہر تھا وہ۔ اور وہ بھلا اپنی ہی کزن بہن کو "
کیوں قتل کرے گا میری بہن کا دماغ دراصل کئی عرصے سے نہیں درست
جب سے اِس کے شوہر کا انتقال۔۔

" یہ جھوٹ بولتا ہے "

نحیف سی آواز میں اِس بار ایک گرج سی تھی اُس عورت نے اپنے بھائی کی
بات کاٹ دی۔

" میرا یقین کرے سردار میرا بیٹا شہر تھا "

اُس کی آواز میں اٹل پن تھا۔

" شہر کیوں؟ "

اُس نے دایاں آبرو اٹھاتے استفامیہ لہجہ اپنایا۔۔

" وہ جی پڑھائی کے لیے "

" کیا پڑھ رہے ہو تم؟ "

وہ اُس آدمی کے سامنے سے ہٹ کر لڑکے کے سامنے گیا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔

" وکالت "

اُس نے آنکھیں دائیں سے بائیں گھوماتے پھر نظریں نیچی کرتے کہا۔۔۔۔

" درست۔۔! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ "

یزدان علی شاہ نے ایک آنکھ چھوٹی کرتے پوچھا۔۔

" جی "

لڑکے کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

" !درست۔۔ "

اُس نے کہا اور پلٹ گیا پھر باقی سرداروں کے پاس کھڑے ہوتے وہ دو تین جملے بولا تھا وہ واپس پلٹا اور لوگوں پر ایک نظر ڈالی۔

"ہم کل فیصلہ سنائیں گے۔۔! لیکن تب تک لڑکے تم گاؤں سے باہر نہیں جاؤ گے اور نا آپ لوگ اور مائی آپ فکر نا کرے قاتل کو سزا ضرور ملے گی"

اُس نے اٹل لہجے میں کہا اور وہاں سے نکل گیا تھوڑی دور کھڑی اپنی جیپ کے پاس گیا اور اُس میں سوار ہوتے جیپ سٹارٹ کرتے کچے راستوں پر ڈالی۔۔۔

موڑ کاٹتے وہ اُس نے اچانک بریک لگائی اُس نے سامنے دیکھا ایک کالے رنگ کی جیپ اُس سے دس، پندرہ قدموں کے فاصلے پر کھڑی تھی۔۔ اُس کی بھوری آنکھوں میں ہلکا سا اشتعال ابھرا اُس نے سامنے کالی جیپ میں بیٹھے آدم سلطان کو دیکھا۔۔! اور پھر جبڑے بھینچے جیپ سٹارٹ کرتے سپیڈ بڑھادی دوسری جانب بھی شاید یہی عمل دہرایا گیا تھا۔۔

وہ دونوں جیپ ایک دوسرے کی جانب تیزی سے بڑھ رہی تھی یکدم ہی ہوا میں ٹائروں کے چڑ چڑانے کی آواز گونجی اُن دونوں نے بیک وقت بریک لگائی تھی دو قدموں کے فاصلے پر۔۔

" میری بہن کو تکلیف دے کر اچھا نہیں کیا تم نے "

آدم سلطان کا لہجہ کرخت تھا جبڑے بھینچے وہ قہر آلود تاثرات سے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

" میں نے تو خیال رکھا تھا۔۔! اپنا "

اُس کے لہجے میں طنز تھا اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔اُس نے "اپنا" پر زور دیا

" بہتر۔۔! مزید بھی رکھئے گا "

وہ ایک ایک لفظ چبا کر ادا کر رہا تھا

" ان شاءاللہ سالے صاحب نصیحت کے لیے شکریہ "

وہ کھل کر ہنسا اُس کے کندھے ہلکے سے اوپر کو اٹھے آدم سلطان نے دانت دانتوں پر جمائے۔

" ایک اور نصیحت پکڑو پھر۔۔! جن کے گھر شیشے کے ہو وہ اُن لوگوں سے دشمنی مول نہیں لیتے جن کے ہاتھوں میں پتھر ہو "

اُس نے بایاں آبرو اٹھایا اُس کی بھوری آنکھیں سرد تھی، خاموش، ڈارک اور سرد۔۔۔! جیسے کوئی راز بیان کر رہی ہو۔۔ہاں اُس کی بھوری آنکھیں رازوں کی خوابگاہ تھیں۔۔۔

" کیا مطلب ہے تمھارا؟ "

وہ درشت لہجے میں بولا اور سٹیرنگ پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

" ہائے قربان۔۔! سر داد بے وقوف بچے تو نہیں ہو تم "

وہ گہرا مسکرایااور کاٹ دار لہجے میں گویاہوااُس کی بات میں کچھ تو مطلب تھا۔۔ایک خطرناک مطلب۔۔

" اپنی زبان کو لگام دو "

وہ شدت سے دھاڑا

اور تم اپنی زبان سے کچھ پھوٹنے کی زحمت کرو۔۔! میری بہن کو جتنی تکلیف ہو رہی ہے نا اتنی ہی سود سمیت تمھیں دوں گا۔۔! یہ یاد رکھنا آدم سلطان ہوں میں۔۔۔! خدا خیر کرے پھر "

وہ درشت لہجے میں دھاڑا اور آخر میں بولتے بولتے اُس نے لفظوں پر دباؤ پڑھا دیا۔۔

میرا اب سلطان بہن ہے میری اور آدم سلطان اُس کے لیے تمھاری "
پوری دنیا خاک میں ملا سکتا ہے۔۔۔! اور اگر میں نے ٹھان لیا تو میں باز آنے
" والا بندہ نہیں ہوں

اُس کے لفظوں میں پختگی تھی اُس کی زبان جیسے شرارے اُگل رہی تھی
جیپ ریورس لیتے اُس نے بائیں جانب گلی میں موڑلی یزدان علی شاہ کی پُر
تپش آنکھیں اُس کے اوجھل ہونے تک اُس پر غصے سے ٹکی تھی۔۔

تم ہی مرو گے آدم سلطان۔۔۔! تم سہی ہو مجھے تمھیں ہی مارنا "
" چاہیے

وہ غصے سے بڑبڑایا اور جیپ سٹارٹ کرتے آگے کو بڑھ گیا۔۔

اپنے راز اتنے ہی دوست سے محفوظ رکھے جتنے کے دشمن سے رکھتے ہو "
۔۔! کیوں کہ جب شیشہ ٹوٹتا ہے تو وہ ایک خطرناک ہتھیار میں تبدیل ہو
" جاتا ہے

❀❀❀❀❀❀❀

طبیعت خرابی کے باوجود ایک بجے تک لکھتے رہے اگر آپ تین ہزار سے
اوپر لائک نا کیے تو اگلی جو یوٹیوب پر دے گے ادھر بس لنک دے گے اتنی
رات تک محنت کوئی بھی کسی کے لیے نہیں کرتا

تم سے ایک بار پھر سے پوچھا جاتا ہے لڑکے کیا جو تم نے کل کہا تھا وہ سچ "
" تھا کیا تم اب بھی اپنی بات پر قائم ہو؟

اُس نے کالی شال کو کندھوں پر درست کیا اور بھوری سنجیدہ نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھا اور سوال کیا۔

پورا مجمع اُن دونوں ہر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔

لڑکے نے جھکا سر اٹھایا۔

" میں سچ بول رہا ہوں سردار میری کزن کے غائب ہونے کے پیچھے میرا ہاتھ نہیں "

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور یزدان علی شاہ کو ایک نظر دیکھا۔!

ہاں بس ایک نظر اور پھر نظریں جھکا گیا

" اور اُس کا قتل؟ "

اُس نے جبڑے بے ساختہ بھینچے اُس نے بیک وقت سنجیدہ اور شاکی نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھتے پوچھا

نہیں۔۔! وہ ٹھہرا سانس اندر کھینچا۔۔ "مجھے اُس کے قتل کا نہیں پتہ "

" میں ملوث نہیں ہوں کسی بھی بات میں

پھر بغیر رکے اُس لڑکے نے بات مکمل کی اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار مکا اُس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

سردار سائیں"۔ "

اُس لڑکے سے کچھ فاصلے پر کھڑے اُس کے باپ نے حیرت و صدمے سے یزدان علی شاہ کو پکارا اُس نے تنے چہرے سمیت گردن موڑ کر قہر آلود نظروں سے اُس آدمی کو دیکھا کم گھورا زیادہ۔

تم میں ہمت تو بہت ہے ویسے سرداروں کے سامنے جھوٹ بول "

" رہے ہو بے غیرت شخص

اُس نے طیش سے اُس لڑکے کا گریبان پکڑ کر اُسے کھینچا اور پلٹے اُسے ایک زوردار دھکے سے اُس بوڑھی عورت کے قدموں میں پھینکا۔۔

" مائی یہ رہا آپ کا مجرم جو چاہے سزا دے "

اُس کے چہرے پر کرختگی حد سے زیادہ تھی اور لفظوں میں غصہ بھرا تھا اُس بوڑھی عورت نے اپنی ضعیف نظریں اٹھا کر یزدان علی شاہ کو دیکھا وہ بوڑھی عورت بے ساختہ رو دی۔

" سائیں آپ اِس طرح میرے بیٹے کو سزا نہیں دے سکتے۔۔۔! میرا بیٹا بے قصور ہے "

اُس لڑکے کا باپ آگے بڑھا اور روتے چلاتے اپنے بیٹے کو اُس بوڑھی عورت کے قدموں سے اٹھانا چاہا وہ عورت جو اُس کی بہن تھی

" خبردار اِس کی یہی جگہ ہے "

وہ انگلی اٹھا کر درشتگی سے بولا۔

" یزدان سائیں آپ کیسے اِسے مجرم کہہ سکتے ہیں۔؟ وضاحت "

لوگوں کی اٹھتی نظروں اور گونجتی چہ میگوئیوں کو سنتے کرسی پر بیٹھے تین سرداروں میں سے ایک نے سوال کیا۔

" دلاور "

اُس نے ایک نظر مجمع پر ڈالی اور بلند آواز میں اپنے خاص ملازم کو پکارا کچھ فاصلے پر کھڑا دلاور تیزی سے اُس کی جانب بڑھا۔

" بتاؤ اِن سب کو سچ "

آواز اِس بار دھیمی تھی۔

یہ لڑکا جھوٹ بول رہا ہے یہ گاؤں سے شہر پڑھنے کے بہانے سے گیا تھا "
لیکن وہاں اپنے نکمے دوستوں کی صحبت میں یہ بس آوارہ گردی کرتا ہے میں
نے شہر پتہ کروایا ہے یہ کئی مہینوں سے یونیورسٹی نہیں گیا اور دو، چار لوگوں
" نے اِسے اُس دن گاؤں میں بھی دیکھا تھا جس دن مائی کی بیٹی غائب ہوئی

دلاور کی زبان تیزی سے چل رہی تھی اُس کا سر اٹھا ہوا تھا اور آنکھیں بھی
وہ سچ بول رہا تھا وہ بھلا کیوں سر کو جھکاتا وہ بھلا کیوں نظریں چراتا؟
سچ ہمیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینے کا حوصلہ دیتا ہے "
"۔۔! سچ کا سفر بے شک مشکل ہو لیکن منزل سکون بخش ہوتی ہے

" ایک بار پوچھوں گا تم ہی ہو نا قتل کے پیچھے؟ "
یزدان نے آگے بڑھتے جھک کر اُس کے بال آگے سے مٹھی میں دبوچتے
اُس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے پوچھا۔

" !م۔میں ن۔نہیں۔۔ "

" احتیاط سے۔۔!صرف سچ ہی بولنا "

اپنے پہلوں سے ہاتھ نکالتے اُس نے ہاتھ میں پکڑی ریوالور اُس لڑکے کے ماتھے پر رکھی وہ لڑکا بری طرح کانپ اٹھا اُس کی آنکھیں خوف سے پھیلی۔

" سائیں آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔!سائیں "

اُس کا باپ آگے بڑھا جب یزدان نے ایک نظر اُسے دیکھا۔۔۔!ہاں فقط ایک نظر۔۔!اور اُس کی ایک نظر ہی کافی تھی۔

اب ہر طرف سے مختلف آوازیں آرہیں تھیں

" ہاں۔م۔میں نے ہ۔ہی مارا اُسے "

گولی چلنے کی آواز پر وہ پھرتی سے بولا تھا یزدان نے زمین پر فائر کیا تھا جس سے اُس کی زبان تیزی سے چلی تھی اور سر بے ساختہ خوف سے جھک کر گیا تھا

" کیوں؟ "

اُس نے اُس لڑکے کے بال چھوڑ دیے اور ریوالور اندر رکھی تمام لوگ حیرت و بے چینی سے اُس لڑکے کو دیکھنے لگے۔۔! سچ کے انتظار میں حسرت سے کھڑے لوگ۔

" ردا سے شادی کرنا چاہتا تھا میں۔ا۔اور اُس ن۔نے منع کر دیا "

اُس نے نظریں زمین پر رکھتے اٹکتے لہجے میں کہا اُس عورت نے تڑپ کر اپنے بھتیجے کو دیکھا۔۔

تم بس میری بیٹی کو تنگ کرتے تھے اصل میں تو تمھارے اور "
تمھارے باپ کی نظر میری کل پونجی پر تھی تمھیں ذرا ترس نا آیا میری بیٹی
" پر۔۔۔! مر جاؤ تم خدا کرے غرق ہو جاؤ تم
وہ عورت بولتے بولتے سر و سینے کو پیٹتے ہوئے ساتھ قدموں میں پڑے
اُس لڑکے کو بھی اپنے نحیف ہاتھوں سے مارنے لگی۔۔

مائی سچ بول رہی ہے سردار اِن کے شوہر کچھ زمین چھوڑ کر گے تھے یہ "
لوگ اپنے بیٹے کی شادی اِن کی بیٹی سے کروا کر اِس مائی کا گھر اور وہ زمین کا ٹکڑا
" اپنے نام کروانا چاہتے تھے۔۔۔! اور پھر شاید لڑکی نے منع کر دیا
دلاور نے غصے سے اُس لڑکے کو دیکھتے معلومات میں آضافہ کیا یزدان
نے دانت بری طرح دانتوں پر جمائے۔

شرم نہیں آئی تمھیں صرف پیسوں کے لیے کسی کی جان لے لی "

" تمھارے بیٹے نے اور تم پردہ پوشی کر رہے ہو

وہ غصے سے بولا اور ایک زبردست ٹھوکر لڑکے کو ماری وہ لڑکھڑا کر زمین پر پوری طرح گر گیا۔

مجھے پتہ تھا تم جھوٹ بول رہے ہو! کل تم نے خود اپنے جرم کا اعتراف " کیا تھا۔۔۔! وکیل اور سچ بولتے نظریں چرا لے۔۔۔؟ ممکن ہی نہیں ہے

" وکیل تو جھوٹ بھی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر بولتا

اُس نے آگے بڑھتے اُسے واپس گریبان سے پکڑتے کھڑا کیا تھا لڑکے کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔!

ایک وکیل کبھی بھی نا نظریں چراتا ہے نا جھکاتا ہے چاہے وہ کتنے ہی "
زیادہ جھوٹ بول رہا ہو یا کتنی ہی کم مقدار میں سچ۔۔! ایک اچھا وکیل وہ واحد
بندہ ہے جو جھوٹ بھی اس قدر سچائی سے بیان کرتا ہے کہ آپ واقعی اُس
" جھوٹ کو سچ مان لے گے

اُس نے بری طرح غصے سے اُس لڑکے کا کالر جھٹکا اور قدم اٹھاتے
اُس عورت کے سامنے گیا۔

میں معافی چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے مزید ایک دن آپ کا مجرم "
" کھلی فضا میں سانس لے پایا

وہ سنجیدگی اور نرمی سے بولا اُس عورت نے نم آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا
یزدان علی شاہ کی بھوری آنکھوں میں غم کے سے تاثرات چھا گے۔۔۔بہت
بے ساختہ ہی۔۔۔ہاں کچھ نم آنکھیں ایسی ہی ہوتی ہے وہ بے ساختہ ہی دل

میں اترتے آپ کو غمگیں کر دیتی ہے اور اِس وقت اُس عورت کی نم آنکھیں ایسی ہی تھی جو آنی کی طرح دل میں چُھب رہی تھی

" ایک ماں سے اُس کی اولاد کو چھین لینا تو یوں ہے جیسے جسم سے روح کھینچ لی گئی کو "

وہ خامخواہ شرمندہ ہو گیا تھا۔۔

" کیا سزا دینا چاہتی ہے آپ اِسے "

اُس نے ایک سخت نظر اُس لڑکے پر ڈالتے پھر اُس عورت کو دیکھتے نرمی سے استفسار کیا۔

" بہن۔۔! اِسے معاف کر دو میرے بیٹے کو سزا نا دلاؤ میں تمھارا بھائی ہوں یہ میرا واحد سہارا ہے میری بہن معاف کر دو اسے "

وہ آدمی تیزی سے ہاتھ جوڑے ہی عورت کی جانب بڑھا وہ اب اُس کے آگے جھک کر معافی مانگ رہا تھا۔۔۔! وہ عورت مزید پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔! ہاں بس عورت تھی نا وہ کئی رشتوں میں بندھی ایک عورت۔۔

" میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں میں اسے تمھاری نظروں سے بہت دور کر دوں گا۔۔۔! بے شک میری ساری زمین تم رکھ لو بس میرے بیٹے کو چھوڑ دو "

وہ یکدم اپنی بہن کے قدموں میں گرتے گڑگڑانے لگا تھا اُس کی صدائیں اب اُس جگہ پر گونجنے لگی تھی۔

" لالچ کی روش اختیار کرتے اُس نے اپنی ہی اولاد کے گناہ کی پردہ پوشی کی تھی اور اب اولاد کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔۔۔! عزت، مال اور

جان بھی آج کل کا معاشرہ اپنی اولاد کو ہی فقط اولاد سمجھتا ہے۔۔۔! باقی

" لوگوں کی اولاد ناتواُن کے لیے انسان ہے اور نارحم کے قابل

" مائی آپ بتائے "

ایک سردار نے کھڑے ہوتے براہ راست عورت سے پوچھا اُس آدمی نے پیچھے مڑ کر اُس سردار کے کرخت چہرے کو دیکھا اور پھر بے ساختہ ہی اپنے کندھے پر جمی مردانہ شال اتار کر بہن کے قدموں میں رکھتے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔ہاں بس اِس ایک ہتھیار پر ہمیشہ عورت جھک جاتی تھی ایسا ہوتا آیا تھا اور ایسا ہی ہوتا جائے گا ہمیشہ۔۔۔! ہاں ہمیشہ

" تجھے میری عزت کا واسطہ بہن "

وہ بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا بہت ہی مدھم لہجہ تھا اُس عورت نے دھندلی آنکھوں سے قدموں میں پڑی مردانہ شال کو دیکھا۔اور ایک سسکی بھری سب کچھ جیسے تھم گیا ہو سب کچھ رک گیا تھا۔۔

" اپنے بیٹے کو لے جاؤ یہاں سے "

سسکیوں میں ڈوبا مدھم لہجہ لبوں سے نکلتے پھڑ پھڑاتے الفاظ۔۔۔اور سب کچھ واپس اپنی روش پر آگیا سکتہ ٹوٹ گیا۔۔۔! ہاں بس یہی ہے عورت ۔۔۔! اُس عورت کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر قدموں میں پڑی مردانہ شال پر گرا اور پھر کئی آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہی گے۔۔۔

" عورت چاہے جس مرضی زمانے میں ہو چاہے وہ بچی ہو، جوان ہو یا بوڑھی وہ ہمیشہ عزت کے لیے اپنا بہت کچھ قربان کر دیتی ہے "

بہن تو بھی میرے ساتھ چل ہم سے غلطی ہو گی ہم تیرا خیال "

" رکھے گے اب سے

وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا اُس کے چہرے پر یکدم ہی چمک سی چھا گئی ایک خوشی

! کی چمک کیا اُسے اپنی بہن کی فکر تھی؟ نہیں یہ چاپلوسی تھی۔

اولاد چاہے مجرم ہو یا بے قصور ماں باپ بس اپنی اولاد کو ہمیشہ "

زمانے کے سرد گرم سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں فرق نہیں پڑتا آپ

گنہگار ہے یا پرہیز گار ماں باپ کے لیے آپ فقط اُن کی اولاد ہے۔۔۔! اولاد

" جن سے وہ محبت کرتے ہیں

مائی آپ نے انہیں معاف کر کے بے شک اپنے بھائی کی نام نہاد "

" عزت رکھی ہو لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو انصاف ملے

یزدان علی شاہ بے ساختہ بولا تھا اُس کا لہجہ اٹل تھا۔۔

اور پھر چاہے آپ معاف کر دے لیکن ایک سبق ضروری ہے۔۔۔! "

" بہت ضروری ہے

" لیکن سائیں "

بس "اُس نے ہاتھ کھڑا کر دیا گویا اب دخل اندازی ممنوع ہے "

یہ لڑکا اب سے اِس مائی کی دیکھ بھال کرے گا۔۔! جیسا کہ ان کی بیٹی "
کرتی تھی اِس کے والدین اِس سے نہیں مل سکتے یہ خود مائی کی اُس زمین پر ہل
چلائے گا اور اگر اِس نے کوتاہی کی تو ہر گز بھی رعایت نہیں دی جائے گی
" ۔۔! مائی کے حیات تک یہ اِن کا خدمت گار ہے

اُس نے رعب دار لہجے میں فیصلہ سنایا اور بولتے بولتے ایک بار پلٹ کر
باقی سرداروں کو دیکھا جنہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر تم اپنے بیٹے کو مردہ دیکھنا چاہتے ہو تو رد کر دیکھاؤ میرا فیصلہ"

اُس نے اُس آدمی کے واہوئے لبوں کو دیکھتے جبڑے بھینچے اُسے بہت کچھ باور کروایا تھا بہت سختی سے۔

"م۔مجھے اِس کی شکل نہیں دیکھنی سردار میرے زخم تو تازہ ہوتے رہے گے"

وہ مائی درمیان میں بولی آنسوؤں سے چہرہ تر تھا۔ہاتھ کانپ رہے تھے کبھی کبھی کسی انسان کے لیے معافی بھی بہت بھاری ثابت ہوتی ہے وہ درست تھی۔۔۔!اگرچہ اعلیٰ ظرف لوگ اللہ کی رضا کے لیے دوسروں لوگوں کو معاف کرتے ہیں لیکن اُن لوگوں کا واپس اُن کے سامنے

آنا یوں ہے جیسے اپنا زخم کھول کر رکھ دیا جائے اور مکھیوں کو دعوت دی جائے

" آؤ بیٹھو اور تکلیف دو

گنہگار کو معاف کرنے کے بعد پھر سے اپنے سامنے دیکھنا آخری صبر کا کام ہے اور اِس وقت ایک ایسی عورت جس نے اپنی بیٹی کھو دی تھی اُس میں اتنا سخت صبر نہیں تھا۔

" درست۔۔! آپ کی بات بجا ہے مائی۔۔! لڑکے تم بس زمین دیکھو وہی رہو وہاں سے ہلنے کی جرأت مت کرنا اگر تم فرار ہوئے تو میری ریوالور کی گولی اور تمھارا سر "

اُس نے کچھ سوچتے پہلے نرمی و احترام سے اُس عورت کو مخاطب کیا اور پھر اُتنے ہی سخت غصے سے اُس لڑکے کو۔

لوگوں کا ماننا ہے لالچ ایسا مرض ہے کہ جس کا آغاز دوسروں کو تباہ "
کرتے اور اختتام خود کو تباہ کر دینے پر ہوتا ہے۔۔۔! لیکن در حقیقت یہ سب
سے پہلے آغاز میں ہی ایک تباہ کن اختتام کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور لالچ میں
اندھے انسان کو خبر ہی اختتام پر ہوتی ہے۔۔۔اندھے لالچ کا سلسلہ یونہی
" چلا آرہا ہے اور یونہی چلتا جائے گا

پنچائیت ختم ہو گئی تھی اُس نے دلاور سے کہہ کر ایک ملازمہ اب ہمیشہ
! کے لیے حویلی سے اُس مائی کے گھر بھیجوانے کا حکم دیا تھا۔۔۔

جو والدین اپنی اولاد کی غلط باتوں پر بھی پردہ پوشی کر جاتے ہیں ناوہ "
والدین در حقیقت اپنی اولاد کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہوتے ہیں اور
" جب اولاد تباہ ہوتی ہے تو دونوں دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں

اُس لڑکے کا باپ بھی غمگیں ہو رہا تھا نجانے اب وہ اپنے بیٹے کو کیسے اور کب دیکھے۔۔۔! شاید اب اُسے اندازہ ہو گا کسی دوسرے کے غم گا اب وہ یوں بول سکتا تھا کہ میں سمجھ سکتا ہوں اولاد کا غم۔۔۔! جب ہم وقت رہتے گناہوں سے نہیں سنبھلتے تو کئی آنسو ہمارے نصیب میں لکھ دیے جاتے ہیں ۔۔۔۔! چاہے ہمیں توبہ کی معافی مل جائے لیکن ہمیں اُس کے لیے بھی رونا پڑتا ہے۔۔

❀❀❀❀❀❀❀

" کراچی "

" ہائے "

قدموں کو یکدم بریک لگاتے وہ بامشکل سامنے والے سے ٹکرانے سے بچی تھی اُس کی بھنویں تن گئی اور چہرے پر ہلکی خفگی ابھری اُس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا اُس کی کالی آنکھوں میں اجنبیت ابھری۔

" ہائے "

وہ تقریباً اکیس سالہ نوجوان تھا جو دوسری مرتبہ قدرے ٹھہر کر مسکرا کر بولا تھا

میراب نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا اور پھر اُس کی چمکتی سنہری آنکھوں کے بعد اُس کی مسکراہٹ کو وہ ہلکے سے لب بھینچتے اُس کی بائیں طرف سے ہوتی آگے بڑھ گئی۔

" اویلو۔۔! رکو "

وہ دھیرے سے مسکرایا پلٹا اور تیز تیز قدموں سے چلتا اُس کے پیچھے لپکا۔

" ہائے "

وہ تیزی سے پھر اُس کے سامنے آیا تھا میر اب سلطان ٹھہر گئی سفید کاغذات والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور تنی بھنویں لیے اوپر سے نیچے تک ایک نظر اُسے دیکھا۔

اُس کی آنکھیں سنہری تھی چمکتی ہوئی، کالے بال ہلکے گنگھرالے سے تھے جو اُس کی پیشانی کو ڈھکے ہوئے تھے، اُس کی بائیں آنکھ کی آئی برو کے اوپری آخری حصے پر ہلکا سا کٹ تھا جو اُس کے بالوں کی وجہ سے یکسر چھپا ہوا تھا، بائیں ہاتھ کی انڈیکس فنگر میں ایک چمکتی کالے نگ کی انگوٹھی تھی اور بائیں ہی ہاتھ میں ایک کالے رنگ کا پین تھا جسے وہ گُھما رہا تھا

" ہائے "

! وہ پھر سے بولا ہاں چوتھی بار۔۔۔

میر اب سلطان نے دیکھا وہ اب مسکرا رہا تھا اور اُس کی سنہری آنکھیں بھی ۔۔۔! ہاں چمکتی مسکراتی سنہری آنکھیں۔۔۔! وہ خوبصورت تھیں

" السلام علیکم "

اُس نے بایاں آئی برو اٹھایا اور سنجیدگی سے کہا میر اب سلطان نے دیکھا اُس کی مسکراہٹ یکدم ہی سمٹ گئی تھی وہ شرمندہ ہوا تھا شاید۔۔۔ہاں شاید نہیں یقیناً وہ شرمندہ ہوا تھا اور میر اب سلطان اُسے شرمندہ کرنا ہی چاہتی تھی۔

" !!اوو۔۔۔!! وعلیکم السلام میرا نام آہل ہے آہل جنید۔۔۔ "

اُس کی سمٹی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے بحال ہو گئی وہ ہاتھ آگے کرتے بولا۔ وہ مزید بھی کچھ کہنے والا تھا جب میر اب سلطان بے زار شکل بنائے پھر سے اُس کی بائیں طرف سے ہوتی آگے بڑھ گئی

" رک تو جاؤ "

وہ پھر سے اُس کے پیچھے آ رہا تھا میر اب سلطان نے اُس کے قدموں کی چھاپ اپنے پیچھے سے ابھرتی سنی اور کوفت سے آنکھیں میچ کر دوسرے ہی لمحے کھولتے وہ قدموں کی رفتار تیز کر گئی۔۔

" میرا نام آہل ہے آہل جنید "

وہ اب اُس کی دائیں طرف پہلوں میں چل رہا تھا میر اب سلطان نے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا سٹوڈنٹ آ جا رہے تھے وہ چلتے چلتے اُس سے تھوڑا فاصلہ قائم کر گئی۔احتیاط سے

" تو کیا چاہیے آپ کو؟ "

وہ چلتے چلتے ہی سامنے دیکھتے تنک کر بولی آہل جنید مسکرایا

" میں دیکھتا ہوں آپ اکیلی رہتی ہے؟ "

وہ اب اُس سے ایک قدم آگے لیتے الٹا چلنے لگا سنہری آنکھیں میر اب سلطان پر تھیں۔

یہ اُس کا فرسٹ سمسٹر تھا اتنے دن تو نا ہوئے تھے اُسے یونیورسٹی آتے جاتے جو اتنی لڑکیوں میں وہ اِسے دیکھتا رہتا۔۔! اور کیوں دیکھتا رہتا بھلا؟

" آپ اندھے ہیں پھر "

اُس نے ہاتھ اٹھاتے سفید کاغذات پر رقم کالے لفظوں کو نظروں سے حفظ کرنے کی کوشش کی۔

" مجھے پیار سے لوگ اے-جے کہتے ہیں "

وہ اُس کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے بولا اور اب سیدھا ہوتے اُس کے بائیں جانب چلنے لگا

" اور غصے میں؟ "

میر اب سلطان نے بائیں جانب گردن موڑ کر استفامیہ لہجے میں پوچھا قدم اب بھی فاصلہ طے کر رہے تھے

" اے-جے کے بچے "

اُس نے ہلکے سے دائیں آئی برو کو جنبش دی اور چمکتی سنہری آنکھوں سے اُس کے کوفت زدہ چہرے کو ملاحظہ کرتے کہا

" اور اب تک کتنے بچے ہو گے ہیں آپ کے؟ "

وہ طنز سے گویا ہوئی اور قدموں کی رفتار مزید بڑھا دی وہ بھی بھاگنے کے انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتے چلنے لگا

" لاتعداد شاید۔۔! ہاں کبھی گنے نہیں میں نے "

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا آنکھوں میں شرارت ابھری اور لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ بھی میر اب سلطان یکدم رک گئی رُخ اُس کی طرف کیا اور اُسے تند نظروں سے دیکھا۔۔۔

" ماشاءاللہ "

لہجہ طنزیہ تھا اور چہرہ سنجیدہ۔ سنجیدہ اور بے زار بھی

" جی الحمدللہ رب العالمین "

اُس نے دونوں ہاتھ دعا کے سٹائل میں اٹھائے اور چہرے پر پھیرے

میر اب سلطان نے ہلکی حیرت اور بے زاری سے آنکھیں گھمائی اور قدم پھر سے آگے کو بڑھا دیے۔۔

وہ اُسے جاتے دیکھ سر جھٹکتا واپس اُس کے پیچھے بھاگا جب اچانک بھاگتے بھاگتے وہ نیچے گرا تھا میر اب سلطان نے آواز پر بے ساختہ پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔۔

" آوچ "

اُس کی انکھوں میں خفیف سا طنز تھا اور چہرے پر بہت معدوم خفیف سی مسکراہٹ اُس نے مصنوعی افسوس سے نفی میں سر ہلایا آنکھیں بہت کچھ جتا رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہو دیکھا میں نے کہا تھا نا" تم اندھے ہو

آتے جاتے کچھ طالبات بھی مسکرا کر آجا رہے تھے اے-جے نے گہرا سانس بھرا وہ اب واپس پلٹتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی اُس نے نیچے گرے ہوئے ہی اُس کی پشت کو بغور دیکھا تب تک جب تک کہ وہ کہی گم نہیں ہو گی

۔

" سانولی حسینہ "

وہ کندھے آچکاتے اٹھ کھڑا ہوا خشک لبوں پر زبان پھیری اور قدم پیچھے کو لیتے وہ پلٹ گیا

چلتے چلتے اُس نے ایک بار پھر سے پلٹ کر اُس دو منزلہ ڈپارٹمنٹ کی طرف دیکھا جہاں وہ گئی تھی اب وہاں کئی طلباء تھے لیکن وہ نہیں تھی "بائیو کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ" وہ زیر لب بڑبڑایا اور گردن موڑے واپس سیدھا چلنے لگا اُس کی چال ٹیڑھی میڑھی تھی جیسے بچیں دائیں بائیں پاؤں مارتے چلتے ہیں بلکل ویسی بچکانہ اور شرارتی سی۔

اُس کے لبوں پر اب بھی شوخ مسکراہٹ تھی۔۔۔شوخ مدھم سے گہری ہوتی مسکراہٹ

یہ اُن کی دوسری ملاقات تھی پہلی ملاقات شاید میر اب سلطان کو یاد نہیں تھی شاید ملاقات کا دورانیہ کم ہونے کے باعث۔۔۔!

!لیکن وہ اے جے کو یاد تھی ملاقات بھی اور سانولی حسینہ بھی۔۔۔

میر اب سلطان اُسے یاد رہ گئی تھی یوں بھی وہ چہرے اور باتیں یاد رکھنے

میں خاصا ماہر تھا۔وہ نہیں بھولتا تھا اُس کا حافظہ تیز تھا۔۔۔ تیز اور کار آمد۔۔!

یعنی موقع پر کام آنے والا

✿✿✿✿✿✿✿✿

" تو کیا فیصلہ لیا تم نے؟ "

وہ آہستگی سے اُس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تھا میر اب سلطان چونکی نہیں تھی وہ چند خاص لوگوں کی آہٹ سے واقف تھی اور آدم سلطان انہی چند خاص میں سے تھا۔

" کس بارے میں؟ "

اُس نے جیسے نظر انداز کرنا چاہا وہ لان کی گھاس پر ننگے پاؤں کھڑی تھی ٹھنڈک سے اُس کے پاؤں سُن ہو گے تھے لیکن وہ بلا کی ڈھیٹ تھی۔۔! وہ میر اب سلطان جو تھی بس اسی لیے۔۔۔

اُس نے شال کندھوں پر درست کی اور کالی آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا وہ اب اُس کے سامنے آکر کھڑا ہو چکا تھا۔

" کیا نام سننا چاہتی ہو اُس کا؟ "

وہ اِدھر اُدھر نظر گھماتے پھر سامنے اُس کے چہرے کی طرف دیکھتے گویا ہوا۔

بھائی" وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولی جبکہ لہجے سے بیک وقت چڑ چڑا پن " بھی جھلک رہا تھا

" !آپ۔۔۔۔ "

وہ ٹھہر گئی۔۔۔!اُسے ٹھہرنا پڑا کہ آدم سلطان اُس کے سامنے سے ہٹ کر دائیں جانب گیا تھا میراب نے دیکھا اب وہ جھک کر اُس کے جوتے اٹھا رہا تھا میراب سلطان نے بنا آواز لب وا کرتے ایک سانس اندر کھینچی کالی آنکھیں آدم سلطان پر ہی جمی تھی اب وہ بائیں ہاتھ میں جوتے پکڑے اُس کی طرف آ رہا تھا اُس نے بے آواز آمد کھینچی سانس باہر چھوڑ دی۔۔۔

" سردی لگ جائے گی تمھیں "

اُس نے بائیں ہاتھ میں پکڑے نیلے جوتے اُس کے سامنے رکھے میراب نے دیکھا وہ ایک گھٹنا فولڈ کیے پاؤں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور اُسے آنکھ کے اشارے سے جوتے پہننے کا کہہ رہا تھا اُس کے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں جوتوں پر جمی تھی میراب نے خاموشی سے جوتے پہن لیے وہ اب کھڑا ہو چکا تھا

میراب سلطان نے اپنی زندگی میں ملنے والے کسی شخص سے کبھی نہیں سنا کہ کبھی کسی بھائی نے جوتے لا کر اپنی بہن کے پاؤں میں پہنائے ہو نجانے یہ درست تھا یا غلط جائز تھا یا نہیں اُسے نہیں معلوم وہ نہیں جانتی لیکن آدم سلطان۔۔۔۔! اُس نے کالی آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔۔! آدم سلطان اُس کے لیے ہمیشہ سے ایسا ہی تھا مہربان، نرم مزاج اور انا سے خالی

"میں نے تم سے کہا تھا میراب اگر تمھیں کسی سے محبت ہے تو تم محبت اور عزتِ نفس کو ایک ساتھ لے کر نہیں چل سکتی تمھیں ایک کو ترک کرنا ہو گا تم کس کو کرتی ہو؟"

اُس نے ہاتھ میراب کی شال کے کناروں سے صاف کیے اور سنجیدگی سے سوال کیا میراب نے آنکھیں چھوٹی کرتے پہلے شال اور پھر آدم سلطان کو دیکھا جو اب ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں اڑس رہا تھا

" کیا؟ "

وہ شان بے نیازی سے بولا بائیں آبرو اٹھائے ہوئے میر اب بس سر جھکائے ہنس دی پھر سر اٹھایا تو چہرہ سنجیدہ تھا۔۔۔! اُسے اب واقعی لگا کہ وہ اُس کا بھائی ہے۔۔۔ بہن بھائی ایسے ہی ہوتے ہیں ایک دوسرے کے سامنے تھوڑے بد تمیز سے اور وہ ایسی نوک جھوک اور تھوڑی بد تمیزی سے ہی اپنے لگتے ہیں

" اب بتاؤ؟ "

اُس نے پھر سے پوچھا وہ باز آنے والا نہیں تھا میر اب نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا ایک پل فقط پل درکار تھا فیصلے کا محبت یا عزِت نفس؟

❀❀❀❀

" میں وہاں خود نہیں جاؤں گی "

اُس نے نچلا لب ہلکا سا دانتوں میں دبا کر چھوڑا اور اٹل انداز میں کہا۔

" تو مطلب عزتِ نفس مقدم ہے؟ "

آدم سلطان نے بایاں آبرو آچکایا اُس کی بھوری آنکھوں میں کچھ ہل چل ہوئی تھی

" ہاں۔۔! اور میرے خیال سے یہی درست ہے ہر لڑکی کو عزتِ نفس ہی چوز کرنی چاہیے ہمیشہ چاہے جتنے بھی اچھے آپشنز او یلیبل ہو "

اُس کے چہرے پر پختگی در آئی تھی آدم بس خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا میر اب سلطان نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر سے کندھوں پر شال درست کی۔

آپ کے پاس محبت ہو یا نہ ہو لیکن عزتِ نفس ضرور ہونی چاہیے یہ "

" آپ کی شخصیت میں کمپلسری پوائنٹ ہے

اُس کے لہجے سے خود اعتمادی چھلک رہی تھی اور کالی آنکھوں سے روشنی سی پھوٹ رہی تھی۔

" اور ایسا کیوں؟ "

آدم نے بھنویں سکیڑتے پوچھا

تاکہ جب اختلافات عروج پر ہو تو کوئی بھی اٹھ کر آپ کو آپ کی چوئسز "

" کے طعنے نا دے سکے اور نا ہی آپ کی شخصیت کو اوقات پر لے آئے

وہ ہلکے غم سے بولی لیکن آواز اور لہجہ نارمل تھا بلکل نارمل۔۔

جہاں چار پر تن ہو وہاں آوازوں کا گونجنا کوئی بڑی بات نہیں ہے "

۔۔۔۔! اور انسان جب غصے میں پاگل ہو جائے نا وہ کسی کو نہیں بخشتا وہ ایسے

الفاظ استعمال کرتا ہے کہ جس کا گماں بھی نہیں کیا جا سکتا پھر چاہے آپ خاص ہو یا عام اِس لیے اسلام میں غصہ حرام ہے یہ غصہ کوئی بہت ہلکا پھلکا جذبہ نہیں ہے بھائی۔۔۔! غصہ بہت بھاری ہے بہت وزن دار "

وہ گہری سانس بھرتے بولی آدم سلطان نے سمجھتے اثبات میں سر ہلایا یوں بھی وہ جو بھی فیصلہ کرتی کسی بھی آپشن کو چوز کرتی وہ اُس کی طرف ہوتا !۔۔۔! وہ ہمیشہ سے اُس کی طرف ہی تھا۔۔۔

" ٹھیک ہے اندر جاؤ شام ڈھل رہی ہے "

وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے اُس کی سائیڈ سے نکلتا آگے کی جانب بڑھ گیا اُس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔! بہت معدوم سی مسکراہٹ

وہ جانتا تھا میر اب سلطان عزتِ نفس کو ہی چوز کرے گی اور اُس نے وہی آپشن چوز کیا۔۔۔! وہ میر اب سلطان تھی اور سلطانہ کبھی نہیں جھکتی وہ مر سکتی تھی لیکن عزتِ نفس پر کمپرومائز۔۔! نہیں ہر گز نہیں۔۔۔۔! وہ جھکا سکتی تھی لیکن جھک نہیں سکتی

اُس نے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے وجود کو دیکھا وہ چار پل کے لیے ٹھہرا اُس کی معدوم سی مسکراہٹ اب غائب تھی بھوری آنکھیں خاموش تھی ڈارک، خاموش اور سرد اور چار پل کے بعد وہ پھر سے قدم آگے بڑھانے لگا

مبشرہ شاہ کا دھیان بے ساختہ اُس پر گیا تھا ایک ان دیکھی مقناطیسی طاقت تھی جو مبشرہ شاہ کو اُس کی طرف کھینچتی تھی تبھی اُس کا دھیان اُس کی طرف

گیا تھا بے ساختہ ہی۔۔۔! نجانے ایسی کونسی طاقت تھی جو صرف مبشرہ شاہ کو ہی محسوس ہوتی تھی یا سامنے والا نظر انداز کرتا تھا

یوں بھی نظر انداز کرنے میں آدم سلطان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔۔۔۔

ہاں بس یوں تھا کہ آدم سلطان نظر انداز کر کے ہی سولی پر لٹکانے کا ہنر رکھتا تھا اور وہ ایسا کرتا تھا کئی بار کرتا تھا۔۔

مبشرہ شاہ نے لان میں کھڑی میر اب سلطان کو دیکھا اُس نے کالی شال میٹھیوں میں ہلکے سے دبائی اور اُس سمت چل دی جہاں سے آدم سلطان چلا آ رہا تھا۔۔۔

اُس کے قدم اٹھ رہے تھے اور دھڑکن تیز ہو رہی تھی تیز۔۔بہت تیز وہ یکدم رک گئی۔۔۔!

دھڑکن ساز کی مانند کانوں میں سنائی دینے لگی اُس کی شرابی آنکھیں جھکتی چلی گئی بے ساختہ جھکتی چلی گئی

اور پلکوں میں لرزش پیدا ہونے لگی۔۔۔! واضع لرزش

آدم سلطان اُس کے پاس سے گزر گیا اور مبشرہ شاہ کی دھڑکن ساکن ہو گئی بلکل خاموش وہ بس ایک جگہ تھم گئی

مبشرہ شاہ اور پلکوں کی لرزش بھی یوں محسوس ہوا جیسے ہوا کا جھونکا قریب سے بہت قریب سے گزر گیا ہو۔۔۔۔۔ان دیکھا لیکن بے چین کرتا جھونکا

۔۔۔

داخلی دروازے کی آواز پر وہ چونکی پلکوں کی لرزش پھر سے شروع ہوئی وہ پلکیں تیزی سے جھپک رہی تھی، ساکن دھڑکن پھر سے چلتی محسوس ہونے لگی، چہرہ خود بخود اٹھ گیا اور اُس نے پلٹ کر دیکھا اب وہاں کوئی نہیں

تھا وہ جگہ خالی تھی داخلی دروازہ ویران تھا وہاں آدم سلطان نہیں تھا اور اُسے یکدم وہاں ویرانی و تاریکی اترتی محسوس ہوئی۔۔

" ! مبشرہ "

نسوانی آواز پر اُس نے پلٹ کر چونک کر دیکھا میراب سلطان نے اندر کی جانب جاتے اُسے کھڑا دیکھ پکارا تھا۔

" ہاں۔۔! ہاں میراب آپی "

وہ لب کاٹتی تیزی سے آگے بڑھ گئی جیسے بے چین کرتے ہوا جھونکے کے اثر کو زائل کرنا چاہا ہو

" وہ مجھے شیزا سے کچھ کام تھا کالج کے بارے میں "

وہ اُس کی طرف جاتے جاتے بولی میراب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

" پہلے اندر چلو "

" جی چلے "

وہ میر اب سلطان کے ہمقدم ہوئی تھی پھر گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا داخلی دروازہ اُسے اب بہت برا لگا اُس نے داخلی دروازے کو بس ایک پل گھورا اور پھر سر جھٹکا کیسا بچکانہ خیال ہے۔۔۔! ہے نا۔۔۔؟ وہ اب اندر کی جانب چل دی۔

" محبوب کو دور کر دینے والی ہر چیز بری لگتی ہے چاہے جاندار ہو یا بے جان کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔۔ہاں واقعی کیا فرق پڑتا ہے؟ نہیں۔۔۔!! وہ بس بری ہی لگتی ہے"۔۔

❀❀❀❀❀❀❀

" السلام علیکم شیزا "

وہ ہال میں داخل ہوئی اور سامنے صوفے پر ٹانگیں اوپر چڑھائے بیٹھی شیزا کو دیکھتے ہی سلام کیا

ارے تم۔۔! وعلیکم السلام یہاں کیسے ؟اتنی رات کو میرا مطلب ہے "

" آؤ بیٹھو

اُس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب سے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا ایک ٹانگ نیچے زمین پر لگائی اور کتاب کو سائیڈ پر رکھتے مبشرہ شاہ کو اچھنبے سے دیکھنے کے بعد کچن کی جانب بڑھتی میراب سلطان کی پشت کو دیکھا اور پھر سر جھٹکا۔۔

ہاں وہ کافی دنوں سے کالج نہیں جا پا رہی تو اِس لیے نوٹس لینے آئی تھی "

"

مبشرہ شاہ اُس کے سامنے والے صوفے پر ٹکتے ہچکچاہٹ سے بولی یہ

سب بلکل نیا تھا پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا وہ فیملی فرینڈز تھے سالوں پرانی دوستی

۔۔۔! لیکن کہتے ہیں چاہے رشتے نئے اور یا پرانے لیکن وہ ایک وقت پر ایک

موڑ پر آکر اتار چڑھاؤ میں ضرور الجھ جاتے ہیں اور آج، ابھی وہی وقت اور

موڑ تھا۔۔۔

ہچکچاہٹ لازم تھی اب "جب ہم رشتوں کو دوبارہ جوڑتے وقت گرہ

لگاتے ہیں تب اُن کی گارنٹی ختم ہو جاتی ہے وہ گرہ کب، کس وقت، کس موڑ

" پر کہاں کھل جائے ہمیں اندازہ نہیں ہوتا ہم ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں

اچھا رکو ذرا میں لاتی ہوں" وہ اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے ہٹ "

گئی

مبشرہ آہستگی سے صوفے سے اٹھی تھی بے شک سلطان حویلی کے مکینوں

نے اُس حادثے کے بعد بھی شاہ حویلی والوں کے لیے اپنے گھر کے

دروازے بند نہیں کیے تھے لیکن پھر بھی اب پہلے جیسی بات نہیں تھی۔۔
بلکل نہیں ہاں ہو ہی نہیں سکتی

" مبشرہ بیٹا "

وہ چونکی اور آواز کی سمت پلٹ کر دیکھا وہاں رزاق صاحب کھڑے تھے وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی بہت تیزی سے۔۔

" انکل "

اُس کے لبوں سے سسکی کے سے انداز میں لفظ نکلا وہ نچلا لب سختی سے دانتوں تلے دبا گئی اور سر اُن کے آگے جھکایا۔

نجانے اُس حادثے میں کیا ہوا تھا کیا نہیں لیکن اُسے بلکل نہیں لگا کہ رزاق سلطان سے وہ کبھی بدتمیزی سے بات کرے۔۔! وہ کئی بار اس گھر

میں آچکی تھی وہ ہمیشہ سے اُن کی بیٹی کی طرح رہی تھی کچھ حادثے آپ سے بہت سے حق بھی چھین لیتے ہیں۔

" کیسی ہو آپ؟ یہاں اتنی رات کو اکیلی آئی ہو کیا؟ "

اُن کے لہجے میں فکر مندی تھی وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے مبشرہ شاہ نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا

" اکیلی کیوں آئی بیٹا اب اکیلی مت جانا "

وہ آگے پیچھے دیکھتے پریشانی سے بولے وہ پہلے جیسے ہی تھے۔۔۔! نرم اور خوش اخلاق اور کچھ لوگوں کا رویہ آپ کے لیے کبھی نہیں بدلتا خواہ کچھ بھی ہو جائے ایسے لوگوں کے لیے آپ ناقابل یقین اہمیت رکھتے ہیں۔۔

اُس نے ہلکی بے آواز سانس اندر کھینچی آنسو اب غائب تھے وہ دھیمے سے مسکرائی وہ یہاں چھپ کر آئی تھی۔۔۔۔!اُسے اپنے بھائی کی موت کا افسوس تھا لیکن۔۔۔!ہاں یہ ''لیکن'' اکثر کام بگاڑ دیتا ہے

'' مبشرہ یہ لو ''

شیز اسلطان نے پیچھے سے اُسے پکارا اور اُس کی طرف بڑھی مبشرہ شاہ نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور مسکرا کر اُس کے ہاتھوں سے نوٹس لیے تھے۔

آدم۔۔!''اور اِس ایک نام پر دو دلوں کی دھڑکنیں ساکت ہو تیں '' تھیں اور ہو گئی تھی

مبشرہ شاہ نے شرابی آنکھیں بہت مشکل سے پھیر کر اُسے دیکھا بہت مشکل سے اور دھڑکن واپس اب تیزی سے دھڑک رہی تھی۔۔

بس اتنی سی بات تھی آدم سلطان کا نام اتنا حق رکھتا تھا

" جی چچا جان "

اُس نے ایک نظر رزاق سلطان کو دیکھا اور پھر بیک وقت شیز اسلطان اور مبشرہ شاہ کو۔۔!

شیز اسلطان نے اُس کی سرد بھوری آنکھوں کو دیکھا وہ دھیمے سے مسکرائی بہت دھیمے سے دھڑکن گویا کانوں میں بج رہی تھی دھک، دھک، دھک اُس کا چہرہ خامخواہ ہی سرخ ہو گیا اُس نے اپنی نیلی آنکھیں آدم سلطان کے چہرے سے بے ساختہ پھیری

اُسے دیر تک تکتے رہنا بھی خاصا مشکل تھا۔۔

" مبشرہ بیٹی کو گھر چھوڑ آؤ اِس کے "

رزاق صاحب بولتے وہاں سے چلے گے اُن کی بات پر بہت اچانک یکدم ہی شیز اسلطان نے آدم سلطان کو دیکھا آدم سلطان نے مبشرہ شاہ اور مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کو

اب نیلی آنکھوں نے مبشرہ شاہ کو دیکھا اور دو پل بعد پھر یوں ہوا کہ نیلی آنکھ بہت تیزی مگر انجانے خوف سے پھیری اور آدم سلطان کے چہرے پر جمی۔

" چلے "

وہ اپنی ریسٹ واچ کو دیکھتا مظبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا

" شیز اکالج میں ملاقات ہو گی میں ایک دو دن تک تمھیں یہ واپس کر دوں گی "

مبشرہ کی آواز پر اُس نے بہت بے دھیانی سے گردن موڑ کر اُسے دیکھا

مبشرہ شاہ اب ہلکی مسکراہٹ اُسے پاس کرتی پلٹ گئی

وہ آدم سلطان کے پیچھے جا رہی تھی اور شیز اسلطان۔۔! وہ وہی کھڑی تھی ساکت جامد۔۔!

شیز اسلطان کی نیلی آنکھوں نے بس ایک پل میں کئی راز چاک کر ڈالے وہ ایک پل جب آدم سلطان کی بھوری آنکھیں اُس کے بجائے مبشرہ شاہ کے چہرے پر اٹھی تھی وہ ایک پل آگاہی کا عذاب ثابت ہوا وہ ایک پل جب اُس کی آنکھیں تمام راز پا گئی تھی۔۔

وہ اب بھی وہی کھڑی تھی تنہا، خاموش اور کئی راز لیے ہوئے

" مبشرہ کہاں گئی "

اپنے عقب سے ابھرتی میر اب سلطان کی آواز پر وہ چونکی اور خالی آنکھوں سے اُسے دیکھا

" وہ دونوں چلے گے "

وہ بے دھیانی میں بولی تھی بہت ہی بے دھیان انداز تھا

" ہنہہ؟ "

میراب نے نا سمجھی سے ہنکار بھرا وہ اُس سے کچھ کہتی کے شیز اسلطان وہاں سے پلٹ گئی

اُس کے رخساروں پر اب آنسوؤں کی لکیریں پھسلتی جا رہی تھی

❀❀❀❀❀❀

وہ دونوں گلی میں چل رہے تھے آس پاس کے گھروں کے باہر لگی زرد روشنیاں کچی سڑک پر پڑ رہی تھی مبشرہ شاہ نے بائیں جانب موجود اُس کے سائے کو دیکھا۔۔۔! وہ دونوں ہمقدم نہیں تھے وہ آگے چل رہا تھا اور مبشرہ شاہ اُس سے تین قدموں کے فاصلے پر اُس کے پیچھے چل رہی تھی

مبشرہ شاہ نے اُس کی پشت کو گھورا اور دھیمے سے مسکرائی بے شک وہ ہمقدم نہیں تھے لیکن ہم سفر تو تھے نا بس مبشرہ شاہ کے لیے اتنا ہی بہت تھا ۔۔۔۔! بس یہی خوشی کافی تھی

ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی دور کہی سے گیدڑوں کی خوفناک سی آوازیں ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی

بہت اچانک کتے کی بھونکنے کی اواز فضا میں گونجی

" امی بچاؤ"

مبشرہ شاہ یکدم چلائی اور قدم ہڑ بڑاہٹ میں آگے کو اٹھائے آدم سلطان اُس کی تیز آواز پر رکا اور پلٹا وہ اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے پیچھے کو گردن موڑے شاید کتے کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔

" کتا ڈر کر بھاگ گیا ہے "

" جی۔۔! جی؟ "

سنجیدہ آواز پر اُس نے گردن واپس سیدھی کرتے اُسے پہلے اطمینان اور پھر حیرت سے دیکھا زرد بلب کی روشنی میں اُس کی شرابی آنکھیں چمکی لیکن اُن میں خوف تھا۔

چلے" وہ زیرِ لب مسکرایا بہت مدھم مسکراہٹ وہ دیکھ نہیں پائی تھی " وہ ایسے ہی مسکراتا تھا معدوم سا اور وہ بہت کم کسی کے لیے مسکراتا تھا

" آپ نے میری آواز کو ہیبت ناک کہا؟ "

وہ اب اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر چل رہی تھی چہرے پر خفگی جمائے وہ اُس کی پشت کو گھورتی بولی

" آپ تھوڑے بدلحاظ ہے "

اُس کی خاموشی پر وہ پھر سے بولی خفگی برقرار تھی جبکہ اُس سے آگے چلتے

اُس کا بایاں آبرو استفہامیہ اٹھا

" امی جی "

کتنے کی پھر سے ابھرتی آواز پر مبشرہ شاہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ایک

قدم کے فاصلے پر چلتا وہ اب اپنی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا اُس کی

مسکراہٹ اس بار گہری تھی آسانی سے دیکھی جانے والی لیکن مبشرہ شاہ نے

وہ پھر مس کی تھی

زرد روشنی میں اُس کے ہونٹوں پر وہ دو پل کی مسکراہٹ بہت خوبصورت

تھی۔۔۔ بارش میں دھوپ جیسی

" نہیں آپ بہت زیادہ ہی بدلحاظ ہے "

مبشرہ شاہ نے اِس بار ناک سکیڑا اُس کا نہ بولنا اُسے زچ کر رہا تھا

" اور آپ احمق ہے محترمہ "

اُس کے چال میں کمی آئی تھی مبشرہ کو پتہ نا چل سکا وہ اب اُس سے دو ہاتھ کے فاصلے پر اُس کے ہمقدم تھا

اُس کے ڈر کی وجہ سے وہ اُس کے ساتھ چل رہا تھا جو وقفے وقفے سے اِدھر اُدھر بھی دیکھ رہی تھی

" کیا مطلب؟ کیسے؟ "

گلی مڑتے اُس نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اُس کی بھنویں بے ساختہ اُس کی بات پر سکڑ گئی تھیں

" ذرا یاد کرے "

وہ سر کو ہلکی جنبش دیتے بولا

مبشرہ نے دماغ پر زور ڈالا لیکن اُسے اپنی احمقانہ حرکت یاد نہ آئی

" کیا میرے نین نقوش آپ کی والدہ گرامی سے ملتے ہیں محترمہ۔؟ "

اُس کے جھکے سر کو دیکھتے اُس نے خفیف سا طنز کیا مبشرہ نے بے ساختہ سر اٹھائے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور پھر کچھ یاد آنے پر وہ واپس گردن سیدھی کرتے جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

" اتنی پکی اردو میں میٹھی میٹھی تو صرف اردو کی مس کرتی ہے کالج میں "

" اللہ توبہ ہے اِن سے

وہ منہ میں بڑبڑائی اور آنکھیں زور سے میچتے دوسرے لمحے کھولیں

" وہ غلطی سے ہو گیا تھا سوری "

وہ لہجے کو نارمل رکھتے بولی تھی لیکن نجانے کیوں اُس کے لبوں پر مسکراہٹ بار بار پھسلنے لگی تھی کیا وہ اُس کی احمقانہ باتوں پر بھی توجہ دیتا ہے وہ یہ سوچ کر ہی مسکرائے جا رہی تھی

اور دوسرا مدعا وہ اُس کے ہمقدم جو تھا اب ہاں بس اس لیے

وہ جب نا محسوس انداز میں اُس کے ہمقدم ہوا تھا تب مبشرہ شاہ نے

دوسرے لمحے ہی بھانپ لیا تھا اور تب سے وہ دوسری جانب گردن موڑے

مسکراہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں تھی۔

" دوبار "

" ہنہہ؟ "

اُس نے نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھا

" دوبار۔۔! آپ نے میرا جنس تبدیل کیا ہے "

وہ ٹھہر کر پھر بولا اور اُسے یاد دہانی کروائی مبشرہ کا منہ ہلکا سا کھلا

" اوو۔۔۔! ہاں سوری پھر سے "

وہ گردن جھکائے بولی اور پھر "اللہ معاف کرے" منہ میں بڑبڑائی۔۔۔

اُس نے سر اٹھا کر دیکھا اُسے کچھ فاصلے پر اپنا گھر دیکھائی دیا یکدم اُس کا دل بجھ سا گیا وہ لب کاٹ کر رہ گئی

" آپ نے میری آواز کو ہیبت ناک بولا تھا "

گھر سے دس قدموں کی دوری پر وہ رک گئی نجانے کیوں لیکن وہ رک گئی تھی شاید آدم سلطان کے ساتھ کی وجہ سے۔۔اُس کی شرابی آنکھیں کی چمک اب ماند پڑنے لگی تھی

Zubi Novels Zone

آپ کا گھر آ گیا ہے آئیندہ ایسے اکیلے مت آیئے گا میں دوبارہ چھوڑنے "

" نہیں آؤں گا اور پھر کتا بھی کاٹ سکتا ہے آپ کو

وہ اُس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا اور ہاتھ پیچھے پشت پر باندھ لیے

اُس کی بات پر مبشرہ شاہ کے چہرے کی پھیکی سی دمک بھی اب ماند پڑ چکی تھی آدم سلطان نے اُس کے چہرے کی ماند پڑتی چمک دیکھی لیکن وہ نظر انداز کر گیا اِس کا یہی کام تھا۔۔

" کیا میں نے آپ کو کبھی کچھ کہا ہے؟ "

وہ شرابی آنکھیں اٹھائے بولی جہاں اب ہلکی سی نمی تھی مبشرہ شاہ کو تکلیف ہوئی تھی

" نہیں! لیکن غیر لڑکے کے ساتھ رات کو گھر تک جانا اچھی بات نہیں "

اُس نے سنجیدگی سے کہا بھوری خاموش آنکھیں اُس لڑکی کے چہرے پر ایک پل کو رکی اور دوسرے ہی پل واپس پھیر لی گئیں

مبشرہ شاہ کچھ نا بولی۔۔۔! وہ بول ہی نہیں پائی تھی وہ پلٹ گیا تھا

کیا یہ میرے لیے فکر تھی"اُسے سمجھ نہیں آئی تھی وہ بس زیر لب "
خود سے کہتی اُس کے لفظوں کا مطلب سمجھنے کی تگ دو میں تھی لیکن یہ تھوڑا
مشکل تھا اُس نے پھر شرابی آنکھیں اٹھا کر اُس کی پشت کو دیکھا وہ جا رہا تھا وہ
اُس سے پوچھنا چاہتی تھی "کیا یہ اُس کی اُس کے لیے فکر تھی؟" اور پھر وہ
!! ہچکچاہٹ کو ایک طرف رکھ گئی۔۔۔۔۔

" کیا یہ میرے لیے فکر تھی "

اُس نے اُس سے ہی پوچھ لیا تھا وہ چار قدموں کے فاصلے پر تھا اُس کے پہلے لفظ
پر ہی رک گیا تھا لیکن پلٹا نہیں۔۔۔۔! وہ نہیں چاہتا تھا پلٹنا۔۔۔۔

" آپ کو کیا لگتا ہے محترمہ؟ "

اُس نے بغیر پلٹے ہی کہا بلکہ پوچھا تھا شاید

مجھے لگتا ہے۔۔!" وہ دو پل ٹھہری نچلا لب کاٹا اور پھر بولی "

" یہ میرے لیے فکر ہی تھی"

آدم سلطان فوراً اُس کی جانب پلٹا تھا اور بھوری خاموش آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔۔ بلکل خاموش، ڈارک اور سرد بھوری آنکھیں

" یہ میرے لیے میری احتیاط تھی محترمہ "

اُس نے اُس کی خوش فہمی کے محل کو پل میں چکنا چور کر دیا وہ ایسا ہی تھا سرد و گرم سا

مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں موجود پانی کی لکیر گہری ہو گئی اُس نے سختی سے لب بھینچ لیے۔ اُسے اُس سے یہ نہیں پوچھنا چاہیے تھا اُس نے غلطی کی تھی وہ خوش فہمی میں ہی ٹھیک تھی

" احتیاط" یہ لفظ اُسے چُھبا تھا مبشرہ شاہ کے لب کچھ کہنے کو پھڑ پھڑانے

" آپ خاصے بدلحاظ ہے" وہ جی کڑا کر بولی آنکھوں پر قابو رکھا گیا کہ وہ دامن کو بھیگنے سے محفوظ رکھے۔

" آپ ٹھیک کہتی ہے محترمہ۔۔۔! میں اعتراف کرتا ہوں "

وہ بس اتنا ہی بولا وہ بھی بہت سنجیدگی سے وہ بحث کو طوالت دینا چاہتی تھی اور وہ کنارہ کشی کرنا چاہتا تھا کیسا عجیب کھیل کھیلا جا رہا تھا

" میں محترمہ نہیں ہوں "

وہ چڑی تھی اور بات کو بلاوجہ کھینچا وہ اُسے روکنا چاہتی تھی

" میرا نام مبشرہ ہے۔۔! مبشرہ علی شاہ "

وہ اُس کے بولنے سے پہلے ہی بول اٹھی۔

" ٹھیک ہے بی بی "

وہ سر جھکائے بولا وہ اب پھر زیر لب مسکرایا تھا

" بی بی؟ لاحول ولا قوۃ "

وہ حیرت سے بولی بے ساختہ حیرت جبکہ مقابل کی مسکراہٹ اب گہری ہو گئی جھکے سر کے ساتھ گہری مسکراہٹ۔۔۔!

" جب بھی ملو مجھے میرے نام سے ہی پکارو "

وہ اب کی بار تنبیہ کرتے لہجے میں بولی

" میں صرف اپنی بیوی کو نام سے پکاروں گا "

اُس نے سر اٹھایا سرد سی نظریں اُس پر جمائے صاف گوئی سے کہا وہ بس خاموش ہو گئی چند پل دونوں کے درمیان خاموشی ہی رہی۔

Zubi Novels Zone

" آپ مجھے بھی بلا سکتے ہیں "

چند پل کی خاموشی ٹوٹ گئی جملہ ادا کرتے اُس کا دل نجانے کیوں بہت تیزی سے دھڑکا تھا وہ ان ڈائریکٹلی اُسے بہت کچھ کہہ رہی تھی

" آپ مجھے پرپوز کر رہی ہے؟ "

اُس کی اتنی سیدھی اور بے باک بات پر مبشرہ شاہ یک ٹک اُسے دیکھتی گئی پھر بے ساختہ نظروں کو اِدھر اُدھر گھمایا اُس شخص نے بس ایک پل میں اُس کی دھڑکن تیز کر دی تھی وہ باتوں پر ہی اتنا زور آور تھا بلا شبہ۔۔

م۔میں بس۔" اُس نے بس دو لفظ اٹکتے ہوئے کہے اور لبوں پر زبان " پھیری۔

" آپ بے حیا ہے "

اور پھر وہ شرمندگی کم کرنے کو بے ساختہ بولی تھی اور نظریں اُس پر مرکوز کی وہ بایاں آبرو اٹھا گیا اُسے بے ساختہ کچھ دن پہلے کا شیز اسلطان کا پرپوزل یاد آیا اُس نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔۔۔اور اِسے کہتے ہیں جیسے کو تیسا۔۔۔شاید

" کون؟ "

اُس نے اب جیبوں میں ہاتھ اڑسا اب بحث میں لطف آ رہا تھا

" یقیناً آپ؟ "

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے بولی اُس کے نرم لہجے پر نجانے کیوں اُسے کمینی سی خوشی ہوئی تھی اور دوسرا شرمندگی کم کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ سارا الزام دوسرے کے سر ڈال دیا جائے

" ایسا کیوں؟ "

" آپ مجھے اِن ڈائریکٹلی چھیڑ رہے ہیں "

وہ تیزی سے بولی اور غلط بھی پھر آنکھیں میچ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔

پھر تو وہ کتا بھی بے حیا ہوا جو راستے میں بھونک کر ان ڈائریکٹلی آپ کو "

" چھیڑ رہا تھا

وہ محظوظ ہوا تھا اِس بار اُس کی بھوری آنکھیں پہلی بار چند خاص لوگوں کے علاوہ کسی تیسرے کے سامنے سرد اور خاموش نہیں تھی۔۔اور وہ علاوہ ازیں مبشرہ شاہ تھی

" ہنہہ "

مبشرہ نے سر اٹھا کر اُسے ہونق پن سے دیکھا

" آپ دوبارہ مجھے پرپوز مت کیجئے گا میں ریجکٹ بھی کر دیتا ہوں "

مبشرہ کا اب منہ کھل گیا کتنا زعم تھا اُسے خود پر وہ بس سوچ کر رہ گئی

" کہی آپ کو ہی نہ کوئی ریجیکٹ کر دے "

وہ ناک بھنویں چڑھا کر بولی

" ایسی حماقت تو صرف کوئی احمق ہی کر سکتی ہے "

وہ دو قدم آگے بڑھتے بولا اب اُن کے درمیان دو قدموں کا فاصلہ تھا رات گہری ہو رہی تھی اور سرد بھی

مبشرہ شاہ نے فوراً اُس سے نظریں چرائیں بلاشبہ وہ سچ کہتا ہے بھلا کوئی احمق ہی ہو گی جو اُسے ریجیکٹ کرے گی مبشرہ کا دل بے ساختہ دھڑکا اُس نے فوراً کچھ سوچتے نظر اٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا اُس شخص نے کچھ دیر پہلے اُسے احمق کہا تھا۔۔۔

" !! میں آپ کو بھلا کیوں ریجک۔۔۔۔ "

وہ بولتے بولتے رک گئی اُس نے دیکھا وہ ویسے ہی کھڑا تھا اپنی بھوری آنکھیں اُس پر جمائے اور اُس کی وہ بھوری آنکھیں ہی کافی تھی

مبشرہ شاہ نے زبان دانتوں تلے دبائی

اللہ جی" وہ اب دل میں خود کی پھرتی کو کوس کر رہ گئی کیا سوچ رہا ہو گا "

یہ وہ دل میں خود کو لن طعن کرنے لگی تھی

" میں آپ کو پرپوز نہیں کر رہا۔۔! میں ایسا نہیں کروں گا "

اُس نے دو قدموں کا فاصلہ واپس چار قدموں پر کر لیا مبشرہ شاہ کا دل یکدم ڈوب گیا وہ آدم سلطان ایسا ہی تھا دل کو پل میں آسمان پر لے جانے والا اور پھر بلندی سے نیچے پھینک دینے والا۔۔۔! بدلحاظ آدم سلطان

" آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ "

وہ اِس مرتبہ سختی سے بولی اُس کی آنکھوں کی چمک پھر سے ماند پڑ گئی تھی آدم سلطان نے بایاں آبرو اٹھایا اور یہاں کئی دل ہار جاتے تھے وہ بھی ہار گئی تھی پہلے سے اُس پر ہارا ہوا دل

" کیسا؟ "

وہ انجان بن گیا اُس کی آنکھیں واپس اپنے خول میں چھپ گئی سرد خاموش اور ڈارک

آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں آپ پل میں کچھ بول رہے ہیں پل "

" میں کچھ آپ مجھے گمراہ کر رہے ہیں آدم سلطان

وہ غصے سے بولی اُس کا لہجہ پہلے سے تھوڑا بلند ہوا۔۔۔! بلند سخت اور نم

" میں آپ کو گمراہ نہیں کر رہا میں ایسا نہیں کر سکتا محترمہ "

اُس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی تھی اور سرد بھوری آنکھیں نجانے ہوا میں کس غیر مری نقطے پر جمی تھی

" پھر آپ پل پل اپنا لہجہ کیوں بدل رہے ہے "

وہ اُس کی طرف دو قدم بڑھتے بولی آدم سلطان نے بے ساختہ ایک قدم پیچھے کو کھینچا وہ وہی رک گئی اب تین قدموں کا فاصلہ تھا۔۔۔ مبشرہ شاہ کو اُس کے وہ دو قدم چبھے تھے

جیسا لہجہ آپ اختیار کر رہی ہے میں ویسا ہی لہجہ اختیار کر رہا ہوں لیکن "

" احتیاط اور حد میں

اُس نے ایک نظر اُسے دیکھا فقط ایک نظر اور پھر نظریں پھیر لی مبشرہ شاہ کچھ دیر کچھ بول نا پائی

" آپ اپنی بہن کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں؟ "

اُس کی آواز آہستہ آہستہ رندھ رہی تھی رات کی نیم تاریکی میں ٹھنڈک مزید بڑھ گئی مبشرہ شاہ کو پرواہ نہ ہوئی کہ اب اُس کے خاندان کے کئی افراد سلطانز کو پسند نہیں کرتے اور وہ پھر بھی گھر کے پاس کھڑی تھی آدم سلطان کے ساتھ۔

" آپ غلط ہے محترمہ میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا "

وہ اب بھی اُسے نہیں دیکھ رہا تھا جبکہ مبشرہ شاہ کی نظریں اُسی پر جمی تھی وہ اُن کے گھر آتی جاتی تھی لیکن آدم سلطان بہت کم نظریں ملاتا تھا اُن میں اتنی زیادہ فرینک نس پہلے بھی نا تھی لیکن وہ اچھا لگتا تھا وہ اُس سے محبت کرتی تھی

" میں محبت کرتی ہوں آپ سے "

اُس نے بے ساختہ کہا آنکھیں نہیں جھپکی اور وہ خلا میں جس غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا اُسے ہی گھورتا رہا بغیر کسی حرکت کے اب وہاں پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔۔ایک، دو، تین اور پھر چار منٹ وہ پھر بولی

" کیا آپ مجھے میرے نام سے پکار سکتے ہیں آدم سلطان؟ "

یہ پرپوزل تھا۔۔۔! بڑا بے باک اور عجیب سا پرپوزل تھا لیکن جو بھی تھا ٹھنڈی رات میں یہ عجیب پرپوزل آدم سلطان کو تاحیات یاد رہنے والا تھا

معذرت۔! میں آپ کو آپ کے نام سے نہیں پکار سکتا۔۔۔میں ایسا "

" نہیں کر سکتا محترمہ

اُس نے وہ عجیب پرپوزل ریجیکٹ کر دیا اب مبشرہ شاہ کو بھی وہ تاحیات یاد رہنے والا تھا۔۔۔! عجیب پرپوزل کا ریجکٹ ہونا

اُس نے غیر مری نقطے کو چھوڑتے اب بھوری آنکھیں مبشرہ شاہ کے چہرے پر جمائی تھی مبشرہ اُسے دیکھتی رہ گئی اُس نے پھر وہی کیا جو وہ کرتا تھا جذبات کو بدلنا اور انہیں نظر انداز کرنا۔

" آپ کرس۔ سکتے ہیں آدم آپ سب کچھ کر سکتے ہیں "

وہ رو دینے کو تھی اور پھر اُس کے چہرے کی بڑھتی سنجیدگی کو دیکھ مبشرہ شاہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا آدم سلطان نے بے آواز سانس باہر چھوڑی

مہربانی کر کے آپ رونا بند کرے عورتوں کا میرے سامنے رونا مجھے "

" پسند نہیں

اُس نے اِس بار کچھ حد تک نرمی سے کہا مبشرہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا

" !!آپ ب۔بھائی کی و۔وجہ سے۔۔۔۔ "

" مبشرہ۔۔۔! مبشرہ "

وہ بول رہی تھی جب تیز آواز پر وہ پلٹی کچھ قدموں کے فاصلے سے یحییٰ شاہ اُس کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا آرہا تھا مبشرہ نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھنے کے بعد پھر گردن سیدھی کرتے آدم سلطان کو دیکھا وہ ہنوز وہی جما تھا

" آپ جائے آدم "

وہ ہلکے خوف سے بولی آدم اُس کے خوف پر ہلکے سے نفی میں سر ہلا گیا

" میں اللہ کے علاوہ صرف خود سے ڈرتا ہوں محترمہ "

اُس نے اُس کی پچھلی آدھی ادھوری بات کا جواب دیا اور پھر گردن ہلکی سی بائیں جانب ڈھلکاتے مبشرہ شاہ کے عقب میں دیکھا یحییٰ شاہ قریب آچکا تھا

۔۔

❁❁❁❁❁❁

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟اور مبشرہ تم رو رہی ہو؟ کیا ہوا "

" تمھیں؟ کیا کیا تم نے اِس کے ساتھ؟

وہ بیک وقت دونوں سے مخاطب ہوا ہاں بس مبشرہ کی طرف لہجہ نرم اور آدم سلطان کی جانب خونخوار تھا اُس نے پھرتی اور غصے سے آدم سلطان کا گریبان پکڑنا چاہا جسے وہ ہاتھ بڑھا کر ہوا میں ہی معلق کر گیا۔۔

" ! لگتا اپنی کزن کی بہت فکر ہے آپ کو اچھی بات ہے۔۔۔ "

اُس نے اُس کے ہاتھ پر گرفت سخت کی اور دھیمے سے مسکرایا اور بات ادھوری چھوڑتے ایک نظر سہمی کھڑی مبشرہ کو دیکھا

لیکن میرے گریبان کو پکڑنے کی جسارت کرنا اچھی بات نہیں دوبارہ "
ایسامت کرنا چھوٹے شاہ ورنہ آپ کی جسم میں ایک ہڈی کی کمی آجائے گی کیا
"تم دوسو پانچ ہڈیوں پر گزارہ کرلوگے ؟
وہ گرفت کو سخت در سخت کرتے یوں استفسار کررہا تھا جیسے بازار میں
کسی دوکان میں کھڑے ہو کرتے ہیں کہ کون سی چیز بہتر ہے

" آ۔آدم "
مبشرہ کی منمناتی آواز اُبھری آدم سلطان نے ایک نظر اُسے دیکھا فقط ایک
نظر اور پھر یحییٰ کا ہاتھ چھوڑ دیا
جو نہی یحییٰ کا ہاتھ گرفت سے رہا ہوا اُس نے یکدم ہی ہاتھ کا مکا گھما کر آدم
سلطان کے ہونٹوں کے قریب مارا تھا اِس اچانک حملے پر اُس کی گردن ایک
جانب ڈھلکی

" بے غیرت انسان "

آدم سلطان بہت اچانک سیدھا ہوتے اُس کا گریبان پکڑے اُس پر مکا کس چکا تھا ساتھ ہی اُس کے منہ سے بے اختیار الفاظ نکلے یحییٰ شاہ نے بھی جوابا اُس کا گریبان جکڑا

یہ ایک غلطی یحییٰ شاہ سے ہوئی تھی وو کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن اُسے آدم سلطان کا گریبان نہیں پکڑنا چاہیے تھا آدم سلطان کا ایک ہاتھ اُس پر پڑا تھا بڑی سختی سے

اُس نے اپنے گریبان پر موجود یحییٰ شاہ کا ہاتھ سختی اور تیزی سے جکڑتے اپنے گریبان سے ہٹایا اور اُسے دور زمین پر جھٹکا

" یحییٰ "

مبشرہ شاہ بے ساختہ چلائی اُس کی آنکھوں میں خوف ابھرنے لگا تھا

اِس سے پہلے یحییٰ سیدھا ہوتے اٹھتا آدم سلطان کا جوتوں میں مقید پاؤں یحییٰ شاہ کی کلائی پر تھا اُس نے بہت زور سے وار کیا تھا بہت سخت وار وہ ایک ڈاکٹر تھا وہ جانتا تھا کہاں وار کرنے پر کونسی سی ہڈی کس حد تک چٹختی ہے

اور یحییٰ شاہ کی کلائی کی ہڈی کچھ حد تک فریکچر ہو چکی تھی وہ یوں بھی اُس کے سامنے ذرا کمزور سا لگتا تھا ایک عمر اور دوسرا اُس کا قد آدم سلطان سے کم تھا

" یحییٰ "

اِس سے پہلے کہ آدم سلطان سختی سے اُس کی ہڈی پر مزید دباؤ دیتا مبشرہ شاہ زور سے چلائی تھی وہ زمین پر گرے یحییٰ کے قریب بیٹھی تھی وہ درد برداشت کرتے لب بھینچ گیا تھا اور غصے سے آدم سلطان کی ٹانگ کو ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا

" آدم۔۔۔! "

وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی اُس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ خوف کی آمیزش تھی آدم سلطان نے نظریں چراتے فور آ پاؤں اٹھالیا اُس نے بے ساختہ یحییٰ کا بازو اٹھا کر اپنے بازوؤں میں لایا آدم سلطان اُس کے جھکے سر کو دیکھتا رہا۔۔

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے آدم سلطان کچھ بول نہیں پایا

" وہ اُسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ایسا بلکل نہیں کر سکتا تھا "

اُس نے تیزی سے موبائل جیب سے نکالا اور کچھ نمبر ڈائل کرتے کان کو لگایا۔

" شاہ حویلی کے پاس آؤ "

اُس نے پھر سے زمین پر یحییٰ کے ہاتھ کو ہاتھوں میں لیے بیٹھی مبشرہ شاہ کو دیکھا اُس کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا یقیناً وہ رو رہی تھی آدم سلطان نے ماتھا مسلا

اور یحییٰ کو دیکھا جس کا چہرہ درد برداشت کرنے کے چکر میں لال بھبھوکا ہو رہا تھا

" سر جی؟ "

اُس نے پلٹ کر دیکھا تو فراز کھڑا تھا وہ ایک اکیس، بائیس سالہ نوجوان تھا وہ اس وقت ہانپ رہا تھا یقیناً آدم سلطان کے غصے کی وجہ سے بھاگ کر آیا ہو گا

" انہیں شاہ حویلی کے اندر چھوڑ آؤ "

اُس نے اُسے سخت نظروں سے دیکھتے کہا فراز نظریں جھکائے بس اثبات میں سر ہلائے آگے بڑھ گیا

"اُس کی ٹانگ نہیں ٹ۔ٹوٹی وہ چل سکتا ہے آپ کی عنایت کا بہت شکریہ"

مبشرہ شاہ کی غصے سے لبریز اور نم آواز گونجی آدم سلطان لب بھینچ کر رہ گیا

اُس نے یحییٰ شاہ کو دیکھا جو آدم سلطان کو غصے سے گھور رہا تھا یحییٰ اٹھ کھڑا ہوا اور آدم سلطان کی طرف بڑھنے کو ایک قدم اٹھایا جب مبشرہ شاہ نے اُس کا کندھا دبوچا تھا

اُس کی آنکھیں نم تھی وہ بہت ڈر گئی تھی

"پلیز یحییٰ برو۔۔! جانوروں کے منہ نہیں لگتے مزید پیچھے پڑ کے بھونکتے ہیں پھر"

وہ یحییٰ کے بعد زخمی نظروں سے آدم سلطان کو دیکھتے بولی وہ ایسی ہی تھی غصے میں دماغ کا استعمال نہیں کرتی تھی بس کسی طرح زبان سے زخمی کرنے کی کوشش کرتی تھی

اور دوسرا یحییٰ کے لیے وہ اس طرح ہی فکر مند ہوتی تھی وہ اُس کا کزن ہی نہیں اُس کا دوست بھی تھا اُس کا کرائم پاٹنر

" چلو پلیز "

وہ یحییٰ کو لیے پلٹ گئی نوٹس وہی کہی گر گے تھے

اُسے افسوس ہوا کہ وہ آدم سلطان کے ساتھ یہاں کیوں موجود تھی کچھ دیر پہلے اِسی بات پر وہ بے حد خوش تھی بس وہ ایسی ہی تھی غصے میں سب بھلا دینے والی اور وہ اپنی اس عادت سے سخت عاجز بھی تھی لیکن عادتیں کہاں اتنی جلدی بدلتی ہے بدل بھی جائے تو فطرتیں نہیں بدلتی

آدم سلطان سر جھکائے دھیرے سے مسکرایا کیا یہ مسکرانے والی بات تھی؟ لیکن وہ پھر بھی مسکرایا تھا وہ اُسے جانور بول کر گئی تھی یہ عجیب تھا اُس نے فراز کو واپس جانے کا کہا اور خود دیر تک وہاں کھڑا تھا وہ دونوں کزنز کب کے حویلی کے اندر جا چکے تھے اُس نے ٹھنڈی ہوا کو اندر کھینچا اور پھر باہر دھکیلا پھر جھک کر نوٹس اٹھاتے وہ وہاں سے پلٹ گیا

" بدلحاظ جانور "

اِس کی زبان اِن دو لفظوں کی تکرار کر رہی تھی بار بار کئی بار پھر چلتے چلتے ہی وہ کندھے آ چکا گیا

اکثر لوگ اُسے آدم بے زار کہتے تھے بہت کم بولتا تھا کم گھلتا ملتا تھا لیکن یہ لفظ نیا تھا اُسے کسی نے بدلحاظ نہیں کہا کبھی نہیں کہا بھلا اُس نے کب کسی سے بدلحاظی کی تھی؟

اب بھی بغیر کچھ کیے بدلحاظی کا ٹیگ مل گیا تھا کیا واقعی اُس نے کچھ نہیں کیا؟؟اُس کے دل نے اُسے سرزنش کیا

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔! میں قبول کرتا ہوں میں بدلحاظ ہوں بد لحاظ آدم سلطان۔۔۔۔! خدا اب تو خیر ہی کرے پھر"

وہ ہاتھ کھڑے کرتے قبول کر گیا وہ اب گلیوں میں چلتا جا رہا تھا لوگ اکا دکا ہی نظر آ رہے تھے زرد روشنیاں پھیلیں ہوئیں تھیں اُس کے بال چمک رہے تھے چال مظبوط تھی

❀❀❀❀❀❀❀❀

"یہ کیا ہوا اِسے"

کچن سے نکلتی شائستہ بیگم نے پہلے اُن دونوں کو اندر آتے دیکھا اور پھر یحییٰ کے بازو کو جسے اُس نے دوسرے ہاتھ سے سہارا دیا ہوا تھا۔

" یہ کیا ہوا اِسے یہ بازو ایسے کیوں پکڑا ہوا ہے یحییٰ اور کپڑے گندے "

" کیوں ہے کیا ہوا ہے اِسے ؟

وہ آگے بڑھتی پہلے یحییٰ اور پھر مبشرہ سے بھی استفسار کرنے لگی لہجہ فکر مند تھا

" کچھ نہیں تائی جان۔۔۔! بس پاگل کتا پیچھے لگ گیا تھا تو گر گیا میں "

اُس نے شائستہ بیگم کو دیکھتے لہجے کو حتی الامکان نرم رکھتے بتایا جبکہ گردن موڑے مبشرہ شاہ کو دیکھتے اُس کے تاثرات پل میں بگڑ گئے تھے بہت تیزی سے۔۔

"ہائے میرے خدا کیسا کتا تھا بیڑہ غرق ہو اُس کا۔۔۔! اور تم یحییٰ کو
کمرے میں لے جاؤ میں ملازم کو کہتی ہوں ڈاکٹر کا"

وہ یحییٰ کے بازو کو ایک نظر دیکھتے پریشان لہجے میں بولی پھر سر جھکائے
کھڑی مبشرہ شاہ کو مخاطب کیا اُس نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا جواب وہاں سے
ہٹتے باہر کو جا رہی تھی

یحییٰ کے والدین کی بچپن میں یکے بعد دیگرے وفات کے بعد شائستہ بیگم
اور مجیب صاحب نے ہی اُس کی دیکھ بھال کی تھی

"یحییٰ ب۔ برو کمرے میں چھوڑ آؤں"

مبشرہ شاہ نے نچلا لب کاٹا اور سر اٹھا کر اپنے برابر کھڑے یحییٰ کو دیکھتے کہا
اُس کا لہجہ لڑکھڑا گیا تھا اُس نے پہلی بار یحییٰ کو اتنے سخت تیوروں میں دیکھا
تھا

کیوں؟ پاؤں سلامت تو ہیں میرے ہاتھوں سے تو میں چلتا نہیں ہوں "

"

اُس نے گردن اٹھاتے اُسے بری طرح گھورتے کاٹ دار لہجے میں کہا اور وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا

مبشرہ شاہ نے چند پل اُس کی چوڑی پشت کو دیکھا اور پھر اُس کے پیچھے بھاگی تھی

" یحییٰ۔۔۔!! یحییٰ۔۔۔! یحییٰ برو "

وہ اُسے ہلکے خوف سے پکارتے اُس کے کمرے کی جانب بڑھی اُسے نے دیکھا کہ یحییٰ شاہ نے ایک سرد نظر اُس پر ڈالتے اُس کے قریب آتے ہی دروازہ اُس کے منہ پر بند کیا تھا وہ بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی فقط۔

" یحییٰ برو۔۔۔! یحییٰ پلیز دروازے کھولے "

وہ گہرا سانس بھرتے دروازے کو بجانے لگی تھی اُس نے کئی آوازیں دی لیکن دروازہ ہنوز بند تھا دروازے کے پار وہ خاصے غصے میں کھڑا ماتھا مسل تھا اُس کے ہاتھ میں شدید درد تھا لیکن غصہ درد پر پوری طرح حاوی تھا

" یحییٰ برو دروازہ کھول دے پلیز مجھے بات کرنی ہے پلیز یحییٰ "

وہ بار بار پیچھے کو دیکھ رہی تھی اُس کے لہجے میں خوف کا عنصر تھا اور اندر اُس کی پکار سنتے یحییٰ بخوبی جانتا تھا خوف کا یہ عنصر اُس کے لہجے میں کیوں تھا مبشرہ شاہ کو ڈر تھا کہ کہی یحییٰ شاہ کسی کو بتا نا دے کہ وہ کس کے ساتھ تھی حالات اور رشتے پہلے ہی الجھے ہوئے تھے بات کھلنے پر نجانے کیا ہوتا وہ حالات کو مزید پیچیدہ نہیں کرنا چاہتی تھی ورنہ بہت کچھ بگڑ جاتا

یحییٰ برو آپ ت۔ تو میرے اچھے دوست ہے ناپ۔ پلیز دروازہ " کھول دے "

اُس کی آنکھ سے آنسوؤں کی لکیریں گال پر لڑھکی اُس کا لہجہ رندھ گیا اُس کے لہجے کی بے بسی اندر موجود وہ شخص بخوبی محسوس کر سکتا تھا اُس نے لب بھینچے پلٹا اور دروازہ کھول دیا۔۔۔۔

بس اتنا ہی تھا۔۔! وہ مقابل لڑکی کے اِس ہتھیار پر اپنے سارے ہتھیار ڈال دیتا تھا اور اُس نے ڈال دیے تھے اُس نے دروازہ کھول دیا تھا

" تیح "

اُس کے الفاظ حلق میں ہی دب گے جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس نے بڑی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ناب گھمائی دروازہ کھلتا چلا گیا اُس نے دروازہ بند کیا اور اندر داخل ہوئی وہ سنجیدہ چہرہ لیے کھڑا تھا فریکچر ہاتھ پہلوں میں گرا پہلوں کے بلکل ساتھ لگا ہوا تھا

" ی۔یحییٰ بروو م۔میں۔۔وہ آپ غلط سمجھ رہے ہیں "

اُس نے آگے قدم بڑھاتے انگلیاں مسلتے لڑکھڑاتے لہجے میں سہی لفظوں کا چناؤ کرنا چاہا وہ یحییٰ کے بلکل سامنے کھڑی ہوئی تھی لیکن یحییٰ نے سر اٹھا کر اُسے نہیں دیکھا البتہ دوسرے ہاتھ کی بھینچی مٹھی کھل ضرور گئی تھی وہ اُس کے اعصابوں پر اتنا اثر رکھتی تھی

" آپ کے بازوم۔ میں درد ہو رہا ہے؟ "

اُسے خاموش دیکھ وہ پھر سے ہمت کرتے بولی تھی

" یحییٰ برو آپ تو اچھے دوست ہے نا میرے ا۔ آپ۔ آپ مجھے غلط لڑکی سمجھ رہے ہیں کیا؟ "

اُس نے اُس کا بازو تھامنا چاہا تھا یحییٰ نے بے ساختہ اپنا بازو پیچھے کرتے پشت پر فولڈ کر لیا مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی چمک گئی

" ی۔ یحییٰ "

وہ رندھے لہجے میں بولی۔ وہ دونوں بچپن سے ساتھ تھے وہ اکثر اُسے شائستہ بیگم کی ڈانٹ سے بچالیتا تھا اکثر اُس کی شرارتوں میں ساتھ بھی دے دیتا اُس کی پسند ناپسند سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔۔

بلکہ یوں کہے کہ یحییٰ شاہ خود سے زیادہ مبشرہ شاہ کو جانتا تھا اچھے سے جانتا تھا

"میں تمھیں غلط لڑکی نہیں سمجھ رہا مبشرہ میں ایسا زندگی کے کسی پہر

"میں بھی نہیں سوچ سکتا نہ ہی سمجھ سکتا ہوں

اُس کی ہلکی سسکیوں کی آواز پر یحییٰ شاہ کو بلآخر اپنے لب کھولنے کی پڑے

مبشرہ شاہ نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا اُس کے چہرہ کے تاثرات بے شک سرد تھے لیکن اُس کی کالی آنکھیں مبشرہ شاہ کو مطمئن کرنے کی تگ دو میں تھی

"مجھے بس بتاؤ تم وہاں کیوں تھی اور آدم سلطان نے تمھیں کیا کہا کیا کوئی دھمکی دی اُس نے"

"اُس کی کالی آنکھیں اب سپاٹ ہو گئی تھی مبشرہ شاہ اُسے دیکھتی رہی پھر آدم سلطان" کے نام پر اُس نے نظریں پھیر لیں جیسے کوئی چوری پکڑی جانے کا ڈر ہو۔

"وہ و۔ وہاں کچھ ن۔ نہیں ہوا وہ بس مجھے چھوڑنے آئے تھے"

وہ لبوں پر زبان پھیرتے بولی اور پہلو میں گرے ہاتھ سے دوپٹے کو پکڑتے میٹھی بنائی

"آپ جھوٹ بول رہی ہے مبشرہ"

کچھ پل خاموشی کے بعد یحییٰ نے اوپر سے نیچے تک ایک نظر اُسے دیکھا پھر اُس کے ہاتھ کی میٹھی کو وہ نفی میں سر ہلاتے بولا مبشرہ نے چونک کر اُسے دیکھا

" ن۔ نہیں یحییٰ بروم۔ میں۔ میں "

وہ یوں اُسے اتنے غور سے دیکھ رہا تھا کہ اُس سے آگے کچھ بولا ہی نا گیا اُس نے ایک بار پھر اُس کا جھوٹ پکڑ لیا تھا

وہ ہمیشہ اُس کے جھوٹ کو پکڑ لیتا تھا پھر اُسے یونہی بغور دیکھتا رہتا کہ جب تک وہ سچ نا بول دے

" کہو مبشرہ۔۔۔! پورا سچ کہو دیکھو میں تمھیں کچھ نہیں بولوں گا میں تمھارا دوست ہوں نا "

وہ ایک قدم آگے بڑھا اور قدرے نرمی سے بولا مبشرہ شاہ کا ذہن الجھنے لگا وہ بتائے؟ یا نہ بتائے؟ بتائے یا نہ بتائے؟ جلدی فیصلہ کرو بتانا ہے یا نہیں؟

اُس نے سر اٹھا کر یحییٰ شاہ کی نرم تاثر دیتی آنکھوں میں جھانکا نرم تاثر اور ساتھ کا یقین دلاتی کالی آنکھیں۔۔

" وہ۔۔! وہ آپ کو بتاؤں گی تو آپ کسی کو بتائے گے تو نہیں؟ "

اُس نے معصومیت سے سوال کیا تھا شرابی بڑی بڑی آنکھیں اُس کے چہرے پر جما کے اُس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

مبشرہ نے لب کاٹے گہرا سانس بھرا وہ آغاز سے اُسے جانتا ہے اور وہ یحییٰ شاہ کو وہ اُس کا اچھا دوست بھی ہے وہ اُسے بچاتا بھی ہے یقیناً یحییٰ شاہ اُس کی مدد کرے گے مستقبل میں بھی اِس معاملے میں بھی ہاں سہی ہے کہ تم اُس کو بتا دو ذہن نے ایک دلیل دی اور معصوم دل نے بھی ہامی بھری تھی

" ٹھیک ہے "

وہ ایک قدم آگے لیتے ہاتھ اُس کے سامنے کھول گئی یحییٰ نے اُس کے پھیلے ہاتھ کو دیکھا وہ پلٹا اور بیڈ کی جانب بڑھا بیڈ کے پاس پڑے سائیڈ ٹیبل سے کچھ سفید کاغذات اور ایک پین اٹھا کر واپس اُس کے مقابل آکر کھڑا ہوا

" لو بتاؤ "

اُس نے کئی شفاف کاغذات کو اُس کی جانب بڑھایا اور پین کو بھی اُس نے کچھ سوچا اور پھر تھام لیا بس ایک پل۔۔۔! ہاں ایک پل ہی تو درکار ہوتا ہے بگاڑنے اور سنوارنے میں۔

وہ اُس کے پہلو سے ہوتا آگے بڑھا اور دروازہ پورا کھول دیا یہ احتیاط تھی ۔۔! یہ جو اُس کے علم میں تھی

جب آپ کا کسی بھی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ کوئی ٹھوس رشتہ نا ہو تو آپ کو چاہیے کہ دروازہ کھلا رکھ کر بات کرے

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا اُس نے اُسی پوزیشن میں اُسی جگہ کھڑی مبشرہ کو دیکھا وہ پین کھولے کھڑی تھی شاید سوچ رہی تھی بتائے یا نہ بتائے؟
لیکن وہ جانتا تھا وہ بتا دے گی ایسے ہی کئی صفحات اُس کے پاس پڑے تھے اُس کی حماقتوں سے بھرے پڑے

Zubi Novels Zone

" یحییٰ "

شائستہ بیگم ڈاکٹر کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئی تھی مبشرہ نے فوراً شفاف کاغذات والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور سر پر دوپٹہ مزید اچھے سے جمایا

" دیکھے ڈاکٹر چیک کرے "

شائستہ بیگم نے یحییٰ کو دیکھتے کہا ڈاکٹر اثبات میں سر ہلاتا آگے بڑھا تھا یحییٰ بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا

ڈاکٹر نے اُس کا تفصیلی چیک اپ کیا تھا اُس کی کلائی کی ہڈی میں فریکچر ہوا تھا

" فریکچر ہوا ہے یہ چار سے پانچ ہفتوں میں ٹھیک ہو گا تب تک آپ خیال رکھے اپنے بازو کو ہلائے نہیں اِسے سانچے میں ٹھیک سے رکھے "

ڈاکٹر نے ہدایت دی اور سانچے میں اُس کے پورے ہاتھ اور آدھے سے کم بازو کو لپیٹا۔

" اس ہاتھ سے کوئی بھی وزن مت اٹھانا اوکے "

ڈاکٹر نے اُسے مسکراتے کہا اور پھر پلٹتے شائستہ بیگم کو کچھ ہدایت دیتے وہ اپنا سامان لیتے باہر کو بڑھا شائستہ بیگم بھی ڈاکٹر کے پیچھے بڑھی پھر کچھ یاد آنے پر رکی اور مڑ کر ایک جگہ جمی بیٹی کو دیکھا

" تم کہاں تھی شام سے؟ "

انہوں نے سرسری سے انداز میں پوچھا تھا مبشرہ کی نظر بے ساختہ یحییٰ پر اٹھی اِس ڈر سے کہ وہ کہی بتانا دے حتی کہ وہ اُسے کئی بار کئی مسائل سے بچا چکا تھا

" وہ امی م۔میں "

اپنی ماں کی طبیعت سے وہ اچھے سے واقف تھی اگر انہیں پتہ چل گیا تو؟

سردی میں بھی اُس کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے آنے لگے

تائی وہ میرے ساتھ تھی ہم دونوں باہر چہل قدمی کے لیے گے تھے "

" پھر کتا لگ گیا پیچھے

اُس کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ اُس کی بات اچکتے بولا مبشرہ شاہ نے بے ساختہ نظریں اپنی ماں سے ہٹا کر یحییٰ شاہ کے چہرے پر مرکوز کی وہ یوں ہی تو نہیں اُس کا دوست تھا

" ٹھیک ہے لیکن اتنی شام کو مت نکلا کرو کہی بھی "

شائستہ بیگم اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے نکل گئی اُس نے مبشرہ شاہ کی طرف دیکھا وہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

" مجھے نظر بہت جلدی لگتی ہے مبشرہ "

وہ اُسے دیکھتے مسکرایا تھا اُس کے چہرے پر اب کہی بھی غصہ نہیں تھا اُس کی بات پر مبشرہ چونکی اور نظریں اُس کے چہرے سے ہٹاتے اِدھر اُدھر دیکھا

" ! شکریہ "

وہ پھر اُسے دیکھتے بولی اور دھیما سا مسکرائی وہ پھر احتیاط سے اٹھا تھا بازو کو سنبھالتے۔۔۔اور پھر قدم اٹھاتے اُس کے سامنے آیا۔

" کچھ بتا رہی تھی تم "

اُس نے جیسے یاد دہائی کروائی تھی لہجہ اب بھی نرم تھا وہ بہت کم اُس سے سخت لہجے میں بات کرتا تھا بہت کم

" ہوں۔۔! ہاں "

اُس نے سفید کاغذات کا اٹھایا اور پین سے کچھ لفظ گھسیٹے وہ اُس کے ہاتھوں کی حرکت ملاحظہ کر رہا تھا نرم مسکراہٹ سے

مبشرہ نے سفید کاغذات اُس کی جانب بڑھائے اور پھر پین بھی اُس نے احتیاط سے اُن دونوں چیزوں کو تھاما تھا مبشرہ کی انگلیاں دھیرے سے اُس کی

مظبوط انگلیوں سے مس ہوئی تھی ایک پل کو وقت تھما اور دوسرے پل پھر چلنے لگا

" یہ ایک اہم بات ہے یحییٰ برو "

سفید کاغذات پر نیلی سیاہی سے یہ جملہ لکھا ہوا تھا اُس نے سر اٹھا کر مبشرہ کو دیکھا وہ اُسے ڈائریکٹ بات بھی بتا سکتی تھی لیکن شاید وہ اب بھی الجھی ہوئی تھی

یحییٰ نے قدم پیچھے کو لیے وہ کھڑکی کی جانب گیا وہاں رکھے سٹڈی ٹیبل کے سامنے سے کرسی گھسیٹی اور اُس پر بیٹھ گیا۔

" تم اُدھر ہی رہو "

اُس کے قدموں کی چھاپ پر وہ بغیر اُس کی جانب دیکھتے بولا پھر پین اٹھا کر سفید کاغذات پر لکھے جملے کے نیچے سوالیہ نشان لگایا۔۔

اور جھک کر سفید کاغذات کو فرش پر ہی اُس کی جانب پھینکا مبشرہ نے جھک کر اُس کاغذات کو اٹھایا وہ بیڈ کی جانب بڑھی اور سائیڈ ٹیبل پر دھری ایک کالی بال پین کر اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھی

" مجھے کسی سے محبت ہے "

وہ لکھ رہی تھی اور لکھتے لکھتے اُس کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گے اُس کے تصور میں یکدم آدم سلطان آیا تھا بے شک وہ اُسے برا بھلا کہہ کر آئی تھی لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ اُسے چاہتی تھی۔

اُس نے اوپر والے کاغذ کو فولڈ کیا اور یحییٰ کی پشت پر پھینکا اُس نے نیچے گرے کاغذ کو اٹھایا اور اُسے کھولا۔

وہ دونوں ایسی ہی بچکانہ حرکتیں کرتے تھے جب کوئی بات کوئی راز ایسا ہوتا جسے کہنے سے وہ ہچکچاتے یا ڈرتے کہ مقابل غصہ ہو گا تو وہ ایسے ہی

کاغذات پر بات کرتے تھے کہ اگر غصہ ہو بھی تو کاغذات پر اترے یوں ہی

کئی کاغذات بھر دیے تھے انہوں نے

بے شک وہ موبائل کے ذریعے ایک دوسرے کو بتا سکتے تھے لیکن اُن

دونوں کا ماننا تھا کہ صفحات پر لکھا معنی رکھتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے مسافت

پر ہو ایک دوسرے سے

وہ دونوں قدیم صدی کے دو باشندے تھے

" مجھے کسی سے محبت ہے "

یحییٰ نے اُس کی لکھی گئی لائن کو پڑھا اُس کے ہونٹ مسکرائے تھے شاید اُسے

پتہ تھا کون ہو سکتا ہے ؟ اس نے اندازہ لگایا اور اُس کے دل نے ایک بیٹ

مس کی

اُس نے اُس جملے کو انگلی کی پوروں سے چھوا

اُس نے پھر سوالیہ نشان لکھ کر پیپر فولڈ کرتے اُس کی جانب پھینکا۔

مبشرہ نے وہ کاغذ اٹھایا اُسے کھولا اور پھر اُس پر کالی ساہی سے کچھ لفظ گھسیٹے اور ایک نام۔۔۔! پھر اُس کی جانب کاغذ پھینک دیا۔۔۔۔۔

یحییٰ نے احتیاط سے کاغذ اٹھایا اُس کے دل نے ایک بیٹ مس کی اُس نے کاغذ کھولا اور پھر اُس کے دل نے کئی بیٹس مس کر دی اور پھر یوں لگا جیسے ایک پل کو دل رک گیا ہو۔

"یحییٰ برو مجھے آدم سلطان پسند ہے۔۔! ہاں آدم سلطان سے محبت ہے مجھے۔۔! آدم سلطان"

اُس کی مسکراہٹ بے ساختہ سمیٹ گئی مبشرہ شاہ کے لفظوں کا آغاز اُس کے نام سے تھا اور اختتام کسی اور کے نام پر یہ آغاز سے اختتام تک کا فاصلہ یحییٰ شاہ کے زندگی کا سے سے مشکل فاصلہ تھا۔

وہ وہی بیٹھا رہا ایک منٹ، دو منٹ، تین منٹ اور پھر کئی منٹوں تک

ایسے ہی اُس نے دوبارہ اُس کاغذ کو دیکھا وہ سفید کورا کاغذ تھا جس پر آدم

سلطان کو نام لکھا تھا

اُس نے بار بار کئی بار کاغذ کو بند کرتے کھولا کتنا احمق تھا وہ پکی سیاہی سے لکھے

گے الفاظ کیا کبھی بدل سکتے ہیں بھلا۔

اِس کورے کاغذ کی طرح مبشرہ شاہ کے کورے شفاف دل پر بھی اختتام

ثبت ہو چکا تھا، آدم سلطان ثبت ہو چکا تھا

یحییٰ شاہ نے بس اتنا ہی سوچا تھا اور اُسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا اُس

نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی۔

"یحییٰ۔۔! یحییٰ برو آپ غصہ مت ہونا پلیز آپ ہی میری مدد کر سکتے

ہیں پتہ نہیں لیکن مجھے آدم سلطان پسند ہے جانتی ہوں وہ مجھ سے کافی

بڑھے ہے لیکن آئی لائک ہم۔۔! آئی لائک ہم ویری مچ"

وہ بیڈ سے اٹھی اور آگے بڑھی اُس کے لہجے میں ہلکا خوف اور منت تھی

اور جو یحییٰ شاہ کا دم گھٹ رہا تھا وہ پوری طرح سانس اکھڑنے لگا۔

اِس بار پھر وہ آغاز پر تھا لیکن اختتام۔۔۔؟ وہ اختتام پر نہیں تھا تو کون تھا

اختتام پر۔۔۔! آدم سلطان کب؟ کیسے؟ کیوں؟

کیوں تھا وہ اختتام پر؟ نہیں کہاں غلطی ہو گئی؟

یحییٰ شاہ ہمیشہ سے آغاز سے اُس کے ساتھ تھا پھر اختتام پر کیوں نہیں؟

کیوں نہیں آخر؟ کہاں غلطی کی اُس نے؟

وہ کرسی سے کھڑا ہوا ہاتھوں کو میز کی سطح پر جمایا فریکچر کلائی کی پرواہ نا

رہی۔۔۔! کیسے رہتی یہاں دل ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا کمبخت۔

آدم سلطان اختتام پر کیسے آگیا؟ کیوں آیا؟اُس نے غلطی کی تھی ہاں؟ اُس نے بروقت مبشرہ کو نہیں بتایا کہ وہ مستقبل میں اُس سے رشتہ قائم کرے گا ایک مظبوط رشتہ۔

ہاں یہی غلطی تھی شاید۔۔۔! نہیں شاید نہیں یقیناً یہی تھی اُسے اُس دن ہی اُسے بھائی کہنے سے روک دینا چاہیے تھا جس دن مجیب تایا نے مبشرہ شاہ کو مستقبل میں اُس کے نام کرنے کی بات کہی تھی۔۔۔

جس دن وہ اُس کی منگ بنی تھی اُسی دن ہاں اُسی دن اُسے اُس کا منگیتر بن جانا چاہیے تھا دوست نہیں۔۔۔!

" یحییٰ بروک۔ کیاہ۔ ہوا؟ "

اُسے کب سے ایک ہی پوزیشن میں جھکا دیکھ وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھی تھی یحییٰ نے سانس کو ہموار کرنے کی کوشش کی

" !آئی لائک ہم۔۔۔!آئی لائک ہم ویری مچ۔۔۔ "
نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سانس اتنی جلدی ہموار نہیں ہو سکتی

اب کے تجدید وفا کا نہیں امکاں جاناں
یاد کیا تجھ کو دلائیں ترا پیماں جاناں

یوں ہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا ہے
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں

زندگی تیری عطا تھی سو ترے نام کی ہے
ہم نے جیسے بھی بسر کی ترا احساں جاناں

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہے فسردہ تو بھی
دل کی کیا بات کریں دل تو ہے ناداں جاناں

اول اول کی محبت کے نشے یاد تو کر
بے پیے بھی ترا چہرہ تھا گلستاں جاناں

آخر آخر تو یہ عالم ہے کہ اب ہوش نہیں
رگ مینا سلگ اٹھی کہ رگ جاں جاناں

مدتوں سے یہی عالم نہ توقع نہ امید
دل پکارے ہی چلا جاتا ہے جاناں جاناں

ہم بھی کیا سادہ تھے ہم نے بھی سمجھ رکھا تھا

غم دوراں سے جدا ہے غم جاناں جاناں

اب کے کچھ ایسی سجی محفل یاراں جاناں
سر بہ زانو ہے کوئی سر بہ گریباں جاناں

ہر کوئی اپنی ہی آواز سے کانپ اٹھتا ہے
ہر کوئی اپنے ہی سائے سے ہراساں جاناں

جس کو دیکھو وہی زنجیر بہ پا لگتا ہے
شہر کا شہر ہوا داخل زنداں جاناں

اب ترا ذکر بھی شاید ہی غزل میں آئے
اور سے اور ہوئے درد کے عنواں جاناں

ہم کہ روٹھی ہوئی رت کو بھی منا لیتے تھے
ہم نے دیکھا ہی نہ تھا موسم ہجراں جاناں

ہوش آیا تو سبھی خواب تھے ریزہ ریزہ
جیسے اڑتے ہوئے اوراق پریشاں جاناں

اُس نے ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کھولی یخ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پر اُس نے بے اختیار لمبی سانس کھینچی کیسی عجیب بات تھی کہ سانس پھر بھی اکھڑ رہا تھا سفید کاغذ ہوا سے اڑتے اِدھر اُدھر بکھر گے

ہاں آدم سلطان سے محبت ہے مجھے" کھلی فضا میں بھی اُسے سانس کی " کمی محسوس ہوئی

لفظ بہت زور آور ہوتے ہیں یہ آپ کی دنیا تباہ کر سکتے ہیں

اُس نے کیوں صرف دوستی قائم رکھی۔۔۔؟؟ کیوں وہ مبشرہ شاہ کو اُس کا کمفرٹ زون دینا چاہتا تھا اُسے کیوں نہیں بتایا کہ وہ مستقبل میں اُس کی ہو گی اُسے بروقت بتا دینا چاہیے تھا اُسے بتا دینا چاہیے تھا کہ مبشرہ شاہ یحییٰ شاہ کی ہے کسی ایرے غیرے آدم سلطان کی نہیں۔۔۔۔!

اُس نے سب غلط کر دیا سب غلط اُسے کمفرٹ دیتے دیتے وہ اُسے کھونے کی کی نوبت تک پہنچ گیا تھا۔

" یحی۔یحییٰ "

مبشرہ شاہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری ہاتھ بڑھا کر اُس کے کندھے پر رکھا اُس کا دماغ، دل ایک جگہ رک گے

وہ اُس کے متوجہ کرنے پر ہمیشہ اُس کی جانب متوجہ ہوتا تھا لیکن اب اس وقت نہیں ہوا وہ پلٹا ہی نہیں اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ مبشرہ شاہ کے پکارنے پر نہیں پلٹا۔۔

"رکو۔۔! رکو ذرا۔۔! وہ آغاز سے تمھاری ہے اب اگر وہ لاعلم تھی تو تمھارے دل کا کوئی قصور نہیں اُسے بتاؤ وہ تمھاری ہے ہاں یہی سہی وقت ہے اُسے باور کرواؤ کہ بچپن سے وہ یحییٰ کی منگ ہے وہ اُسے بس کمفرٹ دینا چاہتا تھا اُسے یاد نہیں تو یحییٰ شاہ کے دل کا کوئی قصور نہیں"

اُس کے ذہن نے نقطہ اٹھایا بہت زور آور نقطہ اُس نے گہرے سانس بھرے آنکھیں بار بار میچتے کھولیں اُس کا دل کانپ رہا تھا

"وہ تمھاری ہے یحییٰ شاہ چھین لو اُسے"

اُس کے ذہن نے خود غرضی برتی تھی ایک پل۔۔۔! ہاں بس ایک پل ہی کافی ہوتا ہے فیصلہ کرنے میں آپ جو بھی بولے لیکن دل و دماغ کو ایک پل ہی درکار ہے چاہے آپ کتنا بھی وقت لے۔

" چھین لو اُسے۔۔۔! چھین لو۔۔۔! یحییٰ شاہ پر اختتام ہونا چاہیے کسی تیسرے آدم سلطان پر نہیں "

اُس کے ذہن نے پھر سے زور دیا پھر سے کئی بار بار بار اُس نے ہاتھ بڑھا کر مبشرہ شاہ کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا۔

" کچھ بھی ہو سکتا ہے یحییٰ شاہ کچھ بھی "

اُس کے دل نے بھی گفتگو میں حصہ لیا یا شاید اُسے ڈرایا

" تم اُسے چھین لو پھر چاہے جو مرضی ہوتا رہے وہ تمھارے پاس تو ہو گی وہ کبھی نا کبھی مان جائے گی وہ ابھی اتنی سمجھدار نہیں ہے اور آخر کو وہ تمھاری

دوست بھی ہے اگر تم نے اُسے جانے دیا تو وہ ایسی جائے گی کہ تم تڑپ جاؤ گے تب بھی نہیں آئے گی اُسے باور کرواو سب "

اُس کے ذہن نے لمبی دلیل دی اُس نے لبوں پر زبان پھیری سانس کو ہموار کیا مشکل، بہت مشکل سے پھر گہرا سانس کھینچا اب اُس کی آنکھیں سپاٹ تھی۔

فیصلوں میں وقت کا درکار ہونا تو ایک بہانہ ہے دل و دماغ تو موقع پر ہی " ایک پل میں۔۔! ہاں فقط ایک پل میں فیصلہ لے لیتا ہے اور اس فیصلہ کا کہی نا کہی ہمیں بھی ادراک ہو جاتا ہے لیکن ہم چھپنے کی کوشش کرتے ہیں بچنے کی کوشش کرتے ہیں سچ تو ہم بھی جانتے ہوتے ہیں بس نظریں چراتے ہیں کبھی "دل و دماغ کی سنتے ہیں اور کبھی رد کر دیتے ہیں

" یحییٰ برو کیا آپ غصہ ہو گے ہیں "

اپنے ہاتھ کے جھٹکے جانے پر اُس نے یحییٰ شاہ کی پشت کو خوف سے دیکھا

"! یحییٰ برو آپ کچھ بول۔۔۔ "

" اِدھر سے چلی جاؤ مبشرہ "

اُس نے تیزی سے اُس کی بات کاٹی اور کالی آنکھیں بند کرتے دوسرے پل کھولی

" ! لیکن ی۔یحییٰ بروم "

خوف سے اُس کی سانس بے ترتیب ہوئی کیا وہ اب اُس کا ساتھ نہیں دے گا ؟کیا وہ گھر والوں کو بتا دے گا؟

یہ دو سوال تھے جو اُسے پریشان کر رہے تھے اور دوسرا سوال پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ خوف زدہ بھی کر رہا تھا تبھی وہ ٹھیک سے کچھ بول نہیں پائی۔

" میں نے کہا جاؤ یہاں سے مبشرہ "

اُس نے جھکا سر اٹھاتے کھڑکی کے پار باہر دیکھا وہ سختی سے لب بھینچ گیا"

" یحییٰ شاہ کی آدھی موت واقع ہوئی تھی

محبوب کے لبوں سے کسی اور کے لیے محبت کا اظہار سننا آدھی موت "

کے مترادف ہے پھر وہ وجود جس کی روح زندگی سے عاجز آچکی ہو وہ کیسا ہو گا

"

" ! یحییٰ میری بات سنے "

وہ آگے بڑھی اور اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا اُس کے چھونے کی دیر تھی کہ وہ میز کی سطح پر دونوں ہاتھ پٹخنے کے انداز میں اٹھا کر رکھتے اُس کی جانب پلٹا

" میں نے کہا نا چلی جاؤ یہاں سے "

وہ سخت لہجے میں دھاڑا بہت سخت و شدت بھرے لہجے میں کہ وہ بے اختیار ڈر کر اپنا ہاتھ اُس کے بازو سے ہٹا گئی اُس کا ہاتھ کانپنے لگا

" !ی۔یحییٰ بر۔۔ "

" !خبردار مبشرہ۔۔۔ "

وہ اُس کے خوف سے سفید پڑھتے چہرے پر اپنی کالی وحشت سے لبریز آنکھیں جمائے انگشت شہادت اٹھائے بولا اُس نے لفظوں پر خاصا زور دیا اور اُس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی

" خبردار مجھے برو، بھائی، بھیا کچھ بھی بولا "

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھاتے بولا مبشرہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی وہ بس ہق دق سی یحییٰ شاہ کو دیکھے جا رہی تھی جس کے الفاظ یوں تھے جیسے آگ کے شعلے

اِس سے پہلے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔۔۔!" وہ ٹھہرا اور " غصے اور بے بسی سے گہرا سانس بھرا" چلی جاؤ یہاں سے" اُس نے پھر بات مکمل کی دل میں کہی درد سا اٹھا

ی۔یحییٰ برو کیا ہوا ہے؟ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا آپ ایسے کیوں " غصہ کر۔۔!

اُس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا لیکن وہ پھر بھی بولتی جا رہی تھی آنسو اُس کی آنکھ سے گر رہے تھے۔

!اِس ہتھیار پر یحییٰ شاہ اپنے سارے ہتھیار ڈال دیتا تھا لیکن۔۔

" تم نے میرے ساتھ غلط کیا ہے۔۔! ابھی کے ابھی آنسو پونچھو اپنے "
اُس نے شہادت کی انگلی اپنے سینے پر رکھتے لہجے کی وحشتوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے کہا پھر اُس کے آنسوؤں کو دیکھتے اُس نے دوسری بات مکمل کی

" آپ م۔مجھے ب۔بتائے میں نے کیا غلطی کی "
وہ آگے بڑھی تھی اور اُس کا بازو تھامنے کی کوشش کی جس پر اُس نے سختی سے اُس کی کلائی ایک ہاتھ سے جکڑی

" تم جاننا چاہتی ہو تم نے کیا غلط کیا؟ "
اُس کی کلائی جکڑے ہی وہ اُس کی جانب جھکتے بہت مدھم لہجے میں بولا اُس کے خود کے حلق میں کچھ گرہیں پڑی تھی ایک درد سا اٹھا تھا حلق میں۔

" بتاؤ تمھیں تم نے کیا کیا مبشرہ شاہ؟ "

وہ اُس کی جانب مزید جھکتے بولا مبشرہ نے بے ساختہ اُس کی سلگتی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کی

وہ بیک وقت اُس کی آنکھوں میں اُبھرتی سرخی کو بھی دیکھ رہی تھی

" !ی۔یہ آپ ک۔کیا۔کر۔رہے ہیں یحییٰ بر۔۔"

" میں نے کہا نا مجھے بھائی مت کہو "

وہ اُس کی کلائی کو مزید سختی سے جکڑتے دانتوں پر دانت جما۔کر بولا مبشرہ اُس کے تیور دیکھ سہمی لیکن اُس کی آنکھوں میں نا سمجھی کے تاثرات تھے یحییٰ شاہ یکسر بدلا ہوا تھا بہت بدلا ہوا یہ یحییٰ شاہ اُس کا دوست نہیں تھا ہو ہی نہیں سکتا۔

" آنسو صاف کرو مبشرہ ابھی اِسی وقت "

اُس نے لفظوں پر زور دیتے سخت لہجے میں کہا مبشرہ کلائی کو اُس کے ہاتھ سے چھڑوانے کی تگ دو مزید تیزی سے کرنے لگی

"ایسا مت کر۔ کرے یحییٰ م۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ م۔ مجھے میرا قصور بتائے"

اُس نے سر جھکا کر اپنی کلائی کو دیکھا اور پھر سر اٹھا کر یحییٰ کے چہرے کو جس پر آج چٹانوں جیسی سختی تھی

"تم آدم سلطان سے کیسے محبت کر سکتی ہو مبشرہ؟"

وہ ایک قدم اُس کی جانب لیتے بولا اُس نے مبشرہ شاہ کی کلائی چھوڑ دی کلائی کے آزاد ہوتے ہی اُس نے بے ساختہ دوسرا ہاتھ کلائی پر پھیرا اور یحییٰ شاہ کے سوال پر گھبرا کر سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔

وہ اُس کے بلکل پاس کھڑا تھا بس ایک قدم کے فاصلے پر اُس کی شرابی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکتا ہوا۔

ک۔کیا۔مطلب آپ م۔میری مدد" وہ اٹکتے لہجے میں بولی "

" بھول جاؤ اُسے "

اُس نے اُس کی بات کاٹ دی لہجہ بہت مدھم تھا لیکن سرد تھا

" !لیکن۔۔!م۔میں محبت کرتی ہوں آد۔۔ "

وہ اُس کی گوشوں سے سرخ کالی آنکھوں میں دیکھتی نا سمجھی سے بولی اُس کی چھٹی حس تیزی سے بیدار ہوئی۔یہ صورتحال بہت غلط تھی اُس کی چھٹی حس نے اُسے جیسے آدھی سے زیادہ بات باور کروائی۔

" !بس۔۔۔ "

وہ ایک قدم کا فاصلہ بھی مٹا گیا مبشرہ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیا جو لڑکھڑا کر زمین پر لگا تھا

" ی۔یحییٰ ی "

اُس نے لبوں پر زبان پھیری وہ اُس کی جانب بڑھ رہا تھا اُس کا دل کسی انجانے خوف سے دھڑکا۔

" میں تم سے محبت کرتا ہوں "

اُس نے اِدھر اُدھر نہیں دیکھا بس اُس کی خوف سے پھیلی شرابی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے اُس نے سپاٹ لہجے میں کہہ دیا۔۔

بس اتنی سی بات تھی اور اُس نے ذہن کی سنی وہ چھین لینا چاہتا تھا اُس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت بس سامنے جمی تھی۔۔۔۔۔

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ کی شرابی آنکھیں حیرت سے مزید پھیل گئیں ہے۔

" ی۔یحی "

اُس سے کچھ بولا نہیں گیا وہ اُس کی جانب بڑھ رہا تھا مبشرہ نے قدم پیچھے کو کھینچنے چاہے لیکن وہ وہی جیسے جم گے

یحییٰ شاہ اور اُس سے محبت؟ کب؟ کیسے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اُس کا اچھا دوست ہے ہاں صرف دوست اور کزن ہاں بس اتنا ہی۔۔۔!

اُس کا دل گھبرانے لگا۔

" میں تمھیں کیسے خوف زدہ کر سکتا ہوں مبشرہ شاہ تم کہتی تھی میرا ساتھ تمھیں پسند ہے"۔

وہ حواس کھو رہا تھا بری طرح۔۔۔۔۔ مبشرہ نے قدم پیچھے کھینچ ہی لیے آخر۔۔۔۔اُس کی آنکھیں بے ساختہ نجانے کیوں نم ہونے لگی

اُس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ پھر وہ بار بار نفی میں سر ہلاتی گئی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی

" وہ۔۔دوستی میں تھا "

اُس نے بلآخر بول ہی دیا یحییٰ شاہ کے اُس کی جانب بڑھتے قدم رک گے اُس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔

" تم جانتی ہو تم میری منگیتر ہو "

اُس نے آئی آبرو آچکاتے کہا اُس کی آنکھیں جتانے والے انداز میں مبشرہ پر ٹک گئی۔ وہ اپنے حواس کھو چکا تھا

" جانتی ہو تم میری منگ ہو تم۔۔! میری "

وہ قدم واپس سے اُس کی جانب اٹھانے لگا مبشرہ ششدر چہرہ لیے اُسے تکتی گئی

ن۔ نہیں آپ جھوٹ بول ر۔ رہے ہیں آپ میرے دوست ہیں بس "

" اور کچھ نہیں میں بھائی کہتی ہوں آپ کو

اُس نے پیچھے کو قدم اٹھاتے حیرت سے نفی میں سر ہلاتے کہا وہ پیچھے دیوار کے ساتھ لگ چکی تھی اور اُس کا لہجہ رندھ گیا

ن۔ نہیں ن۔ نہیں یہ ک۔ کیسے ہو سکتا ہے آپ میرے دوست ہیں"
م۔ میرے منگیتر نہیں ہو سکتے م۔ میں آدم سلطان سے محبت کرتی
ہوں"۔۔۔

وہ دھندلائی آنکھوں سے زمین کو تکتے بولی بد حواسی سے اور بے یقینی
سے یہ رشتہ اُسے نہیں چاہیے اُسے یحییٰ کے ساتھ بس دوستی کا رشتہ چاہیے
صرف دوستی کا۔۔

اُس نے کبھی یحییٰ شاہ کو دوستی کے آگے کسی دوسری نظر سے نا دیکھا نا سوچا
پھر کیسے؟ کیسے؟

" یہ سچ ہے مبشرہ شاہ تم میری منگیتر ہو میری امانت "

اُس کی انتہائی قریب سے آتی آواز پر اُس نے سر اٹھا کر بے اختیار اُسے دیکھا
وہ قریب کھڑا تھا لیکن دور لگ رہا تھا نظریہ بدل چکا تھا مبشرہ کو لگا اب وہ اُس کا
دوست نہیں ہے۔

" میں آپ کی امانت نہیں ہوں سمجھے آپ "

وہ حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے چینخی یہ کیسی کیفیت تھی جس پر وہ گھبرا رہی تھی

" تم ہو مبشرہ "

اُس نے احتیاط سے اُس کی آنکھوں سے گرتے شفاف پانی کو بس انگلی کی پور سے یوں چھوا کہ صرف وہ پانی اُس کی پور پر آیا تھا۔۔۔

اُس نے دوستی کے لیے صرف ہاتھ بڑھایا تھا اور یحییٰ شاہ نے کبھی خود سے ہاتھ سے آگے کا سفر طے نہیں کیا

" میں نہیں ہوں آپ کی امانت سنا آپ نے ہمارا نکاح نہیں ہوا "

اُس نے بے دردی سے اپنے آنسو پونچھے اور چلا کر جیسے سچ کو۔ جھٹلانا چاہا

لیکن کہتے ہیں نا کہ آپ جتنا مرضی چینج لے آپ سچ کو نہیں بدل سکتے" "
وہ بھی نہیں بدل پا رہی تھی یحییٰ کی آنکھوں میں اُسے کہی سے بھی مذاق کی رمق نظر نا آئی اُس کا سانس سوکھنے لگا۔۔۔۔سچ کڑوا گھونٹ ہے

" ہو جائے گا "
وہ اطمینان سے بولا تھا مبشرہ اُسے دیکھتی رہی بس اُسے یہ یحییٰ شاہ رتی برابر بھی پسند نہیں آیا
" میں نہیں کروں گی "
وہ بار بار آنکھ سے گرتے آنسو کو صاف کرتے بولی اُس کے گال سرخ ہونے لگے۔

" تم کرو گی مبشرہ میں کروالوں گا تم سے سب "
اُس کا اطمینان جوں کا توں تھا مبشرہ نے سسکی بھری اور پھر اُس کے رونے کی آواز یحییٰ کے کمرے میں پھیل گئی

اُس نے گہرا سانس بھرا پہلوں میں گرے فریکچر زدہ ہاتھ کو دیکھا۔۔۔

"تمھارے رونے سے میرا دل ویران ہونے لگتا ہے مبشرہ۔۔۔میرا دل ویران مت کیا کرو"

اُس نے فریکچر کلائی کو نظر انداز کیا ہلکا سا سر جھکایا اور اُس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا اُس کا لہجہ التجائیہ تھا اُس کی بات پر وہ مزید رونے لگی تھی۔۔۔

وہ شخص سرد و گرم جیسا تھا وہ اُس کے بدلتے موسموں میں الجھ رہی تھی۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں نا یحییٰ"

وہ کچھ پل ٹھہر کر سر اٹھا کر بولی یحییٰ شاہ اُسے تکتا ہی رہ گیا خاموشی سے بس یہ سچ تھا کہ مبشرہ شاہ کے رونے پر اُس کا دل ویران ہوتا تھا لیکن یہ بھی اتنا ہی سچ تھا کہ وہ لڑکی روتے ہوئے خوبصورت لگتی ہے وہ اُسے بتا نہیں پایا ورنہ وہ اُسے احمق کہتی"

لیکن ایک انکشاف یہ بھی تھا کہ وہ جتنی مرضی خوبصورت لگتی ہو وہ اُسے پھر بھی رولانے کے حق میں نہیں تھا"

" نہیں "

اُس نے گہرا سانس اندر کھینچتے کہا اُس کے بھینچے لبوں اور نم آنکھوں سے نظریں ہٹالی وہ یونہی روتی تھی ہونٹ بھینچ کر سسکیاں بھرتی رہتی اور آنکھوں سے سیل رواں ہونے لگتے وہ بچوں کی طرح منہ کھول کر نہیں روتی یحییٰ سر نیچے جھکا کر دھیما مسکرایا اُس کے اس طرح رونے سے ہی وہ خوبصورت لگتی تھی

پتہ نہیں وہ چاہتا کیا تھا۔

" م۔مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا یحییٰ "

وہ اب خالی سسکیاں بھر رہی تھی یحییٰ کا جھکا سر کئی پل جھکا ہی رہا مسکراہٹ نا چاہتے ہوئے بھی غائب ہو گئی۔

" میں تمھیں مزید کمفرٹ زون نہیں دے سکتا مبشرہ۔۔ بلکل نہیں "

وہ سر اٹھائے بولا اُس کے سینے میں ہلکا درد ہوا تھا وہ اُسے ٹھکرا رہی تھی اُس کی انکھوں چمک بجھ چکی تھی

وہ مرد کی آنکھیں تھیں وہ رو نہیں سکتی تھیں ورنہ وہ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ تمھاری ہر مخالف بات پر اشک آتے ہیں۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے یحییٰ میں آدم سلطان کو چاہتی ہوں بہت "

" چاہتی ہوم

وہ حواس کھوتی اِس بار ذرا بلند آواز میں بولی یا شاید چینخی

بس کرے بہت ہو گیا مبشرہ میں تمھیں کچھ کہہ نہیں رہا تو تم اِس کا "

" ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ

وہ انگلی اٹھاتے دبے دبے درشت لہجے میں دھاڑا مبشرہ یکدم چپ ہوتی اُسے دیکھتی رہ گئی پھر دانتوں پر دانت جمائے۔

وہ واحد شخص تھا اُس کی دنیا میں جس کے سامنے وہ اپنا ہر جذبہ بیان کر دیتی "
تھی چاہے غصہ ہو، بے زاری ہو، شرارت ہو، اداسی ہو یا دوستی اور اب مبشرہ
" کو لگ رہا تھا وہ اُس واحد شخص کو کھونے والی ہے

" میں کسی بھی قیمت پر آپ سے نکاح نہیں کروں گی "
وہ نڈر ہوئی تھی اور بد تمیز بھی تبھی بد تمیزی سے چلا کر بولی یحییٰ نے انگلی
نیچے کرتے ہاتھ کی مٹھی بھینچی
" کرو گی تم اپنے حواسوں میں رہ کر کروں گی تم "
وہ بھی بضد ہو گیا وہ اُسے جانے نہیں دینا چاہتا تھا وہ اُس کے بغیر خالی ہو جاتا۔
" میں نہیں کروں گی "
وہ دیوار کے ساتھ لگی نظریں اُس پر سے ہٹا کر بولی۔
" تم مجھے چیلنج کر رہی ہو؟ "

اُس کی بھنویں سکڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ ملی اُس کی آنکھوں میں استفہامیہ تاثر چمکا۔

وہ خاموش رہی تھی رخ بھی دوسرا جانب موڑا ہوا تھا یحییٰ کا دل ڈوب گیا۔

" ایسا کیا ہے آدم سلطان میں ؟ "

اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کے نام پر ہی رخ اُس کی جانب کر لیا ہے۔۔دل اب جو ڈوبا تو اُبھر نہیں سکا

ایسا کیا ہے آدم سلطان میں مبشرہ شاہ؟ پیسہ؟ شہرت؟ پروفیشن؟ حُسن؟ "

"

وہ اُس کی شرابی آنکھوں میں جھانکتا بولتا چلا گیا مبشرہ شاہ نے اُس کی بات کے اختتام پر بس ایک پل ہاں ایک پل ہی اُسے دیکھا۔

" مبشرہ شاہ کا دل "

اور دوسرے ہی پل وہ بول گئی جیسے جواب وہ برسوں سے جانتی ہو اُس کا لہجہ اس قدر پختہ تھا کہ خدا کی امان کہ وہ شخص تو روتے روتے رہ گیا

" میں تمھیں دل کے بغیر بھی برداشت کر لوں گا "

اُس نے گہرا سانس بھرا اور کندھے آچکا دیے وہ تھوڑا سا ہنسا بھی تھا ہنسی جو غم کو چھپاتی ہے۔۔۔۔۔ہاں وہی ہنسی۔۔۔ کھوکھلی، خالی

مبشرہ جانتی تھی اُسے تکلیف ہو رہی ہے وہ اچھے سے جانتی تھی لیکن وہ یہ بھی جاتی تھی کہ یحییٰ شاہ اُس کے لیے صرف دوست ہے صرف دوست ۔۔۔۔۔وہ اُس کی محبت نہیں بن سکتا اُسے یہی لگا تھا۔

" میں مجیب تایا سے بات کرتا ہوں "

اُس کی خاموشی کو دیکھ وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا یوں جیسے بہت ہی کوئی غیر اہم بات ہو۔

" یحییٰ آپ ایسا نہیں کرے گے۔۔! آپ ایسا نہیں کر سکتے "

وہ اُس کی بات پر اچھل ہی تو گئی تھی فور آ بولی

" میں ایسا کرنے والا ہوں "

اُس کا لہجہ، چہرہ، آنکھیں سپاٹ ہو گئیں

" آپ ہماری دوستی کو کھو دے گے یحییٰ "

اُس نے جیسے ڈرایا تھا یحییٰ نے اُسے دیکھا اُس کی آنکھیں چمک رہی تھی نمکین پانیوں کے باعث وہ ضبط کر رہی تھی جیسے۔۔

" یوں بھی میں خالی ہو جاؤں گا "

وہ اُسے دیکھتے بولا لہجہ یوں تھا جیسے صدیوں سے خالی مبشرہ نے ہونٹ چبایا آنکھیں جھپکی نمکین پانیوں کو اب کہ رخساروں کی زینت بننے سے روکا

" یحییٰ۔۔۔! میری بات سنے "

اُس نے حلق میں پھنسی آواز کو باہر نکالنا چاہا کئی آنسوؤں کی کئی گرہیں اُسے اندر سے کھانے لگی۔

تم اپنے ذہن میں بیٹھالو مبشرہ کہ میں تم سے نکاح کروں گا بہتر ہے مجھے "

" بھیا سے سیاں پر شفٹ کر لو

وہ سکون سے مگر سخت واٹل لہجے میں بولا اور پھر اُس کے سامنے سے ہوتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔

" یحییٰ پلیز نو۔۔یحییٰ۔۔۔یحییٰ آپ غلط کر رہے ہیں "

یحییٰ آپ سب کھو دے گے میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو یحییٰ "

" ۔۔۔!یحییٰ بہرام شاہ

وہ تیسرے پل ہی اُس کے پیچھے اُسے پکارتے ہوئے لپکی وہ کمرے سے باہر نکلی تو اُس نے دیکھا وہ داخلی دہلیز کی جانب جا رہا تھا یعنی باہر کی جانب اُس کی سانس میں سانس آئی تھی

ساتھ ہی کئی آنسو رخسار پر بہہ نکلے اُس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا یہ سب غلط تھا۔یحییٰ ایسا نہیں کرے گا اُسے ایسا لگا۔

وہ آدم سلطان کو چاہتی ہے اور یحییٰ اُس کا دوست ہے اُن دونوں میں بہت فرق ہے بہت فرق۔۔

" وائے بی"

وہ زیر لب بڑبڑائی آنکھیں دہلیز پر جمی جیسے پتھرا گئی تھی

وہ دونوں خود غرض ہو رہے تھے وہ مبشرہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور مبشرہ آدم سلطان کو۔ وہ اپنی اپنی جگہ اپنا اپنا سوچ رہے تھے۔

اور جب ہم "میں" کو فوقیت دیتے ہیں تو ہم دوسروں سے کٹ جاتے" ہیں ہم آغاز دوسروں کے نقصان اور اختتام "میں" کے نقصان پر کرتے ہیں اور اختتام چاہے بدل جائے لیکن آغاز نہیں بدلتا "میں" ہمیشہ دوسروں کو تکلیف ہی دیتی ہے"

آپ اندر نہیں جا سکتے سر نے تاکید کی ہے کہ شاہ حویلی کا کوئی بھی مرد "
سوائے مجیب صاحب کے اندر نا آئے"۔

وہ تن فن کرتے ایک ہاتھ کی مٹھی بھینچے آندھی طوفان کی طرح اندر کی جانب بڑھ رہا تھا گیٹ پر کھڑا گارڈ اُس کے پیچھے اُسے رکنے کا کہہ رہا تھا جبکہ وہ تیز تیز قدم لیتے آگے بڑھ رہا تھا جب اچانک داخلی دروازہ عبور کرنے سے پہلے یکدم فراز اُس کے سامنے آتے گویا ہوا۔

" میرے راستے سے ہٹو "

وہ لب بھینچے بولا فراز بغیر اثر لیے اُس کے سامنے کھڑا رہا

آپ نہیں جا سکتے یہاں سے واپس جائے ورنہ واچ مین کو آپ کے ساتھ " سختی کرنی پڑے گی "

فراز نے بازوؤں کو ہلکا سا پھیلا کر گویا اُس کا راستہ روکا تھا وہ آنکھوں میں سختی سموئے اُس تقریباً اکیس سالہ نوجوان کو دیکھ رہا تھا

اُس نے خود نے ابھی ایف-ایس-سی کلئیر کیا تھا وہ خود تقریباً بیس سال کا تھا وہ جسامت کے لحاظ سے اپنے ہم عمر لڑکوں جیسا ہی تھا اگر کہی فرق تھا تو اُس کے لہجے میں تھا اُس کا لہجہ اور گفتگو یوں تھی جیسے تجربہ کار انسان۔۔وہ رکھ رکھاؤ والا شخص تھا بلکل نفاست پسند۔

اُسے غصہ کم آتا ہے لیکن بے حد تیز آتا ہے یہ اُس کی کمزوری ہے۔

" بکواس بند کرو مجھے آدم سلطان سے ملنا ہے "

وہ قدرے دبے دبے لہجے میں غرایا فراز بنا خوف کے اُس کے سامنے کھڑا تھا

" !تم شرافت سے ہٹ رہے ہو یا۔۔ "

اب کی بار اُس نے کھا جانے والی نظروں سے فراز کو دیکھا جو اُس کی آنکھوں کی سرخی سے قدرے خائف ہوا تھا

" فراز "

عقب سے ابھرتی آواز پر فراز نے پلٹ کر دیکھا اور بیک وقت ہی یحییٰ شاہ نے سامنے کھڑے آدم سلطان کو دیکھا۔

" تم میں آداب نہیں ہے؟ یہ سسرالی ہے ہمارے "

اُس نے بایاں آبرو آچکایا یہ ادا کمال تھی پھر دوسرے جملے پر نظر یحییٰ شاہ کے سرخ ہوتے چہرے پر جمائی ضرور اُس کے دیدار کا اثر تھا۔۔

فراز وہاں سے جا چکا تھا آدم سلطان تین سٹیپ اترتے اُس کی جانب بڑھا ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں تھے

" کہو سسرالیوں؟ "

وہ عین اُس کے مقابل آکر کھڑا ہوا اور بھوری خاموش آنکھیں اُس پر جمائی یحییٰ شاہ بس غصے سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

" اپنی حد میں رہو آدم سلطان "

وہ ایک قدم آگے بڑھتے جبڑے بھینچے بولا

" ہاتھ کیسا ہے چھوٹے میاں؟ "

اُس نے دونوں آبرو اٹھائے اور لبوں پر ایک ترچھی مگر بہت معدوم سی مسکراہٹ کھینچی۔

" کون سی رشتے داریاں نکال رہے ہو تم؟ "

وہ اُس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا آدم نے بھنویں سکیڑی یحییٰ نے اُس انیتس سالہ مرد کو دیکھا اُن دونوں میں واقعی بہت فرق تھا اور سب سے نمایاں فرق قد و قامت کا تھا۔

" کون سی رشتے داریاں بنانا چاہتے ہو تم؟ "

اُس نے بھنویں واپس اٹھالی لہجہ حد سے زیادہ اطمینان لیے ہوئے تھا۔ شان بے نیازی تھی بس

" مبشرہ شاہ سے دور رہو "

وہ مزید ایک قدم اُس کی جانب بڑھتے لفظوں پر دباؤ دیتے بولا اُسے آدم سلطان کا سکون زہر لگا۔

" فلحال تم مجھ سے تھوڑا دور رہو "

اُس نے پاکٹ سے بایاں ہاتھ نکال کر اپنے قریب کھڑے یحییٰ شاہ کے کندھے پر رکھتے اُسے خود سے تھوڑا دور کیا۔

" تھوڑا سوشل ڈیسٹنس رکھو مجھے چپکنے والے لڑکے پسند نہیں میں تمھارے ٹائپ کا نہیں ہوں "

اُس نے ہاتھ اُس کے کندھے سے اٹھاتے انگلیوں کو مسلتے کہا اور آخر میں اُس کی ترچھی مسکراہٹ کچھ حد تک نمایاں ہوئی

یحییٰ شاہ اُسے دیکھتا رہ گیا۔

مجھے گھورنا بند کرو چھوٹے میاں۔۔۔۔! ٹھیک ہے میں ہینڈسم ہوں "

" اس میں کوئی شک نہیں۔۔! لیکن ہم، ہم جنس ہے

وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے تھپتھپاتے ہوئے گویا ہوا وہ واقعی اُسے بچہ سمجھ رہا تھا یحییٰ نے ضبط سے اُسے دیکھا۔۔

" میری ٹائپ گھٹیا نہیں ہے آدم سلطان "

یحییٰ شاہ نے اُس کا ہاتھ غصے سے اپنے کندھے سے جھٹکا آدم سلطان نے سر جھکایا وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

وہ مبشرہ شاہ کے بعد یحییٰ شاہ کے سامنے کھل کر مسکرایا لیکن اُس مسکراہٹ اور اِس مسکراہٹ میں بہت فرق تھا

اب اُس کی لسٹ میں ایک آدمی کا آضافہ ہو گیا تھا کہ جن کے سامنے وہ مسکرا جاتا تھا

اب یہ چوتھی ٹائپ تھی اب آدم سلطان چار ٹائپ کا ہے۔۔۔بے حیا "

" آدم سلطان، بدلحاظ آدم سلطان، جانور آدم سلطان اور گھٹیا آدم سلطان

" دوبارہ مبشرہ شاہ سے دور رہنا ورنہ میں خود میڈیکل پڑھ رہا ہوں "

وہ انگلی اٹھاتے بولا لہجہ وارننگ دیتا تھا آدم سلطان نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا

اب اُس کی بھوری آنکھوں خاموش نہیں تھی اُن میں سرد تاثر تھا۔

یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے کہ تم شاہ حویلی سے فاصلے پر رہو ورنہ "

" ہتھیار ہمارے پاس بھی سلطان حویلی سے زیادہ ہے

وہ بنالحاظ کیے بولا تھا شہادت کی انگلی ویسے ہی اٹھی ہوئی تھی آدم

سلطان اُسے سرد نظروں سے دیکھتا گیا پھر بایاں آبرو اٹھایا۔۔وہ اُسے قتل کی

دھمکی دے رہا تھا شاید۔۔شاید نہیں یقیناً۔۔

" شاہ حویلی میرے قریب آنا چاہتی ہے "

وہ لبوں پر مسکراہٹ کھینچ گیا تھا ایک جتاتی مسکراہٹ جس پر یحییٰ شاہ کے تنے اعصاب بے ساختہ مزید تن گے

یحییٰ شاہ نے دیکھا اُس کی مسکراہٹ خطرناک تھی بے شک اُس نے کوئی دھمکی نہیں دی لیکن لگتا ہے اُس کی مسکراہٹ ازل سے خطرناک رہی ہے تبھی وہ معدوم سا مسکراتا ہے۔

" شاہ حویلی کو روکو! ورنہ میں آدم زاد ہوں خیر "

اُس نے یحییٰ کی اٹھی انگلی کو پکڑا اور بات ادھوری چھوڑی۔

دوبارہ مجھ پر انگلی مت اٹھانا میں ڈاکٹر ہوں اور بندوں کو کاٹنا، جوڑنا میرا " کام ہے لیکن لوگ کہتے ہیں میں زیادہ کاٹنے میں ماہر ہوں

وہ اُس کی انگلی پر دباؤ دیتے انگلی ہلکی سی مڑ وڑ گیا یحییٰ نے دانت دانتوں پر جماتے اُسے ضبط سے دیکھا۔

"باقی یہ ہے کہ تم میڈیکل کے معاملات میں مجھ سے صلاح مشورہ لے سکتے ہو۔۔۔! آخر کو اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں"

اُس نے کہتے ساتھ ہی یحییٰ شاہ کی انگلی بڑی سرعت سے چھوڑ دی یحییٰ نے دانت پیستے اُس کے سکون بھرے چہرے کو دیکھا۔

"ویسے۔۔۔! "اُس نے گہرا سانس بھرا اور یحییٰ کے سرخ چہرے کو دیکھا "تمھاری کزن ہے خوبصورت" وہ مسکراہٹ سے بولا۔۔ نہیں آگ لگاتی مسکراہٹ سے

"یو باسٹرڈ"

یحییٰ نے بے ساختہ اُسکے چہرے پر مکا کسا تھا اُس کا سانس غصے سے پھولنے لگا

آدم سلطان نے ہاتھ واپس پاکٹ میں اڑسا

احتیاط سے۔۔۔! لیکن میرے ٹیسٹ کی نہیں ہے یقین کرو۔۔۔ "

" اپنوں پر یقین کرنا چاہیے

اُس نے پہلے یحییٰ شاہ کے ہوا میں معلق ہاتھ کو دیکھا اور پھر دوسری بات کہی یحییٰ نے سرخ ہوتے چہرے سے اُسے دیکھا۔

" میں تو بس احتیاط کر سکتا ہوں "

اُس نے ہلکے سے کندھے اچکاتے بے نیازی سے کہا یحییٰ نے ہاتھ پہلوں میں گرایا

" احتیاط کرو تو بہتر ہے "

یحییٰ نے اُسے گھورا اُس کا بس نہیں چل رہا کہ وہ آدم سلطان کو اس دنیا سے غائب کر دے

" میں ڈاکٹر ہوں میں ساری احتیاطی تدابیر بہت خوب جانتا ہوں "

اُس کی بھوری آنکھوں میں سرد تاثرات کے ساتھ اعتماد بھی تھا لبوں پر بے شک مسکراہٹ تھی لیکن چہرے پر نامحسوس سے خطرناک تاثرات تھے۔

" مبشرہ سے دور رہنا ہونے والی بیوی ہے میری "

اُس نے بھی ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈال کر جیسے آدم سلطان کو آگ کی نظر کرنا چاہا

" خدا خیر کرے "

وہ سکون سے بولا مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی گہری مسکراہٹ

مبشرہ شاہ کو میں ریجیکٹ کر چکا ہوں تمھاری تسلی کے لیے کارڈ مجھے "

" بھیج سکتے ہو چھوٹے میاں

وہ اب نارمل لہجے میں بولا یحییٰ نے بے زاری سے اُسے دیکھا اور سر جھٹکا

" ضرور "

وہ جانے کو پلٹتے بولا

" احتیاط بہت ضروری ہے۔۔۔! بہت ضروری "

وہ سر کو اثبات میں ہلاتے بولا اور اُس کی پشت کو دیکھا

گھٹیا آدم سلطان۔۔۔! کیا کوئی مجھے کبھی اچھا آدم سلطان کہہ سکتا "

" ہے؟

اُس نے خود سے جیسے پوچھا نظریں ہنوز گیٹ کے قریب جاتے یحییٰ شاہ کی پشت پر جمی تھی

" میں کسی کا کیا بگاڑتا ہوں بھلا؟ "

اُس نے دیکھا یحییٰ شاہ جا چکا تھا اُس کا بایاں آبرو اٹھا

" آدم سلطان تمھارا لہجہ بہت کچھ بگاڑتا ہے "

اُس کے دل نے اُسے سرزنش کیا وہ آنکھیں میچ گیا پھر دوسرے پل ہی کھول گیا

ہاں ہاں چلو لائبریری میں ایک نام کا اضافہ ہو گیا گھٹیا آدم سلطان "

۔۔۔۔ گھٹیا، گھٹیا، گھٹیا ٹھیک ہے ٹھیک ہے یہ قبول ہے گھٹیا آدم سلطان

" ۔۔۔! خدا اب تو خیر کر ہی دے

وہ کسی دھن کی طرح "گھٹیا" لفظ کو گنگنانے لگا پھر اختتام پر آسمان کی طرف دیکھ کر منت کی تھی جیسے۔۔۔۔۔ پھر سر جھکایا اور وہ مسکرایا تھا حیرت کی بات تھی کہ

اُس کی ڈارک، خاموش، سرد بھوری آنکھیں ایک پل کو چمکی تھی جیسے "

" بجلی کا کوندا

اُس کے پاس اپنے نام کے اقسام کی ایک لائبریری زیر تعمیر تھی جس "
میں اُس کا نام اب تک چار اقسام پر مشتمل ہو چکا تھا۔۔۔۔بے حیا آدم سلطان
،بدلحاظ آدم سلطان، جانور آدم سلطان اور گھٹیا آدم سلطان"اب یہ
لائبریری کس حد تک اور کتنی وسیع ہوتی ہے یہ تو اُس کے ہاتھ میں تھا

❀❀❀❀❀❀

" کراچی "

اُس کی نظریں ہاتھ میں پکڑی کتاب پر تھی وہ وقفے وقفے سے سامنے بھی
دیکھ لیتی اُس کے قدم لائبریری کی جانب تھے
اب اُس کے ماتھے پر چند بل نمودار ہوئے پھر اُس نے دوسرے ہاتھ میں
پکڑی بال پین کو دانتوں کے درمیان رکھ کر ہلکا سا دبایا۔۔

" السلام علیکم "

وہ یکدم اُس کے سامنے آیا تھا بیگ کندھے پر ڈالے بائیں ہاتھ میں بلیک کور کا پین انگلیوں کی مدد سے گھوم رہا تھا۔۔

" جی؟ کون؟ "

اچانک اُس کے سامنے آجانے پر وہ ایک پل کو ہڑ بڑا اٹھی تھی اُس کے دائیں ہاتھ سے کتاب گرتے گرتے بچی اُس نے ایک نظر اے جے کو دیکھا وہ اُسے پہچان چکی تھی لیکن پھر بھی انجان بن گئی۔۔

اُس نے وارم براؤن شرٹ اور بلیک پینٹ پہن رکھی تھی اُس کا حلیہ بلکل اُس دن جیسا ہی تھا ہلکے گنگھرالے بال ماتھے پر سیدھے بکھرے تھے اور بائیں آبرو کے آخری حصے پر لگے کٹ کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

لیکن میر اب سلطان نے وہ کٹ آج دوسری بار پھر دیکھ لیا تھا اُس کی نظریں تیز تھی بلکل آدم سلطان جیسی اُسے یہی لگتا تھا۔

" کیا میں تمھیں یاد نہیں سانولی حسینہ ؟ "

وہ تھوڑا حیرت زدہ ہوا تھا اور کچھ حد تک فرینک بھی میر اب سلطان نے دایاں آبرو اٹھایا

" تہذیب رکھے۔۔۔! ہم میں اتنے گہرے مراسم (تعلقات) نہیں ہے کہ آپ مجھے اِس طرح مخاطب کرے۔۔۔! بائی داوے آپ ہے کون ؟ "

وہ ذرا سخت لہجے میں بولی اے جے اُسے دیکھتا ہی رہ گیا اُس کی کالی آنکھوں میں ہلکا غصے کا عنصر تھا

میں یہاں مراسم گھرے ہی کرنے آیا ہوں۔۔۔! کیا آپ نے واقعی "

" ہی مجھے نہیں پہچانا یا آپ اداکاری کر رہی ہے؟

اُس نے تین قدموں کا فاصلہ سمیٹتے دو قدموں پر کیا اور لہجے اور لفظوں کو اچھا طرزِ تخاطب دیا

" بلکل نہیں "

اُس نے بند کتاب کو پھر سے کھولا اور نظریں کتاب پر جماتے اب وہ وہاں سے جانے کو تیار تھی۔

" یہ کیا بد تمیزی ہے؟ "

بہت اچانک ہی اُس نے میر اب سلطان کے ہاتھوں سے کتاب کھینچ لی وہ اب اُسے ڈھیٹ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا

اے جے نے اُس لڑکی کو دیکھا وہ تقریباً بیس سال کی لگ رہی تھی اور اِس وقت اُس کے تیکھے نقوش میں غصہ نمایاں تھا وہ مزید مسکرانے لگا

" اُسے اِس سانولی حسینہ کو ہی دوست بنانا ہے "

" میں اُس دن گر گیا تھا "

وہ دونوں بھنویں اٹھائے اُس کے تیکھے نقوش کو دیکھتا پلٹا اور قدم آگے کو بڑھانے لگا میر اب نے اب کی بار حیرت و غصے کے ملے جلے تاثرات لیے اُس کی پشت کو گھورا وہ اب اُس کی جانب لپکی۔۔۔۔۔

" میری کتاب واپس کرو "

وہ اُس کے برابر آتے بولی اور کتاب اُس کے ہاتھ سے پکڑنی چاہی جسے اُس نے دوسرے ہاتھ میں تھامتے ہاتھ اوپر اٹھا لیا

" کیا تمھیں واقعی یاد نہیں۔۔؟ میں گر گیا تھا "

اُس نے پھر سے اُسے یاد کروانا چاہا اُس کے چہرے پر کچھ حد تک حیرانگی بھی تھی کوئی لڑکی اُس بھول جائے؟ نہیں نہیں اے جے بھولا دینے والی حرکتیں نہیں کرتا

" اکثر گر جاتے ہیں لوگ۔۔۔! میری نظروں سے "

وہ ایڑیاں بار بار اوپر اٹھاتے اُس سے کتاب لینے کی کوشش کر رہی تھی پھر غصے سے سیدھے ہوتے اُس نے اُس سے کتاب لینے کی کوشش ترک کر دی وہ بازو سینے پر باندھے اُسے دیکھتے ٹھہر ٹھہر کر مگر استہزاء انداز میں بولی۔

" لیکن میں نیچے گرا تھا "

اُس نے کتاب والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور اُس کی جانب مکمل گھوم کر بولا جیسے اُس کی غلطی فہمی کو دور کرنا چاہا ہو۔

" ایک ہی بات ہے "

وہ لب بھینچے بولی لیکن چہرے پر استہزاء پن جوں کا توں تھا اُس نے میر اب سلطان کو دیکھا پھر دھیرے سے ہنسا اور سر کو جھٹکا۔۔۔۔۔وہ اُس کی حرکات کو نوٹ کر رہی تھی۔

" یہ ہماری تیسری ملاقات ہیں "

اُس نے کتاب اُس کی جانب بڑھاتے کہا میر اب نے اُسے ایک نظر دیکھا پھر کتاب اُس کے ہاتھ سے ہلکے غصے سے چھپٹنے کے انداز میں لی۔

" دوسری "

اُس نے توصیح کی اور قدم اُس کے سامنے سے ہٹاتے آگے کو بڑھا گئی۔۔۔

اے جے نے دو پل اُس کی پشت کو دیکھا پھر تیز قدم اٹھاتا اُس کی جانب بڑھنے لگا۔۔

" تو تمھیں یاد ہے؟ لیکن یہ تیسری ہی ہے "

میر اب نے آواز پر ہلکی سی گردن گھما کر دیکھا وہ اُس تک آتے اب اُس کے ساتھ چلنے لگا تھا دو ہاتھ کے فاصلے پر۔

" تم پہلی بار گرگے تھے "

اُس نے ہاتھ میں پکڑی بال پین کو کتاب میں رکھتے کتاب بند کی اور گردن موڑتے اُسے دیکھتے کہا۔

تم نے پہلی بار میرا پسندیدہ پین مجھے لٹایا تھا جو مجھ سے کھو گیا تھا"۔ "

اُس نے بائیں ہاتھ کو اوپر کرتے اُسے کالا پین دیکھا یا میر اب سلطان نے کالے پین کے بعد آہل جنید کو دیکھا۔

اُس نے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے یاد نہیں آیا

" ڈونٹ وری تم جلدی میں تھی شاید تم نے میرا شکریہ بھی نہیں لیا تھا "

وہ چلتے چلتے لائبریری کے سامنے پہنچ گے تھے میر اب نے رک کر اُسے دیکھا۔۔

" میں ہر ایرے غیرے کا شکریہ نہیں لیتی "

وہ لائبریری کے اندر جھانکتے بولی پھر اے جے کو دیکھا میر اب سلطان کی کالی آنکھیں چمک رہی تھی وہ اُسے کوئی خوش فہمی نہیں دینا چاہتی تھی۔

" میں دوست ہوں کوئی ایرا غیرا نہیں "

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا اور نہایت مدھم لہجے میں بولا

" میں تمھیں اپنا دوست نہیں مانتی "

اُس نے قدم پیچھے کو لیتے کہا اور اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں آہل جنید کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔

" مان لو گی تو کیا ہو گا "

وہ ایک قدم اُس کی جانب پھر سے بڑھ گیا اُس کا لہجہ اب بھی مدھم تھا میر اب نے اب کی بار ناک بھنویں چڑھائے اُسے گھورنے کے انداز میں دیکھا۔

" تمھاری دوستی سے میری عقل میں کمی آسکتی ہے "

وہ اترا کر بولی بلکل نخوت بھرا انداز تھا اُس نے قدم پیچھے کو نہیں لیا تھا اہل جنید نے اُس کی چمکتی کالی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

" جھوٹ۔۔۔! خالی چیزوں میں کمی آتی بھلا؟ "

اُس نے خود ہی ایک قدم پیچھے لیتے کہا اُس کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی میر اب سلطان نے ایک پل میں بات سمجھی اور دوسرے پل وہ اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی وہ اُس کے گھورنے پر بھی ڈھٹائی سے ہنس رہا تھا

" اب ایسے دیکھو گی تو یہ بچہ ڈر جائے گا نا "

اُس نے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتے کہا اور چہرے پر مصنوعی ڈر کے تاثرات کھینچے۔

" !تم۔۔ "

وہ بلند آواز میں بولتے بولتے رک گئی اُس نے آس پاس دیکھا وہ اس وقت لائبریری کے باہر کھڑے تھے اُس نے دانتوں پر دانت جمائے۔۔

" ہینڈسم اے جے "

وہ تیزی سے اُس کی بات درمیان میں اچک گیا میراب نے اُس کی بات پر تحمل سے اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ پھر اُس کی سنہری آنکھوں کے بعد اُس کے چہرے پر نظریں جمائیں۔۔

" شیشہ نہیں دیکھتے تم "

میراب نے آبرو اٹھایا اور اُسے دیکھا آہل جنید کی مسکراہٹ کچھ پھیکی پڑی تھی بس دو پل کے لیے۔

"روز دیکھتا ہوں منہ سے ماشاءاللہ ہی نکلتا ہے "

وہ پھر سے اپنی مسکراہٹ بحال کرتے بولا اور سانولی حسینہ کی ترچھی مسکراہٹ کو ملاحظہ کیا۔

" تھک جاتے ہو گے نا پھر یقیناً "

وہ سر کو اثبات میں ہلاتے پر سوچ انداز میں بولی آخر میں لہجے میں فکر تھی۔۔

" کیوں؟ "

اُس نے بھنویں سکیڑتے پوچھا اے جے نے دیکھا اُس کی ترچھی مسکراہٹ بلا کی گہری ہوئی تھی اور اُس کی آنکھیں بھی مزید چمکی تھی۔۔۔

" روز خود کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہوئے "

وہ افسوس سے بولی۔۔۔ مصنوعی افسوس سے پھر آخر میں اُس نے دایاں آئی برو اٹھاتے گویا بڑے غم سے اے جے کو دیکھا پھر اگلے ہی لمحے اُس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی

بس یہ نہلے پہ دہلا تھا اے جے کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی بے ساختہ ہی۔۔۔

جبکہ سلطانہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوتی جارہی تھی

اُس نے پھر سے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا اور پھر سر کو جھٹکا۔۔اب وہ سنہری آنکھیں اٹھائے میر اب سلطان کو دیکھ رہا تھا جو ویسے ہی مسکرا رہی تھی وہ سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتے ہنسنے لگا تھا

اُس کی لمبی لسٹ میں وہ پہلی لڑکی ہے جو اُس سے امپریس نہیں ہوئی

" یونیورسٹی کی آدھی لڑکیاں مرتی ہیں میرے پیچھے "

اُس نے نظریں میر اب سے دو پل کو ہٹائی اور پھر سے تیسرے پل اُس پر نظریں جما کر شوخ لہجے میں کہا۔۔

پھر میں تمھیں ایک اچھے پرفیوم کی صلاح دوں گی مری ہوئی لڑکیوں " کی بے وجہ موت پر افسوس کا اظہار اور باقی آدھی لڑکیوں کو مبارکباد

وہ بولتے بولتے اُس سے پانچ سے سات قدموں کے فاصلے پر چلی گئی اے جے نے بے ساختہ اپنا بازو اٹھاتے گہرا سانس بھرتے شرٹ کو سمیل کیا ۔۔۔۔اُس کا پرفیوم تو اچھا ہے پھر وہ دور۔۔۔۔؟

وہ بے ساختہ آنکھیں میچ گیا ''ہاہاہاہاہاہا'' اُسے اپنی جانب آتا میراب سلطان کا قہقہہ سنائی دیا تھا ''شٹ'' وہ ہلکی شرمندگی سے بڑبڑایا۔۔

اُس لڑکی نے اُسے اچھا خاصا کچھ پل کے لیے مفلوج کر دیا تھا اُس نے سر اٹھا کر اب اپنے پاس کھڑی میراب سلطان کو دیکھا وہ ابھی بھی ہلکے سے ہنس رہی تھی۔۔۔

'' بس کرو تم ''

وہ بلند آواز میں بولا وہ خائف ہو گیا تھا میراب نے لب بھینچے لیکن دبی دبی مسکراہٹ ابھی بھی لبوں پر موجود تھی

" کیا مسلہ کیا ہے وہاں کھڑے لوگوں کو؟ "

لائبریری کے اندر سے آتی سخت آواز پر اُن دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

" نظر نہیں آتا کس جگہ پر کھڑے قہقہے لگا رہے ہو؟ "

انہیں آواز اپنی جانب آتی محسوس ہونے لگی وہ شاید لائبریرین کی آواز تھی

۔

اے جے تھوڑا آگے بڑھا تھا اُس نے لائبریری میں جھانکا وہ درست تھا لائبریرین اُنہی کی طرف آرہی تھی آنکھوں پر موٹے گلاس کے چشمے چڑھائے اُس کے ہاتھ میں بھی موٹی کتاب تھی

اے جے نے تھوک نگلا اور قدم پیچھے کو لیے اگر وہ اُس کے ہاتھ لگ جاتا تو؟؟

"لاحول" وہ بڑبڑایا تھا

بھاگو کہ چار لوگوں کے سامنے عزت کرواؤ گی میری۔۔۔یہ کہاں "
گئی؟ "

وہ تھوک نگلتے ہلکی گھبراہٹ سے بولتے بولتے پلٹا لیکن اُس کا منہ حیرت سے آدھا کھل گیا جب وہاں خالی جگہ کو دیکھا اُس نے ہڑبڑا کر اِدھر اُدھر دیکھا پھر سامنے وہ اُسے اپنے سامنے بھاگتی نظر آئی۔۔

یہ ساری لڑکیاں تیز طرار ہیں یا خدا نے سپیشل تحفے میرے لیے ہی "
تیار کیے ہیں "

وہ بڑبڑایا تھا پھر بغیر پیچھے دیکھتے سرپٹ بھاگا اُس نے رفتار تیز کی وہ اب میر اب سلطان کے برابر میں بھاگ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں بھاگتے لائبریری سے دور جا رہے تھے وہ لوگوں سے ٹکراتے بلند آواز میں سوری، سوری کرتے بھاگ رہے تھے پھر کچھ لمحوں بعد اُن کے قہقہے فضا میں بلند ہونے لگے۔۔

❁❁❁❁❁❁❁

" جی؟ "

اُس نے گلاسس کو ٹھیک کرتے سامنے بیٹھی عورت اور ایک نوعمر نوجوان کو مخاطب کیا

" جی کیا مسلہ ہے آپ کو خاتون؟ "

اُس نے ٹیبل پر تھوڑا آگے دونوں ہاتھ کو باہم ملاتے رکھا اور خاصے نرم اور پروفیشنل انداز میں عورت کو مخاطب کیا۔

" ڈاکٹر کیا ہم آپ کے پاس پہلے آئے ہیں؟ "

عورت کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھے ٹین ایج لڑکے نے اُسے تعجب سے دیکھتے سوال کیا۔

" یہ آپ کے علم میں ہوگا۔۔۔کیوں؟ "

اُس نے نظریں خاتون سے ہٹاتے اُس لڑکے پر مرکوز کرتے جواب کے ساتھ سوال کیا اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" نہیں۔۔۔! پھر آپ کو کیسے پتہ پیشنٹ یہ میں نے تو نہیں بتایا "

اُس نے یک لفظی جواب کے بعد تفصیلاً سوال کیا اُس کی آنکھوں میں اشتیاق تھا آدم سلطان کو پل نا لگا سمجھنے میں کہ وہ لڑکا کافی باتونی ہے وہ دھیرے سے مسکرایا اُس نے عورت کو دیکھا۔

" مسلہ کیا ہے؟ "

اُس نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے ہی پوچھا اپنے سوال کے نظر انداز ہونے پر لڑکا خاموش ہوا پھر آدم سلطان کو دیکھنے لگا۔

" ڈاکٹر میری مادر کے دل کے نزدیک درد ہے پچھلے تین چار دنوں سے "
"اُس لڑکے نے لبوں پر زبان پھیرتے کہا اُس کی آنکھوں میں بات کرتے وقت ہلکا سا خوف لپکا تھا آدم سلطان نے وہ خوف محسوس کیا تھا۔

" آپ پلیز یہاں سے اٹھے اور وہاں لیٹ جائے "
اُس نے عورت کو دیکھتے نرمی سے کہا اُس لڑکے نے اپنی ماں کو سر ہلا کر اشارہ کیا تھا جو ہلکا سا مسکرا کر شاید اپنے بیٹے کا خوف دور کر رہی تھی لیکن اُس لڑکے کے چہرے پر خوف اب بھی تھا۔

وہ عورت آدم سلطان کی بتائی ہوئی جگہ پر لیٹ گئی وہ آگے بڑھا تھا

" کہاں درد ہے؟ "

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا

" یہاں۔۔۔! یہی ہے بس زیادہ نہیں ہے یہ ایویں ڈر رہا ہے "

انہوں نے ہاتھ کے ذریعے بتایا تھا وہ جیسے خود کو تسلی دے رہی تھی آدم نے اثبات میں سر ہلایا۔

" لگاتار ہوتا ہے یا کبھی کبھار۔۔؟ سانس لیتے ہوئے ہوتا ہے درد؟ "

اُس نے سٹیتھوسکوپ کی مدد سے چیک کرتے کہا ساتھ وہ اُن کی گھبراہٹ کم کرنے کے لیے سوال بھی پوچھ رہا تھا۔۔۔

" پہلے نہیں تھا کچھ دنوں سے ہے اور سانس اچھے سے آتا ہے "

وہ عورت کی آخری بات پر زیر لب مسکرایا تھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔

" آپ یہاں لیٹی رہے۔۔۔ "

اُس نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے کہا اور وہاں سے ہٹتے واپس اپنی چیئر پر آکر بیٹھا تھا وہ ٹین ایج لڑکا اُسے ہی فکر مندی سے دیکھ رہا تھا آدم نے اُسے نہیں دیکھا اُس نے فون اٹھاتے بٹن پش کیے۔

" نرس رخسانہ کو اندر بھیجے "

اُس نے آہستگی سے جملہ مکمل کیا اور فون رکھ دیا پھر بازو سینے پر باندھتے لڑکے کو دیکھا۔

ڈاکٹر میری مادر۔۔۔؟" اُس لڑکے نے مدھم آواز میں پوچھا "

صبر رکھو" آدم سلطان نے اُسے دیکھتے نارمل انداز میں کہا۔ "

" آپ نے بتایا نہیں ڈاکٹر اُس سوال کا جواب؟ "

وہ لڑکا اُسی ہر اٹکا تھا آدم سلطان زیر لب مسکرایا البتہ اُس کی بھوری آنکھیں خاموش تھی

" تجربہ معنی رکھتا ہے "

اُس نے بایاں آئی برو اٹھایا اور کہا لڑکے نے پُر سوچ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

" ڈاکٹر "

نرس رخسانہ نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا اور جھانک کر سامنے دیکھا اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔

" اِن پیشنٹ کی ای سی جی کرے اور پھر مجھے دیکھائے ویسے مسلہ دل کا نہیں لگ رہا نہیں مسکلز سپز زمز ہے شاید"۔

اُس نے نرس رخسانہ کو سنجیدگی سے دیکھتے ایک طرف اشارہ کیا اُس نے اثبات میں سر ہلایا اور پیشنٹ کی جانب بڑھی۔

" میرے ساتھ آیئے "

نرس رخسانہ نے پیشنٹ کو اپنے ساتھ لیا اور آدم سلطان کے کیبن سے نکل گئی۔

" رکو وہ آجائے گی "

لڑکے کو اٹھتے دیکھ اُس نے اُسے ٹوکا وہ واپس سیدھا ہو کر بیٹھا۔

" کیا لگتا ہے میری مادر کو کیا ہے؟ "

اُس لڑکے نے نہایت فکر مندی سے پوچھا

جب ہم نابالغ ہوتے ہیں ہمارے لیے سب سے زیادہ ضروری ماں باپ "
ہوتے ہیں یہ دولت، شہرت، عزت وو قار یہ سب تو بالغ ہونے کے بعد کی
باتیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ہم فانی چیزوں کو بساتے بساتے پہلے رشتوں کو
" چھوڑتے ہیں اور پھر اپنے کے ضمیر کو

مسکلز سپز زمز یعنی پٹھوں کا کھنچاؤ۔۔۔۔! سردی کی وجہ ہو گا اور کمزور "
" بھی ہے وہ
آدم نے کلائی پر بندھی ریسٹ واچ کو دیکھتے آسان لفظوں میں کہا اُس نے
سر اٹھا کر دیکھا لڑکے کی آنکھوں میں ڈر ختم ہو رہا تھا اور چہرے پر اب ویسی
پریشانی نہیں تھی
دنیا کی سب سے بڑی نعمت والدین ہوتے ہیں جب وہ نظر آئے تو مسکرایا "
" کرے یہ صدقہ ہے

ٹھیک دس منٹ بعد وہ عورت ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑے اندر آئی تھی آدم نے اُسے دیکھا اور کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

" یہ دی ہے نرس نے کہ آپ کو دیکھاؤ کیا ہے اِس میں ڈاکٹر بیٹے؟ "

وہ کرسی پر بیٹھتے ای سی جی رپورٹ اُس کی جانب بڑھاتے بولی آدم سلطان اُن کے آخری لفظوں پر زیر لب مسکرایا اور رپورٹ تھام لی۔

گلاسس درست کرتے اُسے غور سے دیکھا

وہ ٹین ایج لڑکا آدم سلطان کے چہرے کو ہی دیکھتا جا رہا تھا۔

" الحمدللہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہیں چھوٹے میاں "

اُس نے مسکرا کر عورت کے بعد لڑکے کو دیکھا جو مسکرایا اُس کا چہرہ کھل گیا

۔

" کچھ احتیاط اور میڈیسن لکھ دیتا ہوں آپ وہ فالو کرے "

اُس نے پیپر پر لفظ گھسیٹے اُس کی نظریں سنجیدگی سے پیپر پر جمی تھی۔

اُس نے سر اٹھاتے وہ پیپر لڑکے کی جانب بڑھایا لڑکے نے مسکرا کر اُسے تھام لیا۔

" !شکریہ۔۔ "

وہ دونوں ماں بیٹا اٹھ گے اور پلٹ گے آدم نے ایک فائل اٹھائی۔

" !ڈاکٹر۔۔۔ , "

لڑکے کی آواز پر وہ چونکا اور سر اٹھا کر دیکھا وہ دروازے کو پکڑے دہلیز کے درمیان میں کھڑا تھا۔

" آپ گلاسس میں ہینڈسم لگتے ہیں "

اُس نے جلدی سے کہا اور دوسرے ہی پل وہاں سے غائب تھا آدم کو کچھ پل سمجھ نہیں آیا پھر اُس نے کسی کے قہقہے پر سر جھٹکا۔

" میں نے بھی تو کہا تھا ڈاکٹر آدم "

نرس رخسانہ اُس کے کیبن میں داخل ہوتے بولی اُس نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُنہیں دیکھا

" آپ کو شرمندگی نہیں ہوتی نرس رخسانہ؟ "

اُس نے فائل بند کر دی اور نرس رخسانہ کو دیکھا وہ اُس سے عمر میں چند سال بڑی تھی۔

تم مجھے میرے نام سے مت پکارا کرو جب کہتی تھی تب پکارا نہیں" "
نرس رخسانہ نے خفگی جتائی اُس نے گلاسس اتارتے میز پر رکھی۔

اب میری شادی ہو گئی ہے تو نرس رخسانہ، نرس رخسانہ کرتے رہتے "
" ہیں

وہ جل کر بولی تھی آدم سلطان نے سر کو جھکا لیا وہ مسکرا رہا تھا۔۔

آپ کے شوہر کو میں آگاہ کرتا ہوں ذرا احتیاط برتے معاملات بہت "
" پیچیدہ ہو رہے ہیں

اُس نے سر اٹھا کر اُنہیں ڈرانا چاہا۔

" کر دو میں کہہ دوں گی یہ میرا بھائی ہے "

وہ اب قدرے لطف اندوز ہوتے بولی تو آدم نے بایاں آبرو اٹھایا اُس نے اُن
کی بات پر بامشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا تھا

" آپ بہت تیز ہے نرس رخسانہ "

وہ اٹھتے ہوئے بولا

تیز تو تم ہو میسنے کہی کے تم تو اپنی بیوی کو نام سے پکارو گے نا بس اب مجھے "

" کیوں پکار رہے ہو

وہ خفیف سا طنز کرتے بولی اور اُسے کچھ یاد دلایا۔

ہاں۔۔۔! لیکن کسی اور کی بیگم کو بھی بلا سکتا ہوں اِس میں کوئی "

" قباحت نہیں اب اُن کی بلا میرے گلے تھوڑی پڑے گی نرس رخسانہ

اُس نے سٹیتھو سکوپ گلے سے نکال کر میز پر رکھا اور "ہاں" کو پر سوچ

انداز میں کھینچتے باقی کا جملہ لب دبائے مکمل کیا

" تم۔۔۔! تم نہایت ہی میسنے لڑکے ہو بلکل مرد ہو۔۔۔ میسنا مرد "

اِس کے سکون بھرے جواب پر وہ تپ گئی تھی اُس نے دانت کچکاتے کہا

آپ اتنے تعریفی لفظ کہہ رہی ہے تو مان لیتا ہوں ورنہ مجھے اِس لفظ کا "

" مطلب تک نہیں پتہ لیکن آپ کہہ رہی ہے نا اس لیے نرس رخسانہ

وہ مسکرایا اور اپنی ذاتی چیزیں اٹھائی اور اب وہ کیبن سے باہر جا رہا تھا۔

" میں نے کہا نا میرا نام مت لو "

وہ اُس کی پشت کو دیکھ ذرا بلند آواز میں بولی اور تھوڑے غصے سے بھی

میں معذرت چاہتا "کسی کی گھر والی رخسانہ" جیسا آپ کو مناسب لگے "

"

" ہمم اب ہوئی ن۔۔۔! ڈاکٹر آدم "

وہ اترا کر بول رہی تھی پھر انہوں نے اُس کے لفظوں "کسی کی گھر والی

رخسانہ" پر غور کیا اور وہ چونکی تھی اور پھر غصے سے آدم سلطان کو پکارا

نرس رخسانہ نے پیر پٹخے اور اُس کے کیبن سے نکل گئی

" میسنا مرد؟ اب یہ میسنا کیا ہوتا ہے؟ "

وہ پارکنگ میں اپنی جیپ کی جانب بڑھ رہا تھا اُس کے دائیں ہاتھ میں موبائل تھا جس کے کی بورڈ پر اُس کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا چل رہا تھا اُس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ جیپ تک پہنچ چکا تھا وہ جیپ میں بیٹھا۔۔۔

میسنا مطلب فریبی۔۔۔! کیا۔۔۔؟ فریبی آدم سلطان۔۔؟ میسنا آدم سلطان۔۔۔؟؟ ہمممم سہی ہے سہی ہے۔۔۔" وہ گوگل پر نظر آتے لفظوں کو دیکھتے سر کو اثبات میں ہلاتے بولا ساتھ لبوں پر زبان پھیری وہ عاجز آیا تھا جیسے۔۔

" کیا زندگی میں کوئی مجھے اچھا آدم سلطان نہیں کہے گا؟ "

اُس نے یکدم ہی سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے تھوڑے بلند لہجے میں کہا پاس سے گزرتا ایک جونیئر ڈاکٹر یکدم اچھلا تھا اُس نے خوف سے آدم کو دیکھا آدم

سلطان نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا جیسے مردے کی آنکھیں کھلی ہو اور ساکت ہو بلکل ویسے۔۔

" سر م۔ میں بس جا رہا ہوں "

وہ جونیئر ڈاکٹر اُس کے خطرناک تاثرات دیکھ ہکلایا تھا پھر تیزی سے وہاں سے قدم آگے کو بڑھا گیا اپنی گاڑی کی طرف۔

" سر پاگل ہوں گے ہیں "

اُس جونیئر ڈاکٹر کی گوہر افشانی اور پھر گاڑی کا دروازہ بند ہونے کی آواز آدم نے بخوبی سنی تھی

جب وہ گاڑی لیے پاس سے گزرا تو آدم سلطان نے باقاعدہ اُسے پوری آنکھیں کھول کر گھور کر دیکھا تو وہ ڈاکٹر کھڑکی سے اُسے دیکھتا جلدی سے سامنے دیکھنے لگا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔۔

" پاگل آدم سلطان۔۔۔! ناٹ فئیر "

اُس نے جیپ سٹارٹ کی تھی وہ ہاسپٹل سے نکل گیا اب وہ گنگنا رہا تھا۔

پاگل آدم سلطان، مینا آدم سلطان، پاگل اور مینا، مینا مطلب فریبی "

" ہائے اللہ۔۔۔ مینا آدم سلطان۔۔۔؟ خدا خیر کرے

وہ سٹیرنگ پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پوروں کو مسلتے ذرا کی ذرا

آسمان کی طرف دیکھتے بولا اُس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔۔

اب وہ چھے اقسام رکھتا ہے اور ساری کی ساری اقسام بری ہے وہ سہی کہتا ہے

کیا اُس میں کوئی اچھی اقسام نہیں پائی جاتی۔۔؟

اُس نے جیپ سلطان حویلی کے سامنے روکی چیپ سے اترا اور مظبوط قدم اندر کی جانب لیے فراز اُس کی طرف آرہا تھا اُس نے چیپ کی چابی فراز کی جانب اچھالی جسے فراز ڈراپ کر چکا تھا۔۔۔۔

آدم سلطان نے ایک پل کو افسوس سے نفی میں سر ہلاتے اُسے دیکھا اور پھر آگے کو قدم بڑھا دیے۔

" سر آپ کی پھینکی چیز آسانی سے کھینچ ہی نہیں ہوتی "

فراز نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی اُس نے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ جوڑتے اوپر کو اٹھائے انہیں ہلایا گویا "گیٹ لاسٹ" بولا گیا ہو فراز کندھے آچکاتا جا چکا تھا۔

اُس نے کلائی پر بندھی ریسٹ واچ پر وقت دیکھا شام کے ساڑھے چھ ہو رہے تھے سردیوں کی شام بھی اچھی خاصی رات تھی ٹھنڈی رات۔۔۔۔

جنوری کی سرد شامیں دلفریب احساسات پیدا کرتی ہے لیکن شاید ہر کسی کے لیے ٹھنڈی شامیں ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔۔!

" سلطان "

اچانک بہت اچانک ہی کوئی آکر اُس سے لپٹ گیا تھا وہ بے دھیانی میں چلا آ رہا تھا اور اب توازن برقرار نہ رکھتے بے ساختہ ہی اُس کے قدم پیچھے کو اٹھنے لگے پھر سنبھل کر وہ ایک جگہ رکا

" سلطان میں آگئی "

اُس نے سر نیچے کرتے دیکھا صنفِ نازک کا وجود تھا اُس کے ماتھے پر بل پڑے پھر آواز سنتے وہ بل یوں غائب ہوئے جیسے تھے ہی نہیں۔۔۔

دعا جہانزیب سلطان" وہ ہلکے سے بڑبڑایا تھا اُس نے چہرے پر "

حیرت سموئے ہی اُسے کے بازوؤں کے ہار کو اپنی گردن سے احتیاط سے الگ کیا۔۔۔

" سلطان کیسے ہو تم؟ "

وہ اُس سے الگ ہوتے چہک کر بولی تھی آدم سلطان نے نظریں اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا ایک سائیڈ پر اپنے کمرے کے باہر شیز اسلطان کھڑی تھی لب بھینچے ہوئے اُس کی آنکھوں میں نفرت نہیں تھی وہاں عجیب سے تاثر تھے آدم سلطان نے نظریں پھیرتے سامنے دیکھا وہاں میر اب سلطان تھی اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری

وہاں موجود شیز اسلطان اور میر اب سلطان کے چہرے سپاٹ تھے اور آدم سلطان حیرت میں تھا اور دعا سلطان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا

❁❁❁❁❁❁❁❁

" تم کیسے ہو سلطان؟ "

وہ اُس کا بازو تھام کر بولی دعا جہانزیب کے چہرے پر نرم تاثرات تھے اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ معصوم، نرم اور کھلی مسکراہٹ۔۔

" آپ کب آئیں دعا جہانزیب سلطان؟ "

اُس نے نظریں میراب سلطان سے ہٹالیں وہ اب پوری طرح دعا جہانزیب کی طرف متوجہ تھا جس نے اُس کا بازو تھاما ہوا تھا اور مسکرا رہی تھی

" یہ دوپہر۔۔! ہاں۔۔ ہے ناں میراب دوپہر کا وقت ہی تھا ناں؟ "

شیز اسلطان دو قدم آگے کو تیزی سے اٹھاتے ہڑبڑا کر بولی اور سر اٹھا کر سیکنڈ فلور پر کھڑی میراب سلطان کو دیکھتے اُس کی تائید چاہی۔

" دوپہر کو ایک بج کر چھتیس منٹ پر "

میر اب سلطان نے نظریں آدم سلطان سے نہیں ہٹائیں وہ سپاٹ تاثرات لیے ہوئے بولی دعا جہانزیب نے آدم سلطان کا بازو پکڑے ہی گردن موڑ کر میر اب سلطان کو دیکھا۔

" میرو آپی آپ کو اچھا نہیں لگا میرا آنا؟ "

اُس کی گرفت آدم سلطان کے بازو پر ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

آپ خوش نہیں لگ رہیں جب سے میں آئی ہوں" پھر اُس نے آدم "

سلطان کا بازو بلآخر چھوڑ ہی دیا وہ اب پوری طرح پلٹ کر سیکنڈ فلور پر کھڑی میر اب سلطان کو دیکھ رہی تھی جس نے چونک کر دعا جہانزیب کو دیکھا تھا

۔۔

نہیں۔۔!" وہ ٹھہری اور لبوں پر زبان پھیری "آپ اکیلی آئی ہو "
ناں اِس لیے۔۔۔۔یہ اچھی بات نہیں ہے دیکھو آپ نے سب کو ڈرا دیا اور
" پریشان بھی کر دیا دوپہر سے شیزا اور میں کتنا پریشان ہیں

میر اب زینے اترتے بولی اب اُس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی دعا
جہانزیب کی بڑی بڑی سنہری آنکھیں چمکیں وہ مسکرائی اور پھر ہونٹوں کو
گول کرتے "سوری" کہا تھا۔

" !آدم آگیا۔۔۔؟آدم دیکھو یہ۔۔۔ "
جی چچی جان مجھے پتہ چل گیا دعا اکیلی آئی ہے۔۔۔! چچا زمینوں پر ہیں "
" انہیں گھر بلوالیں
اُس نے شاکرہ بیگم کی بات کاٹتے اُنہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی
تھی اُن کے ماتھے پر گھبراہٹ سے پسینے کے قطرے چمک رہے تھے

" ہاں ٹھیک ہے اور میں کھانا لگواتی ہوں فریش ہو کر آجاؤ تم "

وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے سر کو اثبات میں ہلاتے بولی تھیں انہوں نے دعا جہانزیب کے ایک طرفہ چہرے کو دیکھا پھر گہرا بے آواز سانس کھینچتے وہ کچن کی طرف چلی گئیں۔

" سلطان تم بھی خوش نہیں ہو؟ "

دعا جہانزیب کے لہجے میں اداسی گھلنے لگی وہ آدم سلطان کی جانب پلٹ کر بولی اور پہلوں میں گرے اُس کے ہاتھوں کو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما آدم سلطان کی انگلیوں کی پوروں نے ہلکی سی حرکت کی تھی۔۔۔۔۔۔

" تم اکیلی کیوں آئی ہو دعا یہ بری بات ہے "

اُس نے اپنا ہاتھ دعا جہانزیب کے ہاتھ سے نہیں کھینچا وہ بس اُسے تھوڑی سختی سے دیکھتے بولا تھا

"مجھے یاد آرہی تھی سب کی سلطان کتنے دن ہو گے آپ کے ہاتھ کی چائے"

"پیے۔۔۔۔آئے بیٹھیں ناں اِدھر

وہ اُس کے ہاتھ کو دائیں سے بائیں جھلاتے بڑے میٹھے لہجے میں بولی آدم سلطان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے دیکھا۔

"آدم فریش ہو جائے پہلے دعا" میرا ب ڈائننگ کی جانب بڑھتے بولی

اُس نے پلٹ کر اُن دونوں کو نہیں دیکھا تھا۔

"نہیں پہلے سلطان میرے ساتھ بات کرے گا" اُس نے نفی میں سر ہلاتے ناک سکیڑ کر کہا

" لیکن آدم تھک گیا ہے "

شیز اسلطان نے بھی اُسے ٹوکا تھا دعا نے گردن موڑ کر اُسے گھورنے کے انداز میں دیکھا۔۔

" آپ کو اپنے بڑے بھائی کی کتنی فکر ہے شیز آپی "

وہ مصنوعی مسکرائی تھی ایسا کرنے سے اُس کی آنکھیں چھوٹی ہوتے آدھی بند ہو گئیں اور رخسار پھول گئے۔۔۔

دعا۔۔۔!" اُس کی بات پر شیز انے دانت پیس کر اُسے کچھ کہنا چاہا جبکہ " کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی میر اب سلطان کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی البتہ آدم بظاہر مسکرایا نہیں تھا لیکن اُس نے سر جھکا لیا تھا جس کا صاف مطلب تھا ایک زیر لب مسکان۔۔۔۔

" شیزا اِدھر آجاؤ یار "

میر اب کی آواز پر وہ رک گئی اُس نے جلتی نظر دعا جہانزیب پر ڈالی اور وہاں سے واک آؤٹ ہو گئی دعا جہانزیب نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔

" اِس لہجے میں دوبارہ کسی سے بات مت کرنا دعا "

آدم کی سنجیدہ اواز پر اُس نے شیزا کی پشت سے نظریں ہٹاتے آدم سلطان کو دیکھا دونوں ہاتھوں سے آدم کے ہاتھ کی انگلیاں اب بھی تھامی ہوئی تھیں

۔۔

" ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو سلطان خادمہ مان لیتی ہے "

وہ ڈرامائی انداز میں گویا ہوئی تھی پھر اُس کا ہاتھ تھامے ہی صوفے کی جانب چل پڑی آدم سلطان اُس کے عقب میں قدم اٹھانے لگا۔

" اب بتاؤ تم نے کوئی فون کیوں نہیں کیا مجھے ؟ "

وہ منہ پھلا کر بولی پھر جھٹ سے اُس کے ہاتھ کو بھی چھوڑ دیا یہ ناراضگی تھی۔

" کتنی بار کہا ہے تم سے مجھے "آپ" کہا کرو "

وہ ترچھے انداز میں صوفے پر بیٹھتے بولا دعا جہانزیب نے رخ دوسری طرف کر لیا۔

" تم بھی تو "تم" کہتے ہو "

وہ گردن موڑ کر اُسے دیکھتے بولی ساتھ ہی سینے پر بازو باندھے اور کہتے ساتھ اگلے ہی پل چہرہ دوسری سمت موڑ لیا

" میں بڑا ہوں تم سے "

وہ گہرا سانس کھینچتے بولا

" میں بھی بڑی ہی ہوں "

وہ واپس گردن موڑ کر اُسے دیکھتے دو بدو بولی۔۔۔۔۔۔ پھر دوسرے لمحے اُس نے رخ پوری طرح اُس کی جانب ہی موڑ لیا اُس کی سنہری بڑی بڑی آنکھوں میں خفگی ابھی بھی قائم تھی

وہ اب اُسے گھور رہا تھا دعا جہانزیب نے بھی جواباً اُسے گھورا۔۔۔۔۔۔

" میری ہائیٹ پانچ فٹ تین انچ ہے "

وہ زیادہ دیر اُسے گھور نہیں پائی تھی پھر اُس کی نظروں سے خائف ہوتی گردن اکڑا کر بولی

" اور اِس آئفل ٹاور کی عمر کتنی ہے؟ "

اُس نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا تھا دعا جہانزیب نے بے ساختہ آدم سلطان کو دیکھا پھر نیچے سے اوپر تک خود کو دیکھا اور پھر غصے سے آدم سلطان کو گھورا

پورے۔۔۔!" وہ کہتے کہتے رکی لبوں پر زبان پھیری "

" ہاں پورے۔۔! پورے سترہ سال کی ہونے والی ہوں "

وہ واپس گردن موڑ کر اُسے دیکھتے ٹھہر ٹھہر کر بولی پھر گردن اکڑائی آدم

" نے بایاں ابرو اٹھا کر اُسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو" واہ اتنی لمبی عمر

۔

" آپ خوش نہیں ہیں میرے آنے سے "

وہ صوفے سے کھڑے ہوتے بولی تھی اداس چہرہ لیے۔

" دعا یہاں بہت خطرہ ہے تمھیں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا "

آدم نے اُس کا ہاتھ پکڑے اُسے واپس صوفے پر بٹھایا تھا وہ اب قدرے شرمندگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

سوری" وہ مدھم آواز میں شرمندگی چہرے پر سجائے منمنائی "

آپ نے مجھے ہاسٹل بھیج دیا تھا آپ بہت ظالم ہیں سلطان ایسے سلطان "

" زیادہ دیر تک نہیں ٹکتے جو اپنی رعایا پر ظلم کریں

اور اب دوسرے ہی لمحے اُس کے چہرے سے شرمندگی غائب تھی وہ خفگی سے بولی نظریں آدم سلطان پر گاڑھ کر

" تم بات مت بدلو دعا دوبارہ ایسا مت کرنا ورنہ "

وہ کہتے کہتے رک گیا اُس لڑکی کا چہرہ حد سے زیادہ معصوم بن چکا تھا آدم سلطان نے سر جھکا لیا دعا جہانزیب کو ڈانٹا بہت مشکل کام تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے اب سلطان اتنی التجا کر رہے ہو تو "

وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولی اور اُس کے سر کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی ساتھ شان بے نیازی سے کندھے بھی اچکائے

آدم نے سر اٹھاتے اُس نے مصنوعی احسان مند نظروں سے دیکھا۔

" لیکن میں ناراض اب بھی ہوں "

وہ صوفے سے اٹھ گئی آدم سلطان بھی اٹھ گیا

تم میڈیسن لیتی رہی ہو؟ "

آدم نے اُسے بغور دیکھتے پوچھا وہ اُس کے چہرے کے زاویوں اور باقی حرکات کو نوٹ کر رہا تھا۔

" مجھے کیا ہوا ہے؟ "

وہ کندھے آچکا کر بولی۔

دعائے۔۔ کھانا کھالو پھر میڈیسن کھانا تمھارے سر میں درد رہتا ہے ناں "

" اکثر۔۔ ٹھیک ہو جائے گا وہ اِس سے

آدم نے اُسے نرم لہجے میں کہا تو وہ منہ بناتے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔

پیپر ہونے والے ہے تمھارے پھر سکول جانا ہے تم نے اللہ کے واسطے "

" میری ناک مت کٹوانا دعائے

وہ اُس کے آگے ہاتھ جوڑتے بولا دعا جہانزیب نے مسکراہٹ دبائی تھی آدم سلطان اُسے بے بسی سے گھور رہا تھا

میر اب سلطان کے بعد وہ دعا جہانزیب سلطان ہی تھی جس کا اُس نے ہر دم بچوں کی طرح خیال رکھا تھا

اُس کے والدین کی وفات کے بعد آدم نے بلکل ویسے اُس کی دیکھ بھال کی تھی جیسے اپنے ماں باپ کی موت کے بعد میر اب سلطان کی کی تھی۔۔۔

" ٹھیک ہے بچہ جا تیری مراد پوری ہو "

دعا نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی تگ دو میں ایڑیاں اٹھائی تھیں اُس کی بات پر آدم نے آنکھیں گھمائیں وہ سیدھا ہی کھڑا رہا تھا دعا اُس کے سر تک پہنچ ہی نہیں پائی پھر وہ غصے سے پیر پٹخ چکی تھی۔۔۔

" تم۔۔۔تم زرافہ ہو سلطان "

وہ غصے سے بولی تھی اور اُس کے سائیڈ سے ہوتی گزر گئی آدم سلطان نے بھنویں سکیڑیں

دعائے" اُس نے وارننگ کے انداز میں بغیر پلٹے ہی اُسے پکارا تھا "

" تم، تم، تم "

وہ بغیر پلٹے بلند آواز میں بولی تھی آدم زیر لب مسکرایا

" زرافہ۔۔۔؟ "

وہ بڑبڑایا تھا پھر کندھے اچکائے

اُسے یاد پڑتا ہے وہ پہلے بھی جانور گنا جا چکا تھا

" پھر سے جانور آدم سلطان۔۔۔! خدا خیر کرے پھر "

وہ پلٹا تھا اُس نے دعا کی پشت کو دیکھا وہ ڈائننگ کی جانب جا رہی تھی۔

ڈائننگ پر بیٹھے تمام نفوس ویسے ہی بیٹھے تھے یقیناً اُس کا انتظار ہو رہا تھا تب سے۔۔۔۔ اُس نے سر جھٹکا۔

اور قدم اوپر کی جانب بڑھا دیے اُس کا چہرہ اب سپاٹ تھا بھوری آنکھیں خاموش تھیں۔۔خاموش، سرد اور ڈارک۔۔۔اُس کی بھوری آنکھیں راز تھیں "

♥♥♥♥♥♥♥

"تایا جان" کھانے کی میز پر بیٹھتے یحییٰ بہرام شاہ کی آواز سنجیدہ انداز میں گونجی

اِس وقت کھانے کی میز پر تین نفوس تھے سربراہی کرسی پر بیٹھتے مجیب صاحب، دائیں جانب پہلی کرسی پر بیٹھی شائستہ بیگم، دائیں ہی ہاتھ پر شائستہ بیگم سے ایک کرسی چھوڑ کر بیٹھا یحییٰ شاہ اور اُس کے ٹھیک سامنے بیٹھی مبشرہ شاہ جو بس پلٹ میں چمچ ہلا رہی تھی۔

"ہمم؟" مجیب صاحب نے سر اٹھایا اور سوالیہ انداز میں ہنکار بھرا۔

وہ تایا جان مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے" یحییٰ شاہ کی بات پر "
مبشرہ کا چمچ چلاتا ہاتھ رک گیا اُس نے بے اختیار سر اٹھا کر یحییٰ کو دیکھا اُس کی
دھڑکن ایک پل کو رکی اور پھر اگلے ہی پل نہایت تیزی سے چلنے لگی

کہو بیٹا" مجیب صاحب نے اُسے دیکھتے اجازت دی "

دراصل تایا جان۔۔۔!" اُس نے بات ادھوری چھوڑی اور مبشرہ کو ایک "
نظر دیکھا وہ اُسے ہی تک رہی تھی اُس کے لب کچھ کہنے کو پھڑ پھڑا رہے تھے

۔۔۔۔

یحییٰ نے سر جھٹکا یقیناً وہ اُسے کہنا چاہتی ہو گی کہ وہ ایسی بات نہ کرے وہ تلخی
سے مسکرایا تھا پھر سر اٹھا کر مجیب صاحب کو دیکھا وہ اب مبشرہ شاہ کو نہیں
دیکھے گا۔

"مجھے میری امانت واپس چاہیے تایا جان۔ "

وہ ایک نظر اُنہیں دیکھتے سنجیدگی سے بولا پھر نظریں جھکا گیا اُس نے مبشرہ کو نہیں دیکھا اور مبشرہ۔۔۔وہ بس یحییٰ شاہ کو ہی دیکھ رہی تھی اُس کے ہاتھ بے ساختہ کانپے تھے اور چمچ ہاتھ سے چھوٹتے پلیٹ میں گر گیا۔۔۔۔

" ضرور۔۔! ہم اِس پر کھانے کے بعد بات کرتے ہیں "

مجیب صاحب دھیما سا مسکرائے مبشرہ نے بے ساختہ یحییٰ سے نظریں ہٹا کر اپنے بابا کو دیکھا اُس کے حلق میں گرہیں اُبھرنے لگیں

"جی ت۔ "

" میں اِس پہ راضی نہیں ہوں "

مبشرہ نے بے ساختہ یحییٰ کی بات کاٹ دی اُس کی آواز بلند تھی جس پر اُن تینوں نے بیک وقت اُسے دیکھا

" ! مبشرہ بیٹا آپ کو یاد ہے ہم کس بارے میں بات۔۔ "

میں جانتی ہوں بابا۔" اُس نے اپنے بابا کو دیکھتے جھکے سر کے ساتھ اُن کی " بات بھی کاٹی اور پھر نظریں اٹھا کر انہیں ضبط سے دیکھا۔۔۔

مجھے۔۔!" اُس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری وہ اٹکی تھی "

باپ کو یہ کہنا بہت مشکل ہے۔

" مجھے یحییٰ بہرام شاہ سے نکاح میں دلچسپی نہیں "

اُس نے کئی گرہوں کو نگلا اور اپنی بات مکمل کر دی اُس کے چہرے کو تکتے یحییٰ شاہ کی دھڑکن لمحے کو رکی اور دوسرے لمحے وہ مدھم چل رہی تھی

مبشرہ" شائستہ بیگم نے اُسے ٹوکا۔ "

" کیا وجہ ہے؟ "

انہوں نے پلیٹ پرے کھسکانے سنجیدگی اور دبے دبے غصے استفسار کیا

"مجھے بس نہیں کرنی" اُس نے سر جھکا دیا یحییٰ شاہ نے ضبط سے اُس کے جھکے سر کو دیکھا اُس نے نہیں سوچا تھا کہ مبشرہ یوں سب کے سامنے اُسے کے لیے انکار کرے گی۔۔۔

اُسے لگا تھا وہ کم از کم بڑوں کے سامنے اُس کے لیے انکار نہیں کرے گی اور بعد وہ اُسے منا لے گا۔۔۔! فقط اُسے لگا تھا ایسا

لیکن جو لوگ ہمیں نہیں چاہتے وہ اپنا وقت اور اپنا آپ ہمیں نہیں سونپتے بے شک آپ انہیں کتنا اور کس حد تک بھی چاہتے ہو

"انکار کی وجہ بھی ہوتی ہے مبشرہ" مجیب شاہ نے یحییٰ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو ایک نظر دیکھتے دوسری نظر مبشرہ شاہ کے جھکے سر پر ڈالی اور سختی سے پوچھا۔

"م۔میں ب۔بس یحییٰ سے نکاح نہیں چاہتی"

اُس نے اُسی انداز میں کہا جھکے سر کے ساتھ اٹکتے ہوئے۔

اور یحییٰ شاہ سختی سے لب بھینچ گیا وہ سر بھی جھکا گیا تھا اُس کی آنکھیں پل میں چمکنے لگی تھیں۔۔۔ہاں نمی سی چمکتی خوبصورت آنکھیں

اِس کی وجہ کیا ہے آخر۔۔؟ شادی تو آپ کی کرنی ہی ہے اب نہ سہی "

" پھر کچھ سالوں بعد سہی

مجیب صاحب غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے کھڑے ہو گے مبشرہ شاہ نے ڈر کر سر اٹھایا وہ اُنہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ کسی کو چاہتی ہے وہ کسی سے محبت کرتی ہے لیکن وہ بتا نہیں سکی۔

" بتاؤ مجھے۔۔! یحییٰ سے نکاح کیوں نہیں کرنا چاہتی؟ "

وہ بیٹی کی آنکھوں میں موجود نمی کو دیکھ تھوڑا نرم پڑے تھے

" بابا۔بس۔ "

مبشرہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کس طرح انکار کرے وہ الجھ چکی تھی یحییٰ نے اُسے الجھا دیا تھا اُس نے گردن گھما کر ایک غصے بھری نظر یحییٰ کے جھکے سر پر ڈالی

۔

" بتاؤ بھی؟ "

شائستہ بیگم بھی درمیان میں آئی تھی وہ مبشرہ کو غصے سے دیکھتے بولی۔

" کیا تم ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتی؟ "

شائستہ بیگم نے شوہر کے غصیلے تاثرات کو بڑھتے دیکھ تھوڑا نرم لہجے میں مبشرہ کے پاس جاتے اُس کا بازو تھامتے کہا اُس نے ماں کو دیکھا اُس کی آنکھ سے آنسو کی لکیر رخسار پر پھسلی۔

مبشرہ۔۔! تم بچپن سے یحییٰ کی منگ ہو اب نہیں تو مہینوں بعد یا "

" سالوں بعد تمھارا نکاح اُس سے ہی تو ہو گا

مجیب شاہ نے اُس کے نام پر دباؤ دیا پھر گہرا سانس بھرتے اُسے سمجھانے والے انداز میں بولے تھے مبشرہ نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"مجھے یحییٰ شاہ اِس رشتے سے کبھی نہیں چاہیے نہ آج، نہ کل، نہ پرسوں، مہینوں بعد اور نہ ہی سالوں بعد"

اُس نے یکدم اپنے تاثرات اور جذبات پر قابو پایا اور سپاٹ چہرہ اٹھائے بولی اتنے ضبط کے باوجود اُس کی آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں اُس کی بات کے اختتام پر یحییٰ کا سر بے ساختہ اٹھا تھا وہ اُس کے چہرے کو دیکھتا رہ گیا وہ اپنی آدھی موت پر ساکت تھا۔۔۔ ساکت اور بے بس بھی

"دیکھو اِس لڑکی کو کیسے بے شرمی سے بول رہی ہے"

مجیب شاہ سے پہلے ہی پاس کھڑی شائستہ بیگم غصے اور حیرانگی کی ملی جلی کیفیت لیے بولیں اور ایک دھموکا مبشرہ کے کندھے پر رسید کر دیا

یہ کیا کہہ رہی ہو تم مبشرہ" مجیب شاہ بولے اور اُن دونوں میاں "
بیوی نے بیک وقت یحییٰ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا وہ مبشرہ کو ہی
تک رہا تھا

" !اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں ہے تم یحییٰ کی امانت ہو اور۔۔۔۔۔ "
"میں اُس کی امانت نہیں ہوں مجھے اُس کی امانت زبردستی بنایا گیا ہے "
وہ اپنی ماں کی بات کاٹتے چیخی تھی اور اپنی ماں کا ہاتھ کندھے سے جھٹکا

مبشرہ" ایک زوردار طمانچہ اُس کی ماں کی طرف سے اُس کے چہرے "
پر پڑا تھا وہ یکدم ہی ساکت ہو گئی اُس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بے قابو
ہوتے زمین پر گرنے لگے۔

تائی جان" یحییٰ شاہ بے اختیار کرسی سے اٹھا تھا "

"تمیز سے بات کرو" شائستہ بیگم نے اُس کا کندھا دبوچے اُسے جھڑکا مبشرہ شاہ نے آنکھیں اٹھائیں اور یحییٰ کو دیکھا۔۔۔وہ دوسری بار ساکت ہوا تھا مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں غصہ نہیں تھا۔۔وہاں نفرت تھی۔۔۔۔! وہ منجمد ہو گیا

"میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔! تم میرے ساتھ چلو مبشرہ"
وہ مجیب شاہ کو دیکھتے بات کرتے ٹیبل کی دوسری جانب سے گھوم کر مبشرہ تک آیا اور اُس کا ہاتھ جکڑا تھا

"نہیں جانا مجھے آپ کے ساتھ چلے جائیں یہاں سے یحییٰ"
اپنے ہاتھ کو اُس کے ہاتھ میں دیکھ کر اُس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور چیخ کر بولی تھی۔

"تم رونا بند کر دو خدا کے لیے پلیز"

اُس نے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ مبشرہ شاہ کی فکر میں گھل رہا تھا

۔

سب آپ کی وجہ سے ہوا، سب سب۔۔ سب کچھ۔۔۔! میں نے کہا "

" تھاناں آپ سے آپ کو نہیں چاہتی میں۔۔ آپ دوست ہیں میرے بس وہ لب بھینچ گئی وہ اب لب بھینچے سسکیاں بھر رہی تھی اُس کے رونے کا یہی طریقہ تھا یحییٰ نے بے بسی سے اُسے دیکھا

مبشرہ کیسے بات کر رہی ہو تم" شائستہ بیگم نے غصے سے کہا "

تائی جان" یحییٰ نے آہستگی سے اُنہیں روکتے نفی میں سر ہلایا "

اگلے مہینے ہی اِس کا نکاح کر دیں یہ باقی کی پڑھائی اپنے شوہر کے ساتھ "

" جدھر مرضی رہ کر پوری کرے

شائستہ بیگم نے خاموش کھڑے مجیب شاہ کو دیکھتے غضب دار لہجے میں کہا

مبشرہ نے پلٹ کر ماں کو دیکھا۔

" میں نہیں کروں گی "

وہ سسکیاں بھرتے نفی میں سر ہلاتے بولی یحییٰ نے اُس کی حالت پر مٹھیاں بھینچ لیں وہ اُسے کبھی رونے نہیں دیتا تھا۔

" ! ارے کمبخت کیوں نہیں کرے گی۔۔ "

شائستہ بیگم غصے سے اُسے مارنے کو آگے بڑھیں مبشرہ شاہ نے آنکھیں میچیں اُس نے کوئی پیش رفت نہ پاتے چند پل بعد آنکھیں کھولیں تو یحییٰ کی پشت کو اپنے سامنے پایا۔

وہ ہمیشہ اُسے بچا لیتا تھا وہ کیسے بھول گئی تھی۔۔؟

"یحییٰ ہٹ جاؤ تم یہ کوئی وجہ بتائے کیوں نہیں کرے گی نکاح اِس کی"

"ماں ٹھیک کہہ رہی ہے"

کب سے خاموش کھڑے مجیب صاحب نے بھی بیگم کی تائید کی تھی

"انہیں بتاؤ مبشرہ تم مجھ سے نکاح کرنا کیوں نہیں چاہتی؟"

وہ سنجیدگی سے بولتے سائیڈ پر ضرور ہوا تھا لیکن کھڑا اُس کی طرف ہی تھا اور اتنا ہی کافی تھا

مبشرہ نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔کیا چاہتا تھا یحییٰ شاہ؟ اپنی تذلیل کروانا؟ بار بار کروانا۔۔یا کچھ اور؟

"بتاؤ" اُس نے آنکھوں سے مبشرہ کو تسلی دی مبشرہ نے گردن موڑ کر سوالیہ چہرہ لیے کھڑے ماں باپ کو دیکھا۔

میں ک۔ کسی کو چاہتی ہوں" اُس نے سر جھکا دیا اور ہلکے خوف سے "
کہا بہت مدھم آواز میں۔۔۔

ارے بدبخت لڑکی۔۔!" شائستہ بیگم غصے سے اُس کی جانب بڑھیں "
رکو تم۔۔!" مجیب شاہ نے اُنہیں روک دیا اور پھر مبشرہ کو دیکھا۔۔۔ "
کس کو چاہتی ہو تم؟" مجیب شاہ نے اُس کی طرف کھڑے یحییٰ کو دیکھا "
وہ بڑے ضبط سے کھڑا تھا کوئی بھی دیکھتا تو اِس وقت اُس کی حالت پر رحم
ضرور کھاتا۔۔۔

لیکن وہ تو چاہتا تھا کہ پاس کھڑی لڑکی اُس پر رحم کھائے فقط۔۔۔ لیکن چاہنے
سے خواہشات پوری ہوتی تو کئی لوگ آج بے بس نا ہوتے

" آدم سلطان "

وہ کچھ پل خاموش رہی ہمت مجتمع کرتی رہی اور پھر جھکے سر کے ساتھ ہی اُس
نے سب کے سامنے آدم سلطان سے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا۔

" آدم سلطان ک۔ کو چاہتی ہوں میں "

خاموشی کو طوالت اختیار کرتے دیکھ کر وہ سر اٹھا کر بولی پتہ نہیں کیوں لیکن اُس کے لہجے میں کچھ ہمت تھی اُس نے بے ساختہ ساتھ کھڑے یحییٰ کو دیکھا ۔۔۔! تو ہمت کی یہ وجہ تھی۔

یحییٰ شاہ اُس کی طرف کھڑا تھا اور مبشرہ شاہ کسی اور کے لیے اظہارِ محبت کر رہی تھی اُسے بیک وقت شرمندگی بھی محسوس ہوئی لیکن وہ آدم سلطان کو ہی چاہتی ہے بات یہی پر آکر ختم ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یحییٰ شاہ یہیں پر ہارتا تھا۔

وہ شخص اُس لڑکی سے محبت کرتا تھا پھر بھی اُس کے کسی اور سے اظہارِ محبت پر اُس کی طرف اُس کے بچاؤ میں کھڑا تھا۔۔۔ کمال ضبط تھا اُس کے پاس شاید

" یحییٰ کے ساتھ نکاح طے ہے تمہارا۔۔ زبان دی ہوئی ہے میں نے ۔۔ پورا خاندان جانتا ہے اور شاید آدھا گاؤں بھی "

مجیب شاہ نے مٹھیاں بھینچتے غصے پر قابو پاتے کہا مبشرہ نے نظریں جھکائیں۔

تم اُن قاتلوں کے گھر جانا چاہتی ہو؟ تمھیں اپنے بھائی کا ذرا افسوس "

" نہیں ہے مبشرہ؟ تمھارا ضمیر مر گیا ہے بدبخت لڑکی

شائستہ بیگم اب کے رو دینے کو تھی مبشرہ نے ماں کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور پاس کھڑے یحییٰ کو دیکھا

اِس سارے منظر میں یحییٰ نے ایک بار بھی مبشرہ شاہ کو نہیں دیکھا۔۔۔وہ دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔۔!اِس وقت مبشرہ شاہ کی سمت دیکھنا اب اُس کی زندگی کا سب سے مشکل کام تھا "

تُو پاگل ہو گئی ہے مبشرہ ضرور اُن لوگوں نے ورغلایا ہے اِسے شاہ "

صاحب یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے کیسے ماں باپ کے سامنے ایسی باتیں بول رہی ہے "

شائستہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے کھڑی اپنی بیٹی کا گلہ دبا دیں

" ایسا کچھ نہیں ہے ماں "

وہ باپ کی سخت نظروں کو اپنے اوپر پاتے منمنائی تھی

تایا جان۔۔۔!" کب سے خاموش کھڑے یحییٰ کی آواز وہاں اُن سب "

سے قدرے بلند تھی اُن تینوں نے بیک وقت اُسے دیکھا۔

" آپ اپنا فیصلہ مجھے باہر رکھ کر کریں "

اُس نے لبوں پر زبان پھیرتے کہا اُس کی کالی آنکھیں گوشوں سے سرخ تھیں

" ہمیں اِسے یہیں پر ختم کرنا چاہیے "

وہ مزید بولا اور پھر مسکرایا۔۔۔! ایک خالی مسکراہٹ، یا مسکرانے کی کوشش

۔

مبشرہ شاہ گردن اٹھائے اُسے تکتی گئی وہ شاید یحییٰ جتنا وسیع ضبط کبھی نہ رکھ

پائے

نہیں بیٹا میں نے زبان دی ہے تمھیں اور سب سے بڑھ کر بات طے ہے "

" بچپن سے ایسے کیسے

مجیب شاہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھتے قدرے شرمندگی سے بولے۔

"ہمیں بچپن میں باتیں طے نہیں کرنی چاہیے۔۔! ہمیں دو لوگوں کو بچپن میں نہیں جوڑنا چاہیے"

وہ پھیکا سا مسکرایا تھا عنقریب تھا کہ وہ سسک پڑتا۔

وہ مبشرہ شاہ جس سے وہ دستبردار ہونے کی بات کر رہا تھا وہ اُس کا بیس سال کا کل اثاثہ تھی۔

اور اپنی محبت کسی تیسرے کے لیے چھوڑتے ہوئے دکھ ہوتا ہے۔۔۔۔! یقیناً ہوتا ہے

"آپ مبشرہ شاہ، آدم سلطان کو دے دیں"

اُس نے جیب سے رومال نکالا اور پاس کھڑی مبشرہ شاہ کی سمت بڑھاتے انتہائی سرسری انداز میں کہا مبشرہ شاہ ساکت نظروں سے اُسے دیکھتی رہی۔

" ایسے رو کر میرا دل ویران مت یا کرو "

یحییٰ نے اُس کا ہاتھ کھینچ کر رومال اُس کے ہاتھ میں دیا اور مسکرا کر اُسے آنکھیں صاف کرنے کا اشارہ کیا۔۔! وہ آنکھیں اُس کے چہرے سے ہٹاتی تو آنکھیں صاف کرتی۔

تم میرے مقدر میں نہیں تھی، تمھیں میرے دل میں بھی نہیں ہونا "

" چاہیے تھا

وہ دھیما مسکرایا سر جھٹکا اور پلٹ گیا بس اتنی سی بات تھی اور اُس نے اپنے ہاتھوں سے اپنا قیمتی اثاثہ درمیان میں آئے تیسرے شخص کو دے دیا۔۔۔۔

اور یہاں سے بے قرار دل کی داستان شروع ہوتی تھی

اب یحییٰ شاہ خالی تھا۔۔۔۔۔ خالی اور آدھا مرا ہوا۔

" یہ تم نے کیا کیا مبش۔ "

"تم چپ کرو" مجیب شاہ نے شائستہ بیگم کی بات کاٹی اور مبشرہ کو دیکھا وہ جو اُس جگہ کو اب تک تک رہی تھی جہاں اُس کا دوست کھڑا تھا۔اب وہ وہاں نہیں تھا اور مبشرہ کو لگا وہ جگہ اب اُسے ساری زندگی خالی ہی ملے گی۔۔۔!

یہ تکلیف دہ تھا۔

"آدم سلطان سے بات کرتے ہیں اگر وہ مان گیا تو۔۔۔!اِسی ہفتے تمھارا نکاح کر دیں گے دوبارہ ہمیں اپنی شکل مت دکھانا"

مجیب صاحب نے شکستہ لہجے میں کہا اور وہاں سے چلے گئے اُس نے ماں کو دیکھا وہ اُسے گھورتے ہوئے گئی تھیں۔۔

اُس نے ایک آدم سلطان کے لیے تمام رشتے داؤ پر لگا دیے۔۔ایک آدم سلطان جو اُسے ریجیکٹ کر چکا تھا۔۔

ہر انسان دوسرے سے مختلف ہیں ضروری نہیں ہر کوئی محبت اور عزتِ نفس میں عزتِ نفس کو چُنے کوئی محبت کو بھی چُن لیتا ہیں

❀❀❀❀❀❀

ہم قسم سے اب "بلاک" کر دے گے اب ہمارے صبر کا امتحان نا لے باقی رائیٹر کو دیکھا ہے ان کے ریڈرز ہمارے جتنے ہیں پھر بھی لائک ماشاءاللہ اور آپ لوگ تنگ کر رہے بس ہم نے پوسٹ #ٹاپ_فین پر کر دینی ہے بس ٹاپ فین ہی دیکھ پائے گے

"کراچی"

تواِس سانولی حسینہ کا نام کیا ہے؟" وہ یکدم اُس کے سامنے آیا تھا "

میر اب نے بے اختیار ہی قدم روکے اور کوفت سے دایاں ابرو آچکا کر اُسے دیکھا

لائبریری والے واقعے کے بعد وہ اب دو دن بعد اُس کے سامنے آیا تھا

میں سامنے ہوں تو میرے خیالوں میں کیوں؟" اے جے نے اس " کے سامنے چٹکی بجاتے اُس کے تاثرات کو جیسے پڑھا تھا

" میرے ساتھ فلرٹ کرنے کی کوشش مت کرنا "

میر اب نے ہاتھ میں پکڑے کاغذات کو دیکھتے کہا اور قدم آگے کو بڑھائے ساتھ ہی تاثرات کو قابو کیا اُسے اچھنبا ہوا تھا اُسے کیسے پتہ چلا وہ اُسے ہی سوچ رہی تھی؟ وہ اُس کے ساتھ چلنے لگا تھا اب

" اچھا۔۔۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔باجی آپ کا نام کیا ہے؟ "

وہ نہایت عزت سے بولا ہاتھ بھی سینے پر باندھ لیے اور سر بھی جھکا لیا میراب نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور پھر بامشکل لب بھینچ کر ہنسی ضبط کرتی اپنے نوٹس اپنے چہرے کے سامنے کیے۔۔۔۔

" میراب سلطان۔۔۔۔سلطانہ "

اُس نے نوٹس کو چہرے کے سامنے سے ہٹاتے بند کرتے قدرے سنجیدگی سے کہا

" سلطانہ، سلطانہ۔۔۔سانولی سلطانہ "

وہ زیر لب بڑبڑایا اور پھر "سانولی سلطانہ" ذرا بلند آواز میں کہا کہ میراب نے چونک کر اُسے دیکھا وہ بس مسکرایا تھا

میرا نام بھی پوچھیں" وہ اُس کے سامنے آتے بولا میراب کو لگا وہ اب "
چپ نہیں ہونے والا

کیا نام ہے؟" وہ جانتی تھی پھر بھی اُس کے کہنے پر احسان کرنے والے "
انداز میں پوچھا

میرا نام اے جے ہے "ہینڈسم" لوگ خود ہی کہہ دیتے ہیں" اُس "
نے ایک کندھا آچکایا اور تھوڑا اترا کر کہا

اندھے لوگ؟" میراب نے دایاں ابرو پھر سے اٹھایا اُس کے لبوں پر "
ہلکی مسکان تھی دبی دبی سی

ہینڈسم لڑکوں کی انسلٹ نہیں کرتے گناہ ملتا ہے" اُس نے خفگی سے "
دیکھتے کہا سلطانہ نے بازو سینے پر فولڈ کیے۔

" صرف ہینڈسم لڑکوں کی ناں میں تو تمھاری کر رہی ہوں "

وہ چمکتی کالی آنکھیں لیے بولی ساتھ لبوں پر دبی دبی ہنسی اے جے نے دو پل اُسے دیکھا پھر سر جھکا کر نفی میں ہلانے لگا۔

" ناقدروں کے ہاتھ لگ گیا ہوں "

وہ بڑبڑا کر کہتے پلٹا اور اُس کے آگے چلنے لگا اُس کی بڑبڑاہٹ پر میراب سلطان کی بے آواز ہنسی بے ساختہ تھی

وہ اُس کے پیچھے ہی چلنے لگی۔

" کیا پڑھتے ہو؟ "

وہ بائیو کیمسٹری ڈپارٹمنٹ سے باہر آ چکے تھے میراب کا دھیان ہی نہ گیا وہ اُس کی کلاس تک کیسے پہنچا ہو گا؟

"لاء" اُس نے قدموں کی رفتار سلو کی اور اُس کے ساتھ چلتے یک لفظی جواب دیا

"لاء؟" میراب نے اُسے دیکھا اور استفہامیہ کہا

"بزنس" وہ پھر یک لفظی بولا اُس کے چہرے پر اداسی تھی

"اُداس کیوں ہو؟" میراب نے بھنویں سکیڑتے استفسار کیا

"جب لڑکی مجھے ہینڈسم نہ بولے میری شوگر لیول لو ہونے لگ جاتی ہے" ہاہاہاہاہاہا" اُس کے اداسی سے دیے گئے جواب پر میراب کا قہقہہ بے ساختہ تھا اسے جے آنکھیں گھما کر رہ گیا

"کہاں سے ہو؟" میراب نے ہنستے ہوئے پوچھا

"کراچی سے ہی" مصنوعی سی اداسی اب بھی قائم تھی

"اچھا" میراب نے اثبات میں سر ہلایا اور اُس کی بجھی شکل دیکھی

"تم؟" اُس بائیں ہاتھ میں پکڑے کالے پین کو گھماتے پوچھا

چک بیلی خان" اُس نے اب قدرے لطف اندوز ہوتے کہا "

" ایک بار کہہ دو میں ہینڈسم ہوں ورنہ مجھے چکر آنے لگیں گے "

اُس نے میراب کو دیکھا اور انتہائی معصومیت سے کہا میراب نے بے اختیار سر جھکایا اور لب دباتے مسکراہٹ ضبط کی

کہہ دو ہینڈسم کا بھلا ہو گا" وہ التجائیہ تھا اب میراب نے مسکراہٹ " رکی اور سر اٹھا کر اُسے دیکھا

مجھ سے دوستی کی وجہ؟" میراب نے اُس کی التجا کو اگنور کیا اور سنجیدگی " سے پوچھا اے جے نے کھا جانے والی نظروں سے ایک پل کو اُسے دیکھا پھر سر جھٹکا

تم یہاں اکیلی ہوتی ہو اور ایک دن میں نے تمھیں اکیلے روتے دیکھا تھا "
بس اِس لیے اور جب تم میرے پاس سے گزری تم رکی نہیں اور نہ مجھے دیکھا
"

اِس ساری تفصیل میں اُس کا لہجہ بس آخر کے جملوں پر اُداس اور حیرت انگیز تھا۔

رکی نہیں، دیکھا نہیں مطلب؟" میراب نے نا سمجھی سے پوچھا۔ "
" چھوڑو۔۔! تم رو کیوں رہی تھی؟ "
اے جے قدم آگے بڑھتے کہا وہ بھی ساتھ چلنے لگی
میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی زبردستی بھائی نے بھیجا اور پہلے میں بھی "
تمھاری طرح لاء پڑھنے والی تھی پھر بھائی کو دھمکی دیتے دیتے بائیو کیمسٹری
" میں انٹری ہو گئی
میراب نے افسوس سے گہرا سانس بھرا

میرے بابا کا ہوٹلز کا بزنس ہے وہ مجھے لاء پڑھوانا چاہتے تھے اس لیے "

" میں یہاں ہوں

میراب نے دیکھا وہ خود افسردہ اور بے زار سا تھا اُس کا دھیان بے ساختہ اُس کی ابرو پر موجود کٹ پر گیا جو بالوں سے کچھ حد تک ڈھکا تھا۔۔۔

تم لیفٹی ہو؟" میراب نے اُس کے بائیں ہاتھ میں گھومتے پین کو " دیکھتے کہا

تم نجومی ہو؟ تمھیں کیسے پتہ؟" وہ یکدم رکا اور حیرت سے میراب کی " جناب پلٹتے بولا

تمھارے بائیں ہاتھ میں ہمیشہ پین گُھمتا ہے موسٹلی دائیں ہاتھ سے لوگ " ایسا کرتے ہیں" میراب نے ہلکے سے کندھے اچکاتے کہا

" تم بہت ہوشیار ہو تم نے غلطی کی لاء چھوڑ کر "

اے جے نے سراہتی نظروں سے اُسے دیکھتے کہا تو میراب سلطان نے نفی میں سر ہلایا۔

"شاید نہیں لاء میرے لیے نہیں ہے یہ بہت ٹف ہے حالانکہ میں اچھی خاصی لائق ہوں ل۔۔۔"

"اچھا بس بس ہینڈسم لڑکوں کے سامنے اپنی تعریف نہیں کرتے" اے جے نے اُس کی بات کاٹی اور آگے کو بڑھ گیا میراب لب وا کیے حیرت سے اُس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی پھر آنکھیں گھمائیں

"تم کتنے بد تہذیب ہو" میراب اُس کے پیچھے جاتے منہ بنا کر بولی اے جے گردن موڑ کر اُسے دیکھا

"قسم سے" اُس نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے پھر دو سے چار قدم تیزی سے آگے بڑھا وہ ایک لڑکی کے پاس رکا تھا میراب اپنی جگہ پر

رک گئی اُس نے دو منٹ ہنس ہنس کر کچھ باتیں کیں اور پھر موبائل کھولا اور اب وہ لڑکی کو ہاتھ کے اشارے سے بائے بول رہا تھا۔۔۔

وہاں کیوں کھڑی ہو آجاؤ کنٹین چلتے ہیں" اُس کی آواز پر وہ چونکی تھی "
پھر اُس کی جانب بڑھی ساتھ گردن موڑ کر دور جاتی لڑکی کو بھی دیکھا۔۔۔

" کیا سوچ رہی ہو؟ "
وہ کنٹین کی جناب قدم بڑھانے لگے تھے جب اُس نے اُس کے سامنے پھر سے چٹکی بجاتے کہا

" یہ لڑکی میری کلاس کی ہے تم جانتے ہو اِسے؟ "
میراب نے سر اٹھا کر اُسے دیکھتے قدرے حیرت سے پوچھا
"پرسنلی جاننے والا ہوں "

وہ کنٹین میں داخل ہوتے بولے وہ کرسی گھسیٹ کر ایک ٹیبل پر بیٹھا میراب نوٹس ٹیبل پر رکھتے اُس کے سامنے بیٹھی۔

اِس کا کیا مطلب ہے؟" وہ بھنویں سکیڑتے بولی اے جے موبائل "
سے سر اٹھا کر اُسے دیکھا

" بچوں کو بتانے والی باتیں نہیں ہیں "

اُس نے اِدھر اُدھر دیکھتے مدھم آواز میں کہا ٹیبل پر موبائل رکھا اور یہ جا وہ جا میراب حیرت سے اُس کی پشت کو تکتی رہ گئی۔

وہ واپس آیا اور کھانے کا سامان میز پر رکھا میراب نے نوٹس میں رکھے فولڈ کیے چند نوٹ نکال کر اُس کی جانب بڑھائے۔

رہنے دو فار میلٹی مت کرو" اُس نے موبائل کو جیب میں اڑستے "
نفی کی

دس از ناٹ فار میلٹی مسٹر آہل جنید میرا کھانا ہے بل میں خود دوں گی "
ہاں البتہ اگر آپ مجھے اِس میں سے کھانا نہیں دیں گے تو میں اپنے لیے لے
آتی ہوں" وہ تھوڑا سخت ہوئی تھی اے جے اُسے دیکھتا رہ گیا
سلطانہ کو لے کر اے جے پر بہت سے انکشاف ہو رہے تھے وہ پہلی لڑکی تھی
جو اُسے اپنے کھانے کا بل دے رہی تھی ورنہ تو ہر بار جب بھی وہ کسی لڑکی
کے ساتھ ہوتا تھا وہی بل دیتا تھا۔۔

واہ" اُس نے گہرا سانس کھینچتے تالیاں ماریں "
سانولی سلطانہ واہ۔۔!" وہ تالیاں بجاتے متاثر کن نظروں سے اُسے دیکھتے "
بولا پھر اُس سے پیسے پکڑ لیے میراب اُس کی اداکاری پر مسکرائی تھی بس۔

آدم سلطان کیسا ہے ویسے؟" اے جے نے کرسی سے ٹیک لگاتے "
کہا اور میراب سلطان جو بر گر اٹھانے کو ہاتھ بڑھا رہی تھی یکدم چونکی

میں نے تمھیں اپنے بھائی کا نام نہیں بتایا۔۔۔مجھے یاد ہے میں نے نہیں "
بتایا" میراب نے دھیرے سے سر اٹھا کر اے جے کو دیکھا وہ الجھتے لہجے میں
بولی مدھم آواز میں بلکل

کون ہو تم؟" اُسے کرسی کے ساتھ اطمینان سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ "
کر میراب کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا وہ حیرت سے سامنے بیٹھے
شخص کو دیکھ رہی تھی

" وہ کون تھا؟ "

اُس کا دل سوچ کر نجانے کیوں گھبرایا تھا وہ یکدم ہاتھ میز پر جماتے آگے کو
جھکا اور مسکرایا میراب نے دیکھا وہ مسکراہٹ ترچھی اور خطرناک تھی
سانولی سلطانہ" اُس نے بہت مدھم انداز میں اُس کا نام پکارا تھا اور "
مسکراہٹ گہری اختیار کی میراب نے لبوں پر زبان پھیری

کون ہو تم" اُس نے نامحسوس انداز میں نوٹس پکڑتے اُن کا رول بنایا "
وہ یقیناً اے جے کو مارنے والی تھی

♥••••••••••••••••••••••

کمرے کے دروازے پر دستک ہو رہی تھی اُس نے بے زاری سے
آنکھوں سے بازو اٹھایا اور گردن موڑ کر بند دروازے کو دیکھا۔

کون ہے؟" اُس نے بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی پوچھا "
" !.. چھوٹے صاحب میں ہوں وہ "
جائیں یہاں سے مجھے کچھ نہیں چاہیے" اُس نے ملازمہ کی بات پوری نہیں "
ہونے دی اُس نے قدرے نرم لہجے میں کہا اور واپس آنکھوں پر بازو رکھ لیا

ابھی تقریبا دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر پھر سے دستک ہونے لگی

اُس نے اس بار قدرے غصے سے آنکھوں سے بازو ہٹایا اور بیڈ سے اٹھ کر بیٹھا

کہا ناں کچھ نہیں چاہیے" وہ بلند آواز میں تھوڑا سختی سے بولا "

" ! چھوٹے صاحب مبشرہ بی بی ن۔۔۔۔ "

مبشرہ نے کیا؟" ملازمہ کی بات اِس مرتبہ بھی پوری نہیں ہوئی تھی ہاں "

فرق صرف اتنا تھا کہ اِس مرتبہ اُس نے دروازہ کھول دیا تھا وہ ملازمہ کو دیکھتے

بے چینی سے پوچھ رہا تھا

وہ مبشرہ بی بی نے یہ بھیجا ہے" ملازمہ نے ہاتھ میں پکڑا سفید کاغذ "

آگے بڑھایا

شکریہ۔۔۔! آپ اِدھر رکیں" اُس نے نرمی سے جواب دیتے سفید "
کاغذ پکڑ لیا بات مبشرہ شاہ کی ہو اور یحییٰ شاہ ٹال دے ایسا تو بیس سالوں میں
کبھی نہیں ہوا

وہ سفید کاغذ کو کھولتے سٹڈی ٹیبل کی جانب جا رہا تھا پھر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا
اور میز پر کاغذ کو رکھا

وائے بی آپ ناراض ہیں مجھ سے آئی نو میں بلکل اچھی دوست نہیں "
ہوں آپ کی۔۔۔! لیکن میری غلطی نہیں ہے وائے بی میں آدم سلطان کو
نہیں سوچتی تو مجھے سب خالی لگتا ہے۔۔۔ میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی
لیکن یہ میرے اختیار میں نہیں ہے مجھے نہیں پتہ آپ کو کیا ہو گیا اچانک ہم تو
اچھے پکے دوست تھے ناں؟ میں آدم سلطان سے بات کرنے اُن کے
ہاسپٹل جا رہی ہو ہم اپنے راز ہمیشہ شئیر کرتے ہیں ناں آپ آج بھی میرے
" دوست ہیں اِس لیے میرا راز آپ کا ہے۔۔

اُس نے میز پر رکھے سفید کاغذ پر گھسیٹے جملوں کو کئی بار پڑھا اُس نے آنکھیں میچیں اور پھر لب بھی بھینچ لیے

"تم اپنے ایسے راز مجھے مت بتایا کرو مبشرہ جس میں کسی تیسرے کا ذکر ہو" اُس نے فقط سوچا تھا وہ لکھ نہیں پایا اُس نے گہرا سانس کھینچا پھر سے کھینچا ۔۔یکدم ہی ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی تھی

اُس نے کاغذ پر لکھے آدم سلطان کے نام کے بعد اُس کے ساتھ جڑے جملوں کو پھر سے پڑھا۔۔۔اور یہ کیا؟ اُس کا تو دل بے قرار ہو کر مچلنے لگا تھا

"مبشرہ شاہ" اُس سانس خارج کرتے اُسے پکارا کاغذ نہایت نرمی سے فولڈ کیا اور سٹڈی ٹیبل کی ڈراان لاک کرتے اُس میں باقی کاغذوں کے ساتھ رکھ دیا پھر ڈرا لاک کیا

مبشرہ شاہ'' وہ دھیمے سے اُس کا نام لے رہا تھا اُس نے جیپ کی چابی اٹھائی ''
اور کمرے سے نکل گیا

یحییٰ شاہ چاہے اُس سے دستبردار ہو جائے لیکن وہ مبشرہ شاہ کے معاملے
میں لاپرواہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ کبھی نہیں ہو سکتا

♥••••••••••••••••••••••

مجھے ڈاکٹر آدم سلطان سے ملنا ہے'' اُس نے ریسیپشن پر موجود لڑکے کو ''
دیکھتے کہا

اپائنٹمنٹ ہے آپ کی؟'' اُس لڑکے نے سوال پوچھا مبشرہ نے اُس کے ''
چہرے کو دیکھتے انگلیاں مروڑیں

نہیں لیکن میں انہیں جانتی ہوں" اُس نے پلکیں کئی بار جھپکتے کہا اور "
تھوک نگلتے اِدھر اُدھر دیکھا کہ شاید کہیں سے وہ اُسے نظر آجائے۔۔

سوری میم" اُس لڑکے نے دو لفظی جواب دیا اور واپس اپنے کام میں "
مصروف ہو گیا

میم آپ پلیز یہاں سے ہٹ جائیں" ریسیپشن پر کھڑے لڑکے نے "
مصروف انداز میں کہا مبشرہ نے سر ہلایا اور سائیڈ پر ہٹ گئی۔۔۔۔

وہ ایک بار آدم سلطان سے ملنے آئی تھی اُس سے بات کرنے کے لیے وہ اُس سے بس ملنا چاہتی تھی وہ اپنی قسمت آزمانا چاہتی تھی۔۔۔۔! وہ چاہتی تھی جسے وہ چاہتی ہے وہ اُسے مل جائے۔۔! اور اُسے جو چاہتا ہے اُس کا کیا؟ وہ اور یحییٰ دونوں ایک راستے کے مسافر تھے۔۔دل کے ہاتھوں مجبور

۔۔۔

مبشرہ شاہ؟''ایک نسوانی آواز پر وہ خیالوں سے باہر نکلی تھی اُس ''
نے چونک کر سر اٹھا کر سامنے کھڑی نرس کو دیکھا
جی''اُس نے ہلکا سا ہاتھ کھڑا کیا کھوئے ہوئے انداز میں ہی ''

میرے ساتھ آئیں پلیز''نرس رخسانہ نے اُس لڑکی کو سر تا پیر دیکھتے کہا ''
مبشرہ نے حیرت سے اُسے دیکھا اِس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی نرس رخسانہ
آگے بڑھ گئی

آپ؟''مبشرہ نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے بس سوالیہ انداز میں ''
پوچھا
ڈاکٹر آدم سلطان سے ملنا چاہتی ہیں ناں آپ''نرس رخسانہ آگے چلتے ''
عام سے لہجے میں بولی

آپ کو کیسے۔۔۔؟ کیا آدم کو پتہ ہے م۔۔" مبشرہ مدھم آواز میں "
بڑبڑانے کے انداز میں بولی اور بات ادھوری چھوڑی اُسے حیرت ہوئی آدم کو
کیسے پتہ وہ آئی ہے

ڈونٹ وری ڈاکٹر آدم لڑکیوں کی اتنی خبر نہیں رکھتے۔۔انہیں کسی "
نے کال کی تھی" نرس رخسانہ نے ہلکا سا ہنستے کہا وہ تب وہیں تھی جب آدم کو
کال آئی تھی

کال۔۔؟ لیکن" وہ متعجب ہوئی پھر چونکی اُس نے بے اختیار سر اٹھایا "
"یحییٰ شاہ" اُس کے لب پھڑ پھڑائے تھے
ایک وہی تھا جو اُس کے راز سے واقف تھا مبشرہ شاہ کو یکدم گلٹ نے آن
گھیرا" وہ اُس کے لیے اتنا اچھا کیوں بن جاتا ہے؟" وہ سوچ کر رہ گئی فقط

بے شک وہ دونوں ایک راستے پر تھے لیکن اُس میں اور یحییٰ میں بہت فرق تھا بہت ہی زیادہ فرق

نرس رخسانہ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر جھانکا پھر باہر سر نکال کر پیچھے کھڑے مبشرہ کو دیکھا

جاؤ تم" اُس نے اُس لڑکی کو ایک بار پھر سے دیکھا وہ چھوٹی موٹی سی لڑکی تھی مبشرہ اُس کے سائیڈ سے ہوتی اندر چلی گئی۔۔۔

آدم" اُس نے اندر داخل ہوتے ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے شروع کیے وہ کرسی کے سامنے کھڑے ہوتے بولی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھ رہیں تھیں

بیٹھئے" اُس نے سر نہیں اٹھایا ویسے ہی فائل کو دیکھتے کہا

مبشرہ نے کرسی گھسیٹی اور اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔

" اس کل کائنات میں سب سے زیادہ خطرناک شے آپ کا دل ہے "

آپ کچھ کہیں گی محترمہ؟" اُس نے فائل بند کی اور سر اٹھا کر "

مبشرہ کو دیکھتے سوال لیا

"م۔ میرے نوٹس اُس رات و۔۔ "

آپ مدعے پر آئیں" آدم نے گلاسس درست کرتے کہا وہ زیرک "

آنکھوں کا مالک تھا یوں دیکھتا تھا کہ ابھی بندے کے اگلے پچھلے سارے راز پا

جائے گا

مبشرہ نے چونک کر سر اٹھا کر اُسے دیکھا پھر اُس کی آنکھوں پر لگی گلاسس کو

" "وہ گلاسس میں ہینڈسم لگتا ہے

مجھے ضروری بات کرنی ہے" اُس نے گود میں رکھے ہاتھو کو آپس میں "

مسلتے کہا

جی سن رہا ہوں" آدم نے شیشے کی میز پر دونوں ہاتھ ملا کر رکھتے کہا "

وہ۔۔"اُس نے لبوں پر زبان پھیری لفظ گُم ہونے لگے تھے"میں "
آپ کو پسند کرتی ہوں"اُس نے بلآخر کہہ ہی دیا اور سر جھکا دیا

اِس پہ ہماری بات ہو چکی ہے محترمہ"آدم نے اُس کے جھکے سر کو "
دیکھتے دو پل ٹھہر کر جواب دیا

جانتی ہوں۔۔ لیکن کیا آپ دوبارہ نہیں سوچ سکتے؟"اُس نے سر "
اٹھا کر آدم سلطان کی بھوری آنکھوں میں جھانکتے کہا

میرے خیال میں یہ مناسب نہیں"آدم سلطان نے میز پر پڑی فائل "
کو اپنے سامنے کرتے سنجیدگی سے کہا مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں نمی چمکی

کیوں؟"وہ لب بھینچ گئی "

کچھ سوالات کے جوابات نہیں ہوتے" وہ فائل کے ورق کو پلٹتے بولا وہ "
اُس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا مبشرہ شاہ کی آنکھو سے آنسو کی لکیر
رخسار پر پھسل گئی

آپ مجھ سے نکاح کریں گے تو آپ کو فائدہ ہے" اُس نے جھٹ سے "
رخسار پر پھسلی اُس لکیر کو صاف کیا" بے اختیار جذبات آپ کو ذلیل
" کرواتے ہیں

آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" آدم نے فائل کو بند کرتے استفسار کیا "
آپ مجھ سے نکاح کریں گے تو میرا بھابھی کو امی کچھ نہیں کہیں گی" "
اُس نے مناسب لفظ تلاش کرنے چاہے لیکن اُسے بس یہی ملے تھے اُس نے
دل کے لیے وہ بات کی جو وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

مبشرہ" آدم سلطان نے شاکڈ لہجے میں اُسے پکارا وہ بایاں ابرو اٹھائے "
بس اُسے دیکھتا رہ گیا

آپ خود کو اتنا ارزاں کیوں سمجھ رہی ہیں؟" آدم نے اُس کی شرابی بڑی "
بڑی آنکھوں میں جھانکا اور افسوس سے کہا

میں ایسا نہیں چاہتی دل اور میں مختلف سمت میں بھاگ رہے ہیں" اُس "
نے سر جھکاتے کہا آدم اُس کے جھکے سر کو دیکھتا رہا۔۔۔

" اِس دنیا میں سب سے خطرناک چیز دل ہے اِسے سنبھال کر رکھئے "
وہ سمجھانے والے انداز میں بولا

اگر جو نہ سنبھلے تو؟" اُس نے بے ساختہ سر اٹھا کر سوال کیا "
آدم سلطان نے نظریں اِدھر اُدھر جمائیں کئی پل خاموشی چھائی رہی اُس نے
بہت سوچا لیکن اِس بات کا جواب نہیں ملا

" اگر دل نہ سنبھلے تو؟ تو کیا؟ "

اگر جو دل نہ سنبھلے تو مصور کے پاس واپس لے جاؤ۔۔۔اُس کے "

" پاس جس نے بنایا ہے اُس سے بہتر تدبیر کوئی نہیں بنا سکتا

آدم نے کچھ پل ٹھہر کر کہا مبشرہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھتی رہی وہ

درست تھا لیکن ہر عقل یہ بات نہیں سمجھتی

ایک بات پوچھوں آدم "اُس نے لہجے پر قابو کیا "

اور استفہامیہ نظروں سے اُس شخص کو دیکھا۔

جی "یک لفظی جواب "

اگر کبھی میں مشکل میں پڑ جاؤں تو کیا آپ مجھے اُس مشکل سے نکالیں گے "

"اُس نے ہاتھوں کو مسلتے ایک بے تکا سوال پوچھا نجانے اُس نے ایسا کیوں

پوچھا

وہ آدم سلطان کو دیکھ رہی تھی آدم نے ایک نظر اُسے دیکھا پھر اپنی کلائی میں بندھی ریسٹ واچ پر نظر ڈالی پھر آنکھیں اٹھا کر دیکھا مبشرہ نے سر جھکا لیا تھا وہ اُس کے جھکے سر کو چند لمحے دیکھتا رہا۔۔۔۔

میں آپ کو مشکل سے نکال لوں گا محترمہ" اُس نے کہا اور نظریں اُس" کے جھکے سر سے پھیر لیں مبشرہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر مبشرہ شاہ بس اُسے تکتی گئی کئی لمحے تکتی گئی

میرے پیشنٹ ویٹ کر رہے ہیں" وہ اُس کی نظروں کے ارتکاز کو " محسوس کرتے بغیر اُس کی طرف دیکھے بولا

وہ اچھا تھا لیکن وہ اُس کے لیے نہیں تھا۔۔

"اُس کا دل بااختیار ہوتا تو وہ کبھی دوسری بار آدم کے پاس نہ جاتی"

وہ بس سوچ سکی تھی اُس نے اثبات میں سر ہلایا اور کرسی سے اٹھ گئی آدم فون پر کسی کو کچھ کہہ رہا تھا مبشرہ نے اُس پر دھیان نہیں دیا

وہ اب جانتی تھی آدم سلطان کی طرف سے انکار ہی آئے گا اُس نے آخری بازی ہار دی تھی آخری کوشش رائگاں گئی تھی وہ اُس کے کیبن سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔یہ دل کیوں نہیں سمجھتا آخر؟

" ہر خواہش پوری ہونے کے لیے نہیں ہوتی "

وہ بس چلتی جا رہی تھی گُم صُم اُس نے اپنا دل کہیں پیچھے ہی چھوڑ دیا تھا ہاسپٹل کے ایک کیبن میں بیٹھے ایک شخص کے پاس۔۔۔

وہ سڑک پر نکل آئی تھی اُس نے نم نظریں اٹھائیں دھند کے پار کوئی کھڑا تھا اُس نے پلکیں جھپکیں "وہ تو۔۔۔" اُس کے گلے میں پھندا اٹکا "وہ تو اُس کا وائے بی تھا" اور مبشرہ شاہ سسک پڑی

دوسروں سے چھینی ہوئی چیز اپنے نصیب میں بھی نہیں آتی

" تم مجھے بتا کے آتی تو میں تمھیں لے آتا "

یحییٰ شاہ پاس آتے بولا مبشرہ نے دیکھا اُس کی کالی آنکھیں گوشوں سے سرخ تھیں اُس کی اپنی آنکھیں نم ہونے لگیں

اتنے اچھے مت بنیں وائے بی" اُس نے نم سانس اندر کھینچتے کہا۔۔۔ "

میں تمھارے لیے ہمیشہ اتنا ہی اچھا رہوں گا مبشرہ" اُس نے مسکرا کر "

کہا اور اُس کا ہاتھ تھام لیا

وہ اب اُسے لیے روڈ کراس کر رہا تھا مبشرہ شاہ تو بس اُس کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی

دل نے آدم سلطان کو یحییٰ شاہ پر کیوں چنا؟

یہ ایک سوال اُس کے ذہن میں ہتھوڑے کی طرح برسا

محبت اور عزتِ نفس میں سے محبت کا انتخاب کرنے والے لوگ ہی محبت کی بے اختیاری کو سمجھ سکتے ہیں عزتِ نفس کا انتخاب کرنے والے لوگوں کے یہ بس کی بات ہر گز نہیں

کبھی کبھی ہم ایک لاحاصل انسان کے لیے زندگی میں آئے سارے اچھے انسانوں کو جانے دیتے ہیں

ایک لاحاصل انسان جس کے بغیر دل یوں ہو جاتا ہے جیسے روح کے بغیر جسم

وہ کب جیپ میں بیٹھی کب گھر پہنچی اُسے علم نہیں وہ بس تکلیف میں تھی ایسی تکلیف جو اُس کے دل کو نوچ رہی تھی

وہ کسی کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی بس ہم ہر کسی کی کہانی میں اچھے نہیں ہوتے

•••••••••••••••••••• ♥

مجھے یونیورسٹی چھوڑ آئیں گے آپ؟" وہ کندھے پر ڈالے بیگ کو چیک" کرتے خود کو مصروف ظاہر کرتے بولی

کیا کچھ ہوا ہے؟" یحییٰ نے آئینے کے سامنے سے ہٹتے پلٹ کر اُسے دیکھتے" تعجب سے سوال کیا

کیا ہونا تھا؟ مجھے یونیورسٹی چھوڑ آئیں گے؟" اُس نے بیگ کی زپ بند" کرتے سر اٹھا کر یحییٰ کو دیکھتے مسکرا کر کہا

آپ یونیورسٹی جائیں گی آج؟" وہ اب بھی حیرت میں گھرا پوچھ رہا تھا۔" مبشرہ نے اُسے اوپر سے نیچے تک ایک نظر دیکھا وہ نیلا کُرتا پہنے ہوئے تھا بال نفاست سے بنائے ہوئے کلائی پر گھڑی بندھی ہوئی تھی اُس کی کالی آنکھیں خشک تھیں لیکن جذبات سے عاری تھیں

مبشرہ نے اُس کی کالی خالی آنکھوں کو دیکھتے ہی نظریں چُرا لیں وہ دھیما مسکرائی گہرا سانس کھینچا اور پھر سے آنکھیں اُٹھا کر اُسے دیکھا

آپ اتنے تیار کیوں ہوئے ہیں؟ کہیں جا رہے ہیں کیا؟" اُس نے مسکرا "
کر سوال پوچھا یحییٰ شاہ اُس کی مسکراہٹ کو دیکھتا رہا پھر پھیکا سا مسکرایا
۔۔۔۔۔ "وہ یحییٰ شاہ سے اپنی تین چیزیں نہیں چھپا سکتی راز، جذبات اور
" تاثرات

ہاں رشتے کے لیے" اُس نے کف لنکس ٹھیک کرتے کہا "
کس کے؟" وہ تھوک نگلتے بولی۔۔۔ وہ جانتی تھی لیکن پھر بھی۔۔۔ یحییٰ "
نے اُسے دیکھا کئی پل دیکھا پھر اُس کی جانب سے رخ موڑتے الماری کی
جانب بڑھا

آپ کے اور آدم سلطان کے" وہ الماری میں نجانے کیا تلاش کرتے "
بولا کپڑوں کو اِدھر اُدھر کرتے اُس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے اُس نے نچلا لب
دانتوں میں دبایا

وہ کپڑے اِدھر سے اُدھر کرتا رہا مبشرہ کچھ دیر کچھ نہیں بولی کمرے میں ایک ہولناک سی خاموشی چھائی رہی

"آپ ایسا مت کریں وائے بی۔۔۔! یہ تکلیف دہ ہے" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی ساتھ آنکھیں میچ کر کھولیں ضبط اب مشکل ہو رہا تھا وہ دبے قدموں سے اُس کی جانب بڑھ رہی تھی

"محبوب کی دی گئی تکلیف میں بھی لذت ہے" اُس نے الماری بند کرتے کہا خشک پڑے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔ وہ اب اُس کے بلکل پیچھے کھڑی تھی اور وہ بغیر پلٹے جان گیا تھا کئی سالوں تک اُس کے ساتھ چلا تھا اُس کے اٹھتے گرتے قدموں کی آہٹ سے واقف تھا وہ شخص۔۔۔

آپ اور میں بہت الگ ہیں مجھے یہ تکلیف جہنم لگتی ہے اور آپ کو "
لذت" وہ تلخی سے ہنسی اُسے بے ساختہ آدم سلطان سے ریجکٹ ہونا یاد آیا
اُس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگیں

"محبت میں محبوب کی ہر تکلیف لے لی جاتی ہے دی نہیں جاتی "
اُس نے نفی میں سر ہلاتے کہا وہ پلٹا تو وہ اُس سے دو قدموں کے فاصلے پر
کھڑی تھی نم شرابی آنکھیں لیے۔۔

تو ہم دوست نہیں ہیں اب؟" اُس نے جانے کیوں پوچھا اُس کی آنکھ "
سے آنسو کی لکیر گال پر پھسل گئی بے ساختہ ہی

آپ جیسے چاہے مجھے رکھ سکتی ہیں مبشرہ" اُس نے جیب سے رومال نکالا "
اور جانب بڑھاتے ہلکی مسکان سے کہا

اُس نے اُس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا جس میں رومال تھا وہ چہرے پر ہاتھ رکھتے بے اختیار روتی چلی گئی اور وہ شخص۔۔۔۔وہ ضبط سے لب بھینچ گیا

اب آپ میرے ساتھ ایسا کریں گی مبشرہ؟" تکلیف دہ لہجہ تھا "

وہ میرے لیے کیوں نہیں ہے وائے بی؟ میں غلط لڑکی ہوں؟ میرا دم "

"گھٹ رہا تھا تب جب اُس نے مجھے انکار کیا۔۔

وہ سسکنے لگی تھی چہرے سے ہاتھ نہیں ہٹائے یحییٰ شاہ نے سر جھکا دیا وہ اُس کے سامنے کسی اور کے لیے سسک رہی تھی

وہ بھی اُس کے لیے نہیں تھی وہ بھی چند آنسو بہانا چاہتا تھا۔۔۔

اُس نے بس لب بری طرح بھینچ لیے اور ہاتھ کی مٹھی بھی بھینچ لی ہاتھ پر اب بس پٹی تھی اُس نے بے ساختہ بائیں ہاتھ کو اٹھاتے دیکھا جہاں پٹی بندھی تھی۔۔۔

اُسے وہ رات یاد آئی جب وہ اُس کے لیے آدم سلطان سے لڑ رہی تھی جب وہ اُس کی طرف تھی۔۔۔"وہ اُس کے ساتھ کے لیے ہمیشہ زخمی ہونے کو بھی تیار تھا" وہ اپنی سوچ پر مسکرایا پھر سر جھٹکا اور ہاتھ سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا۔۔۔۔

" میں آدم سلطان سے بات کروں گا مبشرہ "

آپ ک۔ کریں گے؟" وہ روتے روتے بے ساختہ چہرے سے ہاتھ " ہٹاتے ہچکیوں کے درمیان حیرت سے گنگ چہرہ لیے بولی۔۔۔اب وہ اپنی محبت کی محبت کے لیے اُس کی محبت سے بات کرے گا۔۔۔!

ہاں اگر آپ آنسو صاف کر لیں تو" اُس نے رومال اُس کی جانب " بڑھاتے کہا وہ بس اُسے دیکھتی گئی "میں ہمیشہ تمھارے لیے اتنا ہی اچھا

رہوں گا مبشرہ" اُس نے صرف کہا نہیں تھا وہ اچھا تھا۔۔۔ہاں مبشرہ شاہ کے لیے یحییٰ شاہ ہمیشہ سے اچھا تھا۔

آپ وہاں مت جائیں" اُس نے آنسو صاف کرتے کہا لیکن آنکھیں " پھر سے نم ہونے لگیں

" کیوں؟ "

آپ کو تکلیف ہو گی مجھے اچھا نہیں لگے گا" اُس نے ایک پل کو سر جھکایا پھر " اٹھا کر کہا

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی مبشرہ" اُس نے لب دباتے بے چینی " سے بالوں میں ہاتھ پھیرا اُس کے نفاست سے بنے بال کچھ حد تک بکھرے

م۔میں بس ن۔ نہیں چاہتی آپ کو تکلیف ہو" وہ اٹک گئی اُس کا دماغ"
ماؤف ہونے لگا وہ اُسے کس حیثیت سے کہہ رہی تھی اور اُس شخص کا دل کس
حیثیت سے لے رہا تھا دونوں بہت الگ باتیں تھیں

مجھ سے نکاح کریں گی آپ؟" اُس نے گردن جھکاتے اُس کی "
دھندلی آنکھوں میں جھانکتے ایک غیر متوقع سوال کیا
وائے بی" وہ آنکھیں اٹھاتے اُسے دیکھتی گئی اُس کے لب مدھم انداز میں "
پھڑ پھڑائے اُسے یحییٰ شاہ کا چہرہ دھندلا دیکھائی دیا

بولے جواب دے کرے گی میری تکلیف کم کرے گی مجھ سے نکاح "
؟" اُس نے سر کو جنبش دیتے اپنی بات پر زور دیتے پوچھا اب اُس کا چہرہ تن
سا گیا تھا

وائے بی آپ ای۔ایسے ک۔کیوں۔۔۔!؟"اُس نے دھندلی آنکھیں "
لیے اُسے دیکھتے کچھ کہنا چاہا اُس کا لہجہ لڑکھڑانے لگا وہ اب اُسے "آپ" بلا رہا
تھا یہ عزت نہیں تھی یہ ایک خلاء تھی اُن کی دوستی میں۔۔

میری تکلیف پر تکلیف مت منائیں میں آدم سلطان نہیں ہوں" وہ "
سیدھا ہوتے بولا اُس کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ بکھری
آپ پل۔پلیز" اُس کا سانس اکھڑنے لگا تھا اُس نے سسکی بھرتے کچھ "
کہنے کی کوشش کی اور یحییٰ شاہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھنا چاہا۔۔۔
آپ اب ایسے میرا ہاتھ تھام کر میرا صبر ختم نہیں کر سکتیں مبشرہ" "
اُس نے کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور ساتھ ہی بے ساختہ اُسے دیکھتے کہا
بے حد بے بسی سے

سوری"اُس نے پلکیں جھپکیں دو آنسو ٹوٹ کر رخسار پر گرے وہ "
اُسے دیکھتے لب بھینچ گیا اگلے ہی پل مبشرہ نے بے دردی سے اپنے رخسار
رگڑ ڈالے یحییٰ شاہ مزید سختی سے لب بھینچ گیا۔

آپ جائیں جہاں جانا ہے آپ کو۔۔۔۔! میں خود بھائی کو بول کر کسی "
" کے ساتھ چلی جاتی ہوں یونیورسٹی۔۔۔آپ جائیں لذت اٹھائیں
وہ غصے میں تھی اب اور غصے میں وہ منہ پھٹ ہوتی ہے وہ نم سانس اندر کھینچتے
پلٹی اور اُس کے کمرے سے چلی گئی۔۔

وہ کئی پل اُس جگہ کو تکتا رہا جہاں وہ کھڑی تھی پھر بے ساختہ اپنے ہاتھ کو
دیکھتا گیا جہاں اُس کی چند پوروں نے حرکت کی تھی وہ آنکھیں بھینچ گیا۔۔
اُس نے ایک زوردار مکا پیچھے الماری کو مارا۔۔۔۔

آدم سلطان" وہ اِس نام پر پہلی بار غصے کے بجائے نفرت سے بڑبڑایا "
تھا۔۔

❀❀❀❀❀❀❀

وہ آہستگی سے کمرے کا دروازہ ناک کرتے کمرے میں داخل ہوا تھا اُس نے صوفے پر براجمان اپنے باپ کو دیکھا وہ کمرے کے وسط میں ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا ہوا تھا

بابا سائیں آپ نے بلایا مجھے"؟ اُس نے سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا"
آج ہم مبشرہ کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں" وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھتے گہری "
سنجیدگی سے بولے

مبشرہ کا رشتہ۔۔؟لیکن یحییٰ ہی تو منگیتر ہے مبشرہ کا" وہ چونکا اور نا سمجھی"
سے بولا

وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے" اُن کے لہجے میں رنج کا عالم تھا۔۔۔۔انسان"
دنیا کا ہر مشکل سر کر سکتا ہے لیکن اولاد کے آگے اُسے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں
ٹھیک کہتے ہیں لوگ اولاد کڑا امتحان ہے

کب؟کیسے؟" وہ مزید متعجب ہوا"

آدم سلطان کو" وہ صوفے سے کھڑے ہوئے شال کو کندھوں پر درست "
کرتے کہا

آدم۔۔؟اووتو یہ اُس کی چال ہے" یزدان کا دماغ الجھا پھر وہ دانت پیستے "
بڑبڑایا اُس کی بڑبڑاہٹ مجیب شاہ نے صاف سنی تھی۔۔۔۔

اور تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو بہو کو لینے بھی" وہ بلکل اُس کے "
سامنے کھڑے تھے اب لہجے میں رعب تھا

بابا سائیں میں وہاں قدم نہیں رکھنا چاہتا اور اِس حوالے سے تو بلکل "
بھی نہیں" اُس نے باپ کی غصیلی نظروں میں دیکھتے بات کرتے کرتے
نظریں جھکائیں

آپ لوگ بھی مت جایئے مبشرہ کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔اُس آدم "
" سلطان پہ مجھے رتی برابر بھی یقین نہیں ہے
اُس نے سر اٹھا کر قدرے غصے سے کہا اُس کی بھنویں اوپر اٹھتی تن گئیں
اچھا۔۔! پھر منہ اٹھا کر کیوں آئے تھے میرے پاس میرا ب سے نکاح کی"
خواہش لے کر۔۔؟تب تو تم مرے جا رہے تھے" وہ برہم ہوئے
بابا" وہ منمنایا تھا"
کیا بابا؟چپ چاپ ساتھ چلو میری بہو کو گھر لے کر آؤ" اُن کا لہجہ پر سخت"
تھا یزدان نے لب بھینچے
" جب میں اُسے بیوی نہیں مانتا تو آپ کی بہو کیسے ہوئی؟"

" چلو میں اپنی بیٹی بنالیتا ہوں پھر "

بابا سائیں آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کی بیٹی کیسے بن سکتی ہے وہ" وہ"

اُن کی ایسی بات پر خفا ہوا تھا

تم سے خلع دلوا کر بہت آسان ہے وکیل تو گھر کا ہے" وہ آج کوئی بھی "

رعایت دینے کے موڈ میں نہ تھے

گھر کی مرغی دال برابر والی بات ہے" وہ لب بھینچے احتجاجاً بولا "

ہاں ہے تو؟" انہوں نے ابرو اچکائے پوچھا"

میں اپنی بیوی کے لیے خلع کے پیپر بناؤں گا وکیل ہوں جوکر نہیں ہوں""

وہ تلملایا تھا مٹھی میں شال کو بھینچا

حرکتیں تو تمھاری جوکروں کے پیٹ پر لات مارنے والی ہی ہیں" وہ"

کوفت سے اُسے دیکھتے بولے

بابا سائیں میں وہاں نہیں جاؤں گا" اُس نے نظریں اُن کے چہرے سے"

پھیرتے کہا اُس کا دل مچلا تھا یقیناً وہ وہاں جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔؟"انہوں نے استفہامیہ بھنویں اٹھائیں"

توشریف گھروں کی منجری کروانے کا مقصد ہے صاحب زادے گا؟" "

انہوں نے سینے پر بازو باندھتے پختہ لہجے میں کہااُن کی بات سن کر یزدان نے جھٹکے سے رخ اُن کی جانب کیا

بابا سائیں آپ۔۔۔! بندے کے کچھ ذاتی معاملات ہوتے ہیں" وہ بیک" وقت حیرت اور ہلکے غصے سے بولا ساتھ ہی دلاور کو یاد کیا تو چہرے پر غضب تاثرات ابھرے

شریف گھروں کی لڑکیوں کو درخت پر چڑھ کر دوربین سے دیکھنا کہاں " " کی پرائیویسی ہے؟

اُس دلاور کی تو گردن مروڑ دوں گا میں" وہ بے بسی سے دانت پیستے چیخا تو " مجیب شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بے ساختہ تھی انہوں نے بروقت مسکراہٹ چھپائی اور اُسے دیکھا۔

"تم وہ مت بنو یزدان جو تم نہیں ہو یہ خاندانی دشمنیاں پالنا، ہر کسی سے جھگڑتے رہنا یہ تم نہیں ہو بیٹے۔۔۔۔ پتہ ہے اب تم ہر کسی سے جھگڑو گے تو کوئی بھی کسی بھی طرح کی دشمنی نکال سکتا ہے ہر کوئی سامنے سے وار نہیں کرتا"

وہ اُس کے کندھے کو تھپتھپاتے اُسے سمجھا رہے تھے

"بابا لیکن کامران۔۔!" وہ بولتے بولتے رک گیا اُس کے لہجے میں تکلیف تھی مجیب شاہ نے لبوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا

"ماضی آپ کو کبھی آگے نہیں بڑھنے دیتا اور ہر سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں یزدان تم دوسرے پہلو سے ناواقف ہو" اُن کے لہجے میں افسوس تھا ساتھ انہوں نے سرد آہ بھری

بس میں میر اب کو دیکھتا ہوں تو مجھے بے ساختہ کامران یاد آتا ہے بابا "

" سائیں۔۔۔وہ میرا بھائی تھا

اُس نے اُن کا ہاتھ کندھے سے ہٹاتے بے بسی سے کہا

" وہ میرا بیٹا تھا یزدان"

" !لیکن بابا سائیں۔۔۔۔"

" تم میرے ساتھ چل رہے ہو یزدان ورنہ کاغذات تیار کر لو"

انہوں نے اُس کی بات کاٹی اور دو ٹوک لہجہ اپنایا

بابا سائیں آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے میں نہیں آؤں گا" اُس نے "

سپاٹ چہرے سمیت کہا

اور اب چند پل بعد وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے غصے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا پیچھے بیٹھے یحییٰ نے اُس کے پھولے منہ کے بعد مجیب شاہ کے سکون دیتے چہرے کو دیکھا تو معاملہ سمجھ میں آتے وہ بس ایک پل کو دھیما مسکرایا۔

"پریشے پلیز اُسے نیچے رکھو پریشے" اُس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر میراب کا سانس سوکھ گیا تھا

"پ۔پریشے پ۔پلیز د۔دیکھو چوٹ لگ جائے گی" میراب کی آنکھوں میں نمی ابھری وہ چاقو اپنی کلائی پر رکھے کھڑی تھی بکھرے بالوں میں عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے۔

"مجھے نہیں پتہ تھا پریشے یہاں آجائے گی" شیزہ نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ساتھ کھڑی میراب کے بعد ایک نظر سامنے کھڑی پریشے کو دیکھتے کہا

اِس کے ہاتھ سے چاقو لینے کی کوشش کرو پ۔پلیز"اُس کی بات نظر انداز کرتے میراب نے گھبراتے ہوئے کہا

پریشے یہ اِدھر دو مجھے"شیزہ نے احتیاط سے قدم آگے بڑھاتے کہا"

تم۔۔تم۔۔م۔میری طرف م۔مت آنا۔نو"اُس کی آنکھیں خوف سے پھیلنے لگیں اُس نے چاقو پر دباؤ دیا تو خون کی لکیر اُس کی کلائی سے پھوٹ پڑی

پریشے"میراب چیخی تھی وہ اُس کی جانب تیزی سے بڑھی"

ن۔نہیں ن۔نہیں۔"چاقو پر دباؤ دیتے وہ مسلسل لڑکھڑاتے لہجے میں"نہیں نہیں"کی گردان کر رہی تھی

"پریشے چھوڑ دو پلیز" اُس کی کلائی لہولہان ہوتے دیکھ میراب کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے جبکہ شیزہ بھی بے ساختہ پریشان ہوئی تھی۔

"پریشے" اُس کے وجود کو فرش پر ڈھلکتے دیکھ وہ دونوں بیک وقت چیخیں جب پیچھے کھڑے آدم سلطان کو دیکھتے اُن کی سانس میں سانس آئی تھی

"بھائی ن۔ نجانے پ۔ پتہ نہیں ک۔ کیسے" میراب سلطان سے کچھ بولا نہیں گیا اُس کا حلق رندھ گیا

"چپ کرو" اُس نے آنکھیں میچ کر کھولتے پریشے کا وجود بازوؤں میں اٹھایا اور اُسے لیے کچن سے نکل گیا وہ دونوں آدم کے پیچھے بھاگیں تھیں

"پریشے، پریشے" پریشے کے بے جان وجود کو بیڈ پر لٹاتے وہ جلدی سے کمرے میں رکھی فرسٹ ایڈ کٹ لایا تھا ساتھ وقفے وقفے سے اُسے پکار بھی رہا تھا۔

"پریشے آنکھیں کھولو پلیز" میراب بیڈ پر بیٹھتی اُس کے رخسار تھپتھپاتے بولی اُس نے دانتوں تلے لب دباتے خود کو رو دینے سے باز رکھا۔

"کیا ہوا تھا؟" اُس کی کلائی پر پٹی کرتے آدم کا لہجہ بہت سرد تھا عقب میں کھڑی شیزہ سلطان نے بے ساختہ لبوں پر زبان پھیری

"فکر مت کرو میراب نس نہیں کٹی نہیں مری یہ" آدم نے فکر سے پریشے کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتی میراب کو ایک نظر دیکھتے لاپرواہی سے کہا۔

"بھائی" میراب بے ساختہ چیخی

کیا ہوا تھا؟" آدم نے اُس کی چیخ نظر انداز کی "

وہ آدم۔۔۔یہ میری غل۔ غلطی ہے ہم بس بات کر رہے تھے اور نجانے "

" کب پ۔پریشے پیچھے آن کھڑی ہوئی اور وہ پینک ہو گئی

شیز اسلطان نے خشک حلق کو تر کرتے مدھم لہجے میں آہستہ آہستہ کہا

آدم نے پریشے کا بازو آہستگی سے اُس کے پہلو میں رکھا وہ اٹھا اور پلٹ کر

شیز اکو دیکھا شیز انے بے اختیار ایک قدم پیچھے کو لیا۔۔۔۔ڈر سے اُس کے

ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔۔۔۔۔

کبھی کب آپ کی معمولی غلطی آپ کی جان لے سکتی ہیں" وہ اُس کے "

قریب پہنچتے اُس کے برابر میں کھڑے ہوتے سامنے دیوار کو دیکھتے ٹھنڈے

ٹھار لہجے میں بولا

" آدم م۔میں "

احتیاط کریں" اُس نے شیز اکی بات کاٹی اور جبڑے بھینچے کہا اگلے ہی لمحے "

وہ کمرے سے نکل گیا شیز اسلطان کا کب کا اٹکا سانس بحال ہوا۔۔۔

آدم سلطان سے اُسے کبھی کبھی خوف آتا ہے

"سوری میراب" شیزا، میراب کے قریب پہنچتے دھیمے لہجے میں شرمندگی سے بولی

"کوئی بات نہیں" پریشے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اُس نے اداسی سے کہا

"میراب بی بی وہ۔۔!" ملازمہ تیزی سے اندر آئی تھی اُن دونوں نے بیک وقت انہیں دیکھا

"کیا ہوا؟" سوال شیزا کی طرف سے تھا

"وہ میراب بی بی کے شوہر آئے ہیں" ملازمہ ہچکچا کر کہتی ان دونوں کو دیکھنے لگی

"ہمم تم جاؤ" میراب نے گردن ہلائی اور اٹھ کھڑی ہوئی اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں۔۔۔وہ میراب تھی اور وہ نہیں جھکی

وہ دونوں آگے پیچھے کمرے سے نکلیں تھیں ہال میں رکھے صوفوں پر شاہ حویلی کے تین نفوس بیٹھے تھے یحییٰ شاہ، مجیب شاہ اور یزدان علی شاہ۔۔۔وہ اُس پر آکر تھم گئی

وہ کالے کُرتے میں ملبوس تھا اکھڑا اکھڑا سا لگ رہا تھا اُس کے دونوں کندھوں پر گرے رنگ کی شال تھی۔۔۔وہ اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔میراب اُسے دیکھتی گئی یزدان علی شاہ نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔۔بھوری، کالی آنکھوں کا ارتکاز

کالی آنکھیں بے باک تھیں____بے باک اور چمکتی ہوئیں___اُسے نظریں ہٹاتے نہ دیکھ کر یزدان نے ہی نظریں پھیریں تھیں

بے حیا کہیں کی" وہ بڑبڑایا تھا میراب اُس کے ہلتے لبوں پر کو دیکھ کر "

جان گئی تھی وہ کیا بولا ہو گا تبھی وہ سر جھکائے مسکرائی۔۔۔۔پھر سر جھٹک کر قدم آگے کو بڑھائے

السلام علیکم ''اُس نے مجیب شاہ کے سامنے جھکتے کہا انہوں نے پیار ''
سے اُس کے ساتھ پر ہاتھ پھیرتے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔۔۔
السلام علیکم بھابھی ''یحییٰ ہلکا سا مسکراتے بولا میراب نے اثبات میں ''
سر ہلایا پھر اکھڑے اکھڑے سے انداز میں بیٹھے سرکار سائیں کو دیکھا۔۔
السلام علیکم ''وہ مسکرائی اُس کی کالی آنکھیں چمکیں ''
اُس کی آواز پر جہاں یزدان نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا تھا وہی
آدم سلطان نے سر جھکا لیا تھا یقیناً وہ مسکرایا ہو گا

وعلیکم السلام ''وہ روٹھی دلہن کی طرح بولا وہ آدم کے ساتھ ٹک گئی ''
وہاں رزاق سلطان کے ساتھ شاکرہ بیگم بھی بیٹھیں تھیں ملازمہ نے چائے
اور دیگر لوازمات لا کر سامنے رکھی تھی۔۔شیز اسلطان ماں کے ساتھ ٹک گئی

"جو بھی ہوا اُس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔۔ ہم یہاں دو باتوں کے لیے حاضر ہوئے ہیں" بات کا آغاز مجیب شاہ نے ہی کیا اُن کی بات کر جہاں یزدان نے پہلو بدلا وہی یحییٰ شاہ کا دل مدھم رفتار میں دھڑکنے لگا۔

"واقعی غلط تو بہت ہوا ہے" جواب شاکرہ بیگم کی طرف سے تھا مجیب شاہ شرمندہ نظر آنے لگے

"کوئی بات نہیں بابا" میر اب سلطان نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اُن کی شرمندگی کم کرنی چاہی

یزدان نے ایک ترچھی نظر اُس پر ڈالی اُس کے لب بھی ہلکے سے مسکرائے تھے نجانے کیوں لیکن اپنے بابا کے لیے سلطانہ کا بولنا اُسے اچھا لگا تھا

"میں سیدھا مدعے پر آنا چاہوں گا بے شک یہ بات تھوڑی نامناسب سی لگتی ہے لیکن میں یہاں اپنی بیٹی کے رشتے کے لیے آیا ہوں" وہ تھوڑے سا آگے جھکتے بولے

یحییٰ شاہ نے پہلو بدلا وہ کتنے سکون سے کہہ رہا تھا محبوب کی طرف سے ملی تکلیف میں لذت ہے لیکن اب اُس کے خیالات شاید یکسر مختلف ہوں۔۔۔ اُس نے سختی سے دونوں ہاتھ آپس میں بھینچ لیے۔۔

کیا مطلب؟" وہاں سب سمجھ چکے تھے سب سے بڑھ کر آدم "
سلطان لیکن نا سمجھی بہتر تھی۔۔رزاق سلطان نے مجیب شاہ کو دیکھتے سوال پوچھا

بات سیدھی اور صاف ہے اپنی بیٹی کا نکاح آدم سلطان سے چاہتا ہوں "
"انہوں نے بات کرتے ہوئے ایک بار پاس بیٹھے یحییٰ کو دیکھا وہ سر جھکا گیا تھا اب سر اٹھانا اُس کے لیے بہت مشکل تھا

میں جانتا ہوں یہ اِس وقت کے حالات کے چلتے تھوڑا نا مناسب ہے "
" لیکن اِس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے

انہوں نے یحییٰ سے نظریں ہٹاتے آدم کو دیکھا جس نے دو پل یحییٰ شاہ کو دیکھا اُس کی بھوری آنکھیں اب بھی خاموش تھیں۔

"لیکن جہاں تک میرے علم میں یحییٰ شاہ آپ کی بیٹی کا منگیتر ہے" اُس نے انگھوٹھوں کو باہم ملایا وہ اب اُن سے کھیل کھیل رہا تھا یحییٰ شاہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا

"تم صحیح ہو لیکن وہ بچپن کی بات تھی" مجیب شاہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا بولے اولاد واقعی امتحان ہے۔

وہاں کچھ پل خاموشی چھائی رہی شیز اسلطان کی نظریں آدم سلطان پر پورا وقت جمیں تھیں اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں اُس نے دانت دانتوں پر جمائے۔۔۔

"مبشرہ" اُس نے دانت پیستے مبشرہ کا نام بڑبڑایا تھا پھر سر جھکا کر ہاتھوں کو دیکھا اُسے دیر ہو گئی تھی۔۔

وہاں موجود دو لوگوں کی سماعتیں ایک شخص کے فیصلے کی محتاج تھیں۔۔۔ یحییٰ شاہ کا جھکا سر اور شیز اسلطان کی دھندلی ہوتی آنکھیں دونوں ایک شخص کے فاصلے پر منحصر تھیں۔۔

"کسی کو اتنا حق نہیں دینا چاہیے کہ آپ اپنی مسکراہٹ، جذبات، دل، آنسو اور سکون کے لیے اُس کے محتاج ہو جائیں"

"میں آپ کی عزت کرتا ہوں انکل لیکن میں معذرت خواہ ہوں" اُس نے رزاق صاحب کو دیکھا پھر باری باری سب کے بعد یحییٰ شاہ کو_____ وہ مسکرایا اور پھر مجیب شاہ کی طرف نظریں پھیرتے کہا

وہ اب انگھوٹھوں سے کھیل کھیلنا بند کو چکا تھا اُس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تھی۔۔

شیز اسلطان نے بے ساختہ سر اٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا اُس کے لب خود بخود سکون سے مسکرانے لگے وہ آدم سلطان کی محتاج تھی

جبکہ یحییٰ شاہ نے سر نہیں اٹھایا وہ اٹھا ہی نہیں پایا تھا اُسے وہ آدم سلطان سے ہوئی ملاقات یاد آئی۔۔اور آج خود وہ اُس لڑکی کا رشتہ لے کر اُس کے در پر آیا تھا۔۔وہ کیسے سر اٹھا لیتا؟

ٹھیک۔۔"مجیب شاہ بس اتنا بولے اِس سے زیادہ وہ نہیں بول سکتے تھے"اور دوسرا ہم اپنی بہو کو لینے آئے ہیں"انہوں نے ماحول میں چھائی کثافت کو کم کرنے کو دوسری بات کی۔

"یہ میرا اب کا ذاتی مسلہ ہے آپ اُس سے بات کریں مجھے ایک ایمرجنسی ہے ایکسکیوز پلیز" اُس نے کلائی پر بندھی ریسٹ واچ کو دیکھتے کہا اور اٹھ گیا سلطان ہاؤس کے ہر مکین کے چہرے پر اطمینان تھا۔۔۔

وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا شیز اسلطان اُس کی پشت کو تکتی گئی۔۔۔۔ "آدم سلطان" اُس کے لب پھر سے آسودہ مسکان میں ڈھل گے۔۔۔

جبکہ یحییٰ شاہ مجیب شاہ کو دیکھتے معذرت کرتے فوراً اُس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔

"آدم" اُس نے اُس کی پشت کو دیکھتے اُسے پکارا آدم جیپ کے قریب کھڑا تھا وہ سوار ہونے والا تھا بس۔

"تم۔۔۔!" یحییٰ شاہ اُس کی پشت کو دیکھتے ہی بات کہنی چاہی وہ ڈھیٹ پلٹا ہی نہ تھا یہ بھی صحیح تھا وہ اب اپنے جذبات کو درمیان میں لائے بغیر اپنی دوست کے لیے بات کر سکتا تھا۔۔۔

میرا وقت انتہائی قیمتی ہے" وہ ریسٹ واچ دیکھتے بولا____ پلٹا اب "
بھی نہیں

جیسے تم" یحییٰ کے منہ سے بے اختیار نکلا وہ خود قدم آگے بڑھانے لگا "
اُس کی جانب

مبشرہ تمھیں چاہتی ہے" اُس نے اُس کی پشت پر کھڑے ہوتے کہا "
بس چار قدموں کا فاصلہ تھا آواز دھیمی تھی اور کالی آنکھیں خالی ہونے لگیں
--

عجیب ہے ایک بار تم مجھے یہاں دھمکانے آئے تھے اور آج اُسی کزن "
کے لیے رشتہ لے کر آئے ہو" آدم سلطان پلٹا تھا جیبوں میں ہاتھ اڑستے وہ
مسکرایا بھی تھا یحییٰ لب بھینچ گیا

بہت عجیب مگر سچ" یحییٰ نے تھوک نگلا اور اُس کی مسکراہٹ پر ضبط "
کیا

سچ تو کڑوا ہوتا ہے۔۔۔۔!"اُس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ سکون "
سے بولا پھر ٹھہرا۔۔۔۔"خیر مجھے تمھاری کزن میں دلچسپی نہیں ہے میں
نے اُس وقت کہا تھا تمھیں یقین کرنا چاہیے تھا چھوٹے میاں"اُس نے
اطمینان سے بات مکمل کی

وہ چاہتی ہے تمھیں"یحییٰ شاہ نے مٹھیاں بھینچتے کہا اُس نے نظریں "
بھی چُرا لیں تھی۔۔۔

ہر کوئی کچھ نا کچھ چاہتا ہے پر چاہنے سے مل تھوڑی جاتا ہیں"اُس نے "
کندھے اچکائے

تم اُس سے نکاح کر لو"یحییٰ نے لب دانتوں تلے دبایا وہ اُس شخص کی "
شکل تک دیکھنے کا روادار نہ تھا

وہی جملہ۔۔!"وہ ہنسا "

مجھے دوسروں کی جھوٹی چیزیں پسند نہیں"اُس نے گردن جھکا کر کہا "

استہزاءانداز میں

آدم"اُس نے یکدم مکا کسا تھا اور اُس کے چہرے پر دے مارا آدم "

سلطان کا چہرہ ایک طرف ڈھلکا۔۔یحییٰ شاہ کا چہرہ یکدم تن گیا تھا

تم بے غیرت انسان ہو آدم سلطان"وہ غصے کے چلتے پھولی سانسوں "

کے درمیان بولا

بے غیرت؟۔۔کیا تمھاری کزن کا فائدہ اٹھایا ہے میں نے۔۔۔ "

تمھیں پتہ ہے اُس نے مجھے کیا کہا تھا؟"وہ چہرہ سیدھا کرتے لبوں کے

کنارے انگلی رکھتے بولا۔

آدم سلطان مجھ سے نکاح میں تمھارا فائدہ ہے"اُس نے انگلی سامنے کی "

خون نہیں تھا اُس نے نخوت سے کہا اور اُس کی دونوں بھنویں اوپر کو اٹھیں

آدم"۔۔۔!یحییٰ نے جبڑے بھینچے اُسے درشت نظروں سے دیکھا "

"حوصلہ رکھو میں نے اُس کا فائدہ نہیں اٹھایا" اُس نے یحییٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے تھپتھپایا۔۔۔وہ اُسے بے موت مار رہا تھا۔۔۔ وہ دوسروں کو بے موت مارنے والی گفتگو کیا کرتا تھا

"میں نے تمھیں فائدہ پہنچایا ہے تم تھوڑی دیر میں جانو گے۔۔۔!" وہ اُس کی جانب دو قدم بڑھا اُس کی گوشوں سے سرخ کالی آنکھوں میں جھانکا "اپنے مسیحا کو نقصان نہیں پہنچاتے۔۔۔ورنہ خدا خیر کرے پھر" وہ سرگوشی کے انداز میں بولا اور ترچھا مسکرایا اُس کی یہ ترچھی مسکراہٹ خائف کرتی تھی بہتر تھا کہ وہ مسکراتا نہیں تھا۔

"شاہ حویلی کو مجھ سے دور رکھو" اُس نے اب کی بار قدم پیچھے کو لیتے کہا یحییٰ شاہ نے غصے سے اُسے گھورا۔۔جبکہ وہ لاپرواہ سا پلٹا اور آگے کو بڑھ گیا پھر یکدم رکا

ہاں۔۔! جھوٹی چیز کہا تھا لڑکی نہیں" اُس نے بغیر پلٹے کہا اور انگشت"
شہادت نفی میں ہلائی وہ مسکرایا بھی تھا وہی خائف کرتی مسکراہٹ
اُس نے بس اُس دن کا بدلہ لیا تھا یحییٰ شاہ سے اُس دھمکی کا جو وہ اُس کے گھر
اُسے دے کر گیا تھا۔۔۔

بے غیرت آدم سلطان۔۔۔۔بے غیرت؟" وہ متعجب ہوا آنکھیں "
چھوٹی کرتے بڑبڑایا اور پھر ہنسا "خدا خیر کرے پھر" وہ جیپ میں بیٹھا وہ
وہاں سے جیپ نکال لے گیا یحییٰ نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے آنکھیں بھی
کچھ پل کے لیے میچ لی

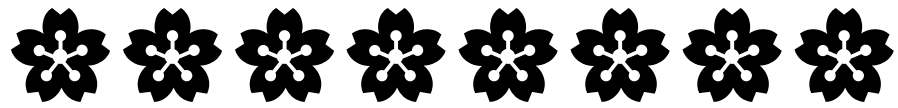

میرا اب بیٹا اپنے گھر چلے" مجیب شاہ نے مسکرا کر اُسے دیکھتے کہا "

بابا سائیں آپ کی میں بہت عزت کرتی ہوں لیکن میرے خیال میں "

"قصور جن کا ہو وہ صفائی دے تو زیادہ بہتر ہے

وہ اعتماد سے بھرپور لہجے میں بولی لیکن نظریں مجیب شاہ سے نہیں ملائی یہ اُس کی تربیت تھی

آپ سہی کہہ رہی ہے بیٹا" وہ نامعلوم سا مسکرائے اور گردن موڑ کر "

یزدان علی شاہ کو دیکھا وہاں تمام افراد کی نظریں بس اُسی پر جم گئیں وہ جو پہلو بدلے انجان بنا بیٹھا تھا یکدم ہی اتنی نظریں خود پر محسوس کرتے ہڑ بڑایا تھا

--

یزدان تمھیں بہو سے کچھ نہیں کہنا" اُسے بولتے نہ دیکھ مجیب شاہ نے "

ایک ٹھوکا اُس کے پہلوں میں مارا تو وہ بلبلا اٹھا تھا۔

بابا سائیں" اُس نے دبا دبا احتجاج کیا "

تم گھر چلو" باپ کی گھورتی نظروں سے خائف ہوتے وہ سامنے خود کو "
تکتی میراب سلطان کو دیکھتے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا
تم۔۔۔؟" اِس سے پہلے وہ کچھ کہتی مجیب شاہ نے اُسے گھورتے اُس "
کی غلطی گنوائی تھی

آپ گھر چلے" اُس نے باپ کے بعد لب دبا کر مسکراہٹ روکتی میراب "
سلطان کو دیکھتے دانت پیس کر کہا

بابا سائیں میں اِن سے دو منٹ بات کرنا چاہتی ہوں" اُس یزدان کے "
بعد ایک اجازت طلب نظر اُن پر ڈالتے کہا

ہاں۔۔ہاں۔۔ یزدان جاؤ بہو سے بات کرو اور لے بھی آنا گھر میں یحییٰ "
کے ساتھ جا رہا ہوں" وہ صوفے سے اٹھتے بولے اُس کے بگڑتے تاثرات کو
دیکھ انہوں نے اُسے ایک گھوری سے نوازا۔۔۔

اچھا مجھے اجازت دے" رزاق سلطان سے بغل گیر ہوتے وہ مسکرا کر "
شیزہ سلطان کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے نکل گئے جبکہ میر اب بھی اٹھتی
باہر کی جانب بڑھ گئی تھی یزدان ناچار آٹھ کر اُس کے پیچھے ہو لیا۔

کہو کیا کہنا ہے" وہ چھت پر آئی تھی اور وہ چھت پر قدم رکھتے ہی اکھڑ "
انداز میں بولا
بابا سائیں کی وجہ سے آئے ہو؟" اُسے پتہ تھا پھر بھی گہرا سانس کھینچتے"
پوچھ بیٹھی
بالکل" اُس نے یک لفظی جواب دیا میر اب آگے بڑھتے چھت کی"
منڈیر پر ہاتھ رکھتے سامنے کچی گلیوں کو دیکھنے لگی
ورنہ کبھی نہیں آتے ہیں نہ؟" وہ سامنے بادلوں کی اوٹ میں ہوتے "
سورج کو دیکھ سوال کرنے لگی

وہ کچھ نہیں بولا وہ کہنا چاہتا تھا کہ ''میں تم سے غافل نہیں رہ سکتا'' لیکن انا برقرار رکھتے اُس نے نہیں کہا

یزدان'' وہ یکدم پلٹی تھی اُس کی کالی آنکھیں چمکنے لگی یزدان انہی پر ''اٹک گیا

میں تم سے خلع لوں تو؟'' اُس نے کہا اور پھر مسکرانے لگی۔۔۔ یزدان'' علی شاہ کچھ بول نہیں پایا وہ بول ہی نہیں سکتا تھا

غصہ، ناراضگی، دکھ اپنی جگہ لیکن وہ اُسے چاہتا تھا میر اب سلطان کے بغیر وہ خود کو خالی محسوس کرتا تھا وہ یہ بات نہیں جٹھلا سکتا تھا۔۔۔

اُسے میر اب سلطان کے بولے گئے ایک جملے سے شدت سے اِس بات کا احساس ہونے لگا کہ اُس کے وجود کا کوئی حصہ رفتہ رفتہ کٹ رہا ہے

خلع لوں تو؟'' اُس نے اپنی بات پھر سے دہرائی''

آپ ایسا کرے گی'' اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی '' وہ بھوری آنکھیں اُس پر جماتے حیرت سے پوچھنے لگا

ہاں۔۔۔! جہاں قدر نہ ہو وہاں رکنا ناقدروں کو سر چڑھانے کے "

" مترداف ہوتا ہے

میں نے آپ کی ناقدری نہیں کی" وہ اُس کی کالی آنکھوں میں جھانک "

کر کہنے لگا پتہ نہیں وہ کسے بتا رہا تھا اُسے یا خود کو؟

واقعی؟" وہ ہلکا سا ہنسی استہزاء نہیں طنزیہ بھی نہیں بس ویسے ہی عام سی "

ہنسی

آپ کو پتہ ہے ایک طلاق یافتہ عورت کو معاشرہ کیسے دیکھتا ہے؟؟" وہ "

"آپ" پر آگیا تھا لہجہ بھی قدرے بدل گیا تھا پانچ برس قبل والا طرزِ

تخاطب تھا

آپ کو تھوڑی دیکھے گا مجھے دیکھے گا میں خود لڑ لوں گی" اُس نے "

کندھے اچکاتے کہا

معاشرہ طلاق یافتہ عورت کو جینے نہیں دیتا میر اب سلطان" وہ اب کی بار "

تھوڑا سخت لہجے میں بولا وہ بس باتوں کو گھما رہا تھا اور وہ جانتی تھی۔

معاشرہ تو کسی کو نہیں جینے دیتا وہ ہمہ وقت تنقید کرتا ہی رہتا ہے تو؟" "

اُس نے پھر سے کندھے اچکائے وہ عام سے لہجے میں گویا ہوئی

آپ سمجھ نہیں رہی" وہ چڑا تھا اب "

آپ سمجھا دے میرے پاس بہت وقت ہے" وہ بے نیاز لہجے میں گویا "

ہوئی یزدان اُس ڈھیٹ کو دیکھتا رہ گیا وہ اب مسکرانے لگی تھی۔۔

یہ مذاق ہے؟" وہ آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھنے لگا"

نہیں تو آپ کو لگ رہا ہے؟" اُس نے ایک بار نفی میں سر ہلایا اور منڈیر "

کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی

میں جتنی نرمی برت رہا ہوں تم مجھے اتنا ہی غصہ دلا رہی ہو" اُس کا لہجہ "

سخت ہونے لگا

یہ نرمی ہے؟" میر اب نے دایاں ابرو اٹھاتے استہزاء انداز میں پوچھا "

۔۔وہ پھر "آپ" سے "تم" پر آ گیا تھا۔

"گھر چلو بابا کو اچھا لگے گا اور یقیناً تمھیں نہیں بتاتے لیکن تمھارے گھر والے بھی پریشان ہوتے ہیں" وہ غصہ کم کرنے کو سر جھٹک کر بولا

"میرے گھر والے پریشان نہیں ہے" وہ شاید ماننے کو تیار نہیں تھی تبھی کہا

"بیٹی شادی شدہ ہونے پر بھی گھر بیٹھی ہو تو ہر غیرت مند والدین پریشان ہوتے ہیں میر اب" وہ صاف گوئی سے بولا میر اب کچھ پل خاموش رہی وہ سچ کہہ رہا تھا شاکرہ بیگم بے شک اُس کی چچی تھی لیکن وہ کتنا پریشان ہوئی تھی اُس کے یوں آجانے سے۔۔۔

"میں خود نہیں آئی تھی" وہ بے ساختہ خفا ہوتے اُسے دیکھتے بولی

"تمھیں سوچنا چاہیے تھا" وہ تذبذب ہوا تھا وہ سیدھی طرح اُسے نہیں کہہ رہا تھا کہ وہ نہ آتی

"تمھارے طعنے برداشت کرتی؟" وہ اب پہلے سے زیادہ خفا ہوئی

"شوہر ہوں تمھارا" وہ نظریں پھیرتے بولا

میں بھی بیوی ہوں تمھاری۔۔۔عورت ہوں تو کچھ بھی کہو گے؟" وہ استہزاء ہنسی

تم نے کیا کیا ہے یاد ہے تمھیں؟" وہ واپس اُس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا اس بار لہجے میں ایک کاٹ تھی

اچھے سے یاد ہے اور کوئی افسوس نہیں ہے اِس پر" اُس کا لہجہ بھی تیز اور مظبوط ہوا تھا

مطلب میرے بھائی کے قتل پر تمھیں کوئی افسوس نہیں؟" وہ منڈیر پر سختی سے ہاتھ رکھتے دبے دبے لہجے میں غرایا

صحیح سنا تم نے" وہ چہرہ دوسری جانب موڑتے بولی یزدان نے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے

ٹھیک ہے۔۔۔! میرا اب سلطان گڈ۔۔! تمھیں پتہ ہے میں تمھیں جیل بھی کروا سکتا ہوں؟" منڈیر سے ہاتھ اٹھاتے وہ طنز بھرے لہجے میں گویا ہوا

تمھارا برتاؤ کسی بھی جیل سے اوپر ہے" وہ دھیمی آواز میں بولی لیکن وہ "
سن چکا تھا پھر مٹھیاں بھینچ گیا

میں تم سے بحث نہیں چاہتا اگر یہ فار میلٹی ہی ہے تو گھر چلو" وہ گہرا "
سانس بھرتے دو قدم پیچھے ہٹتے بولا۔

تمھاری خادمہ نہیں ہوں میں یزدان بیوی ہو تمھاری جب چاہا نکال دیا"
جب چاہا بلا لیا۔۔۔! کیا ڈرامہ ہے یہ؟" وہ سیدھی ہوتی اُس کی بھوری
آنکھوں میں جھانکتی قدرے چیخ کر بولی

میں تم سے بحث نہیں چاہتا میرا اب بس گھر چلو" وہ لبوں پر زبان "
پھیرتے قدرے بے زاری سے بولا

اگر تم اپنی غلطی پر پشیمان نہیں ہو تو میں گھر نہیں جاؤں گی۔۔۔" وہ اُس "
کے لہجے کی بے زاری کو بھانپتے اٹل لہجے میں بولی۔۔۔۔

ساری زندگی یہی بیٹھی رہو گی؟" وہ ابرو آچکا کر پوچھنے لگا لہجہ استہزاء تھا "

بات ایسی ہے تو ضرور" وہ لفظوں پر دباؤ دیتے بولی "

کیا جواب دو گی تم سب کو شادی شدہ ہونے کے باوجود بھائی کے گھر "
بیٹھنے کا؟" وہ اب بھی بھنویں اٹھائے بغیر پیشمان ہوئے پوچھ رہا تھا

یہ تمھارا مسلہ نہیں ہے" وہ دانتوں پر دانت جما گئی اُس کے حلق میں "
کانٹے سے چبھنے لگے۔

درست۔۔۔! یہ بات جان لو کہ میں تمھیں خلع لینے نہیں دوں گا تم "
سے جہاں تک جانا چاہتی ہو جاؤ اگر ایسا ہے تو پھر بیٹھی رہو اپنے گھر میرے
نام پر" وہ مٹھیاں بھینچتے بولا میراب اُسے دیکھتی رہی اور وہ میراب کو، کئی
پل گزر گے۔۔

اُن دونوں میں سے کوئی بھی جھکنے کو تیار نہیں تھا حالانکہ رشتے پروان
چڑھانے میں آپ کو بہت بار بہت سی جگہوں پر جھکنا پڑتا ہے۔۔

خداحافظ" کالی، بھوری آنکھوں کا ارتکاز ٹوٹا اُس نے کہا پلٹا اور چلا گیا "

میراب سلطان کئی لمحے وہی کھڑی رہی وہ نجانے کب کا جا چکا تھا۔۔

پھر ٹپ ٹپ آنسو اُس کے رخساروں سے ہوتے زمین پر گرنے لگے وہ لب بھینچ گئی

" میراب۔۔ میراب تم یہاں کیوں کھڑی ہو یزدان کیوں چلا گیا؟ "

شاکرہ بیگم کی آواز اُسے حواسوں میں لائی تھی اُس نے نظریں پھیر کر دیکھا وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اُسے سوالیہ نظروں سے تک رہی تھی۔۔

بتاؤ بھی میراب؟" وہ اُس کے کندھے کو جھنجھوڑتے پوچھنے لگیں "

وہ چلا گیا ہے اُسے جانا ہی تھا" اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی "

معلوم ہوئی شاکرہ بیگم کا ہاتھ اُس کے کندھے سے سرک گیا اُس کی آنکھوں میں پریشانی کے دیپ جلنے لگے

میراب ایک بات کہوں بیٹے؟" وہ قدرے دھیمے لہجے میں بولی تو "

میراب نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا

غلط فہمی دیمک کی طرح ہوتی ہے اور رشتے لکڑی کی طرح کب دیمک "

" لکڑی کو کھا کر کھوکھلا کر دیتی ہیں پتہ ہی نہیں چلتا

میراب اُن کی بات انہیں دیکھتی گئی وہ صحیح تھی۔ وہ صحیح ہی تو کہہ رہی تھی

ضروری نہیں ہر بار رشتے میں آنے والا کوئی تیسرا انسان ہی ہو وہ تیسرا "

جھوٹ، غلطی فہمی، غصہ بھی ہو سکتا ہے اور جہاں تیسرا ایک طاق آجائے

" وہاں دو جفت نہیں ٹکتے

تمھیں جھکنا سیکھنا چاہیے بیٹے" شاکرہ بیگم کی آواز دھیمی تھی "

سمجھانے والی میراب نے اُن کی آنکھوں میں فکر بھی دیکھی تھی

ہر بار عورت ہی کیوں چچی؟" اُس کا لہجہ رندھنے لگا شاید وہ تھک رہی "

تھی۔۔۔ رشتوں میں عزتِ نفس کا بوجھ اٹھانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔

کیوں کے بیٹے مرد میں اللہ نے برداشت نہیں رکھی۔۔۔عورت "
میں رکھی ہے برداشت اللہ بہتر جانتا ہے کس پر کس چیز کا بوجھ ڈالنا ہے کون
" کیا برداشت کر سکتا ہے

وہ اُس کا کندھا تھپتھپاتے بولی وہ اب مسکرائی تھی

مجھ سے یہ نہیں ہو گا چچی" وہ رو دینے کو تھی "

" تم عورت ہو میراب تم سے سب ہو سکتا ہے۔۔جو تم چاہو "
وہ کیوں نہیں سمجھتا؟" وہ رو دی تھی شاکرہ بیگم کی بھی آنکھیں نم "
ہوئی

تم سمجھاؤ میراب۔۔۔! اُسے بتاؤ عورت بے شک اپنے حصے میں آئے"
مرد کے ساتھ اچھی لگتی ہے۔۔۔لیکن وہ اُس حصے میں آئے حاکم کی غلام
نہیں ہوتی اپنوں کو سمجھایا جاتا ہے میراب چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتے نہیں
" توڑے جاتے

وہ اُس کا گال تھپک کر کہتی نیچے چلی گئی میراب کئی پل وہاں کھڑی رہی۔۔

ہر کسی کے لیے فیصلہ کرنا آسان نہیں ہوتا

وہ نیچے کی جانب بڑھ گئی وہ تیز قدموں سے چلتی اپنی کمرے میں آئی اب وہ سنگھار میز کے ڈرا میں کچھ تلاش کر رہی تھی اُس نے ایک کالے رنگ کا موبائل اُس میں سے برآمد کیا اُس موبائل کی گلاس سکرین پر چند خراشیں تھیں۔۔۔

اُس نے موبائل آن کیا پھر وہ کئی لمحے موبائل کی سکرین کو تکتی رہی اُس کے رخسار پر آنسوؤں کی لکیریں پھسل گئیں ایک، دو، تین اور پھر کئی لکیریں ۔۔۔

اُس نے اُس موبائل کی واٹس ایپ کھولی اور کسی نمبر پر چند چیزیں بھیج کر موبائل کو زمین پر پھینکا۔۔

وہ اب روتے ہوئے اپنا پاؤں اُس موبائل پر مارتی جا رہی تھی آنسوؤں کی لکیریں بھی ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی

وہ سسکنے لگی تھی اُس کا سانس اکھڑنے لگا ایک دھند تھی جو اُس کی نظروں کے سامنے چھانے لگی اور وہ وہی بے سود ہوتی گر گئی۔۔۔پاس ہی کئی حصوں میں تقسیم ٹوٹا بکھرا موبائل پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

❀❀❀❀❀

"یحییٰ بیٹے" مجیب شاہ نے ہال میں کھڑے ہی اُسے پکارا اپنے کمرے کی جانب بڑھتے اُس کے قدم تھم گئے مبشرہ جو کچن کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی اُس کا ہر عضو سماعت بنا تھا

"جو بھی ہوا میں اُس پر بہت شرمندہ ہوں" وہ واقعی شرمندہ نظر آتے تھے

تایا جان پلیز۔۔!" وہ اُن کی جانب بڑھتے نرم اور التجائیہ انداز میں گویا "
ہوا

آپ ایسی باتیں نہ کرے اچھا نہیں لگتا" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا "
پھر بھی۔۔۔! خیر پوچھنا نہیں چاہیے لیکن کیا اب بھی تم۔۔!" "

انہوں نے بات ادھوری چھوڑی۔۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اُس کا استعمال کر رہے ہیں جبکہ مقابل شخص تو بیٹھا ہی برسوں سے اِس کے لیے تھا
۔۔

دوسری طرف کچن کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی اُس لڑکی کا دل ڈوبنے لگا تھا اُس کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی وہ اپنے باپ کی ادھوری چھوڑی بات سمجھ چکی تھی وہ اب اُس شخص کے جواب کی منتظر تھی

" آپ جیسا چاہے ویسا کریں میں کوئی اعتراض نہیں رکھتا "

وہ سر جھکائے بولا اُسے آدم سلطان کے الفاظ بے ساختہ یاد آنے لگے۔۔۔"

میں تمھیں فائدہ پہنچایا ہے" اُس نے دوسرے ہی پل سر جھٹکا۔۔

شکریہ بیٹے" مجیب شاہ نے اُس کے کندھے پر ہاتھ جمایا "

مبشرہ کی ماں" وہ اب شائستہ بیگم کو پکار رہے تھے "

باباوہ۔۔وہ ماں گھر نہیں ہے ساتھ والے گھر گئی ہے" وہ کچن کی اوٹ سے "

باہر نکل کر سامنے آتے دھیمی آواز میں بولی مجیب شاہ نے ایک نظر غصے سے

اُسے دیکھا تو وہ سر جھکا گئی

آدم نے منع کر دیا ہے۔۔اب خدا کے لیے میں یحییٰ سے ایک مہینے کے "

اندر اندر تمھارا نکاح کروا رہا ہوں کوئی شور شرابہ مت کرنا ورنہ میں ہاتھ

" جوڑتا ہوں تمھارے۔۔

بابا" وہ اُن کی آخری بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سسک کر بولی بے "

ساختہ اُس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

آپ جیسا کہے گے میں ویسا کرلوں گی'' وہ انہیں دیکھتے دھندلائی ''
نظروں سمیت بولی پھر آخر میں سر جھکا گئی۔۔
وہ جانتی تھی ایسا ہی ہو گا
یہی بہتر ہے'' مجیب شاہ شکستہ لہجے میں بولتے چلے گئے اُس نے گردن ''
موڑ کر دیکھا تو یحییٰ شاہ بھی وہاں موجود نہ تھا وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا
تھا مبشرہ اُس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

Zubi Novels Zone

وائے بی'' اُس کے قدموں کی چھاپ سنتے اُس نے دروازہ کھلا ہی رکھا''
وہ اُس کے کمرے میں داخل ہو گئی
ہمم؟'' اُس نے ہنکار بھرا اُس کی کالی آنکھیں چمک رہی تھی۔۔۔۔ ''
جب آپ کو ہر طرف سے ناامیدی ملے اور اچانک آپ کی من پسند چیز آپ
کی جھولی میں آن گرے تو ایسے ہی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں

"آپ مجھ سے اب بھی نکاح کرلے گے؟" وہ لب بھینچ کر اُس کی پشت کو دیکھتے پوچھنے لگی یحییٰ پلٹا اور اُسے دیکھا

"جی کرلوں گا" اُس نے مدھم اور نرم لہجے میں جواب دیا

"آپ منع نہیں کرے گے؟" وہ آنکھیں جھپک کر پوچھنے لگی یحییٰ نجانے کیوں مسکرایا تھا وہ آج اِس وقت خوش تھا

"آپ خود منع کردے مبشرہ۔۔۔۔ مجھ سے بداخلاقی نہیں ہوتی" اُس نے بایاں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں اڑستے کہا

"آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو منع کردے ورنہ آپ کو ساری زندگی تکلیف ہوگی" وہ سر جھکا کر بولی نجانے وہ کیا چاہتی تھی۔۔۔۔ یحییٰ اُس کے جھکے سر کو دیکھتا گیا

"محبت سے دستبردار نہیں ہوا جاتا" وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا کر بولا

محبت کو تکلیف بھی نہیں دی جاتی'' وہ نظریں اٹھا کر اُس کے چہرے پر مرکوز کرتے بولی وہ لب بھینچ گیا وہ کچھ نہیں کہہ پایا وہ صحیح کہہ رہی تھی

میں آپ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔۔! کسی سے بھی کر لوں گی '' لیکن آپ سے نہیں ہو گا'' وہ انگلیاں مڑوڑتے بولی اُسے گلٹ ہونے لگا تھا ۔۔۔وہ اُس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد نہیں ہو گا اور یہ بات وہ جانتا ہے اُسے اِس بات پہ گلٹ ہونے لگا تھا

تو کیا؟ میں محبت کرتا ہوں آپ سے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ '' سے'' وہ اُسے نرم نظروں سے تکتے کہنے لگا

میں نہیں کرتی'' اُس کے بڑھتے قدموں پر وہ قدم پیچھے کو لینے لگی اُس '' نے لب دانتوں تلے دبا کر کہا

میں سو فیصد کرتا ہوں ہم آدھی آدھی بانٹ لے گے" وہ مسکرایا تھا "

اُس کی کالی آنکھیں بھی مسکرانے لگی مبشرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر اُسے دیکھا اُسے خود کو تکتا پا کر وہ ہچکچاتے سر جھکا گئی۔۔۔

ایسا تو نہیں ہوتا" وہ جھکے سر سمیت ہلکا سا منمنائی "

ایسا ہو جاتا ہے میں آپ کو اچھے سے سیکھا دوں گا" اُس کی آنکھوں میں "

شرارت ناچنے لگی

آپ منع کر دے پلیز" اُسے پتہ ہی نہ چلا وہ کمرے سے باہر کھڑی تھی "

آپ کر دے میں تو اچھا بچہ ہوں میں انکار نہیں کرتا۔۔! میں میڈیکل "

یونیورسٹی میں آپلائی کیا ہے مجھے اُس کے لیے تیاری کرنی ہے اب آپ مجھے

" اکیلا چھوڑ سکتی ہے

اُس نے نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا اور دروازہ بند کر دیا مبشرہ یکدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

پھر وہ آنکھیں میچ گئی ''بندر کہی کا'' وہ بڑبڑائی تھی

پھر اپنے بابا کی بات یاد کرتے اُس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔۔۔۔۔''

آدم سلطان نے منع کر دیا ہے'' وہ جانتی تھی وہ منع کر دے گا لیکن پھر بھی دل کو کون سمجھا سکتا ہے بھلا؟

آنکھوں میں نمی لیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اُس نے وضو کیا اور قرآن پاک کھول کر بیٹھ گئی۔۔

یکدم اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ ایک لفظ پڑھتی اور ایک سسکی بھرتی پھر آنکھیں صاف کرتی اور پھر پڑھتی پھر سسکی بھرتی اور سلسلہ یوں ہی آدھا گھنٹہ چلتا رہا۔۔۔

اب بس اُس کی سسکیوں کی آواز ہی کمرے میں گونج رہی تھی

اُس نے دھندلی نظروں سے اٹکتے لفظوں سے سورت البقرہ کا ایک رکوع پڑھا تھا

پھر قرآن پاک بند کیا چوما غلاف میں لپیٹا اور ہاتھ دعا کے لیے اٹھا لیے
۔۔۔۔۔پھر اُس کی ہتھیلی پر آنسو گرتے گئے۔۔

میں نے ایک نامحرم سے محبت کی اِس لیے آپ نے اُسے مجھے نہیں دیا "
؟" وہ نم آواز میں سوال گو تھی
اللہ تعالیٰ آپ میرے دوست ہے نا پلیز کچھ کر دے پلیز" وہ ایک ہی "
سانس میں بولی آخر میں سسکی بھری
اِس میں کسی کا قصور نہیں ہے لیکن آپ میرے دل کو سمجھائے پلیز "
" میرے دل میں ڈالے کچھ کہ میں سب بھول جاؤں۔۔۔! یا پھر
وہ بولتے بولتے رک گئی اُس کا رونے کی وجہ سے ہلکے سے کانپتا وجود بھی یکدم
ساکت ہو گیا۔۔۔
اُس نے آگے کچھ نہیں کہا وہ لب بھینچنے کی کوشش کرنے لگی

آپ جانتے ہے اللہ آپ جانتے ہے میری بات" وہ بس اتنا بولی پھر لب "
دانتوں تلے دبا کر سسکی کا گلا گھونٹ دیا
وہ اللہ سے اُسے مانگنا چاہ رہی تھی نجانے کیوں وہ نصیب بدلنے کی تگ
دو میں۔۔۔! شاید دل نہیں بدل رہا تھا اِس لیے
اُس نے پھر ہاتھ چہرے پر پھیر لیے اب وہ اللہ سے مانگنے والی تھی وہ انیس
سال کی لڑکی جو ابھی ابھی برس پہلے بالغ ہوئی تھی وہ اپنی پہلی محبت اپنے
نصیب میں کرنے کو اللہ سے دعا گو ہونے والی تھی۔۔۔!!
اُس نے قرآن پاک واپس جگہ پر رکھا پھر اوپر چھت کو دیکھا جیسے
آسمان کو دیکھ رہی ہو
میں انتظار کروں گی" پتہ نہیں وہ کیا بول رہی تھی پھر وہ مسکرانے لگی "
۔۔۔

پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اُس کے چہرے پر ایک کِھلی ہوئی مسکراہٹ تھی۔۔۔وہ انیس سال کی لڑکی مسکراہٹ کے پیچھے اداسی کو چھپانا سیکھ رہی تھی۔۔۔وہ زندگی جینا سیکھ رہی تھی۔۔۔۔

❀❀❀❀❀❀❀

"کراچی"

"کون ہو تم میرے بھائی کو کیسے جانتے ہو؟" اُس نے تیزی سے نوٹس کو رول کرتے کرسی سے اٹھتے ایک ہاتھ ٹیبل پر جماتے نوٹس کو ھتیار کی صورت استعمال کرتے اُسے گویا دھمکایا

"چار لڑکیوں میں اِس ہینڈسم لڑکے کو دھمکی مت دو" وہ کرسی سے ٹیک لگائے پُرسکون تھا

"بتاؤ ورنہ!" میراب نے نوٹس اُس کی جانب مزید کرتے آنکھیں چھوٹی کرتے پھر سے پوچھا

"تم کسی کے بھیجے غنڈے تو نہیں؟" وہ بھنویں سکیڑ کر اُسے گھور کر دیکھتے پوچھ رہی تھی

"اتنا ہینڈسم غنڈہ دیکھا ہے کہی مجھے تو خود غنڈے اغواء کر لے" وہ کندھے آچکاتے ہنسا

"رشتے دار ہوں تمھارا" وہ کرسی سے ٹیک چھوڑ کر ٹیبل پر کہنیاں ٹکا کر بولا

"اپنا یہ ہتھیار پیچھے کر لو میرے حسین مکھڑے پر لگ نہ جائے کہی" اُس نے میراب کا نوٹس والا ہاتھ سائیڈ پر کرتے کہا

میرا کوئی رشتے دار نہیں ہیں" وہ کرسی پر واپس ٹک گئی لیکن انداز بے "
چین تھا اور نوٹس ویسے ہی پکڑ رکھے تھے جیسے کچھ بھی غلط ہوا تو اے جے کی
پھینٹی پکی

کزنز!" اُس نے بھنویں ہلکی سی سکیڑیں "

میرے کوئی کزنز نہیں ہیں" وہ اکھڑے لہجے میں بولی "

ماں باپ!" اُس نے دونوں بھنویں اٹھائی اور سنہری آنکھیں اُس کے "
تاثرات پر جمائی

" میرے ماں باپ نہیں ہے"

تم ڈاؤن لوڈ ہوئی تھی؟" وہ قدرے حیرت سے پوچھ رہا تھا "

میر اب سلطان کی اُس پر جمی کالی آنکھیں بے اختیار پھیل گئی

تم۔۔۔!" وہ انگشت شہادت اٹھاتے بولی "

ہینڈسم اے جے" وہ مسکرایا تھا "

سیدھی طرح بتاؤ" وہ قدرے برہم لہجے میں بولی "

تمھاری خالہ کا بیٹا ہوں۔۔۔! ہم جاپان میں رہتے تھے تھوڑی دیر پہلے "
شفٹ ہوئے ہیں ہمارے تعلقات خالہ یعنی آپ کی امی حضور سے نہیں تھے
کیوں نہیں تھے وہ پرانی اور لمبی کہانی ہے پسند کی شادی یہ، وہ، فلانہ" وہ آخر
میں آتے آتے بے زار ہوا

مجھے تم اب بھی مشکوک لگ رہے ہو" وہ آنکھیں چھوٹی کرتے اُس "
کے چہرے کو مسلسل گھورتے کہنے لگی
میں تمھیں ہینڈسم نہیں لگ رہا؟" وہ چمکتی سنہری آنکھیں لیے بولا "
اندھی نہیں ہوں میں" وہ مصنوعی مسکرا کر بولی اے جے نے منہ بنایا "
وہ بدمزہ ہوا تھا

" یہ دیکھ لو تمھارے بھائی سے مل چکا ہوں میں "
اُس نے موبائل اٹھاتے اپنی اور آدم کی تصویر اُسے دیکھائی تھی میر اب نے
تصویر کے بعد اُسے دیکھا

ٹھیک ہے ٹھیک ہے" اُس نے آنکھیں گھما کر کہا "

تمھارے بھائی نے ہی تمھارا خیال رکھنے کو کہا تھا" وہ باور کروانے "

والے انداز میں بولا میر اب نے بس کندھے اچکائے

اتنا آگے پیچھے گھوما میں تمھارے" وہ قدرے خفا تھا "

تو۔۔؟ چک بیلی خان کے کتے بھی میرے آگے پیچھے گھومتے رہتے ہیں" "

وہ کندھے آچکا کر بولتے مسکرائی تھی۔۔ایک نخوت بھری مسکراہٹ اسے

جے طنزیہ ہنسا پھر قدرے غصے سے اُسے دیکھا وہ پھر بھی بغیر اثر لیے مسکراتی

رہتی

تم انتہا کی بد تمیز ہو" وہ برہمی سے بولا "

مت گھومو میرے آگے پیچھے پھر" وہ بے زار چہرہ لیے ترچھا مسکرائی "

اب تو دوستی کرلی ہے اور تم ہو بھی ایک لڑکی۔۔۔میں اتنا بے ایمان "
نہیں ہو کہ اکیلی لڑکی کو چھوڑ دوں" وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا
میراب نے دو، تین بار سر کو اثبات میں ہلایا۔۔ جیسے احسان مان لیا ہو

" لڑکیوں سے بہت انسیت ہے تمھیں؟ "
ایسی ویسی۔۔؟ لڑکیاں نہ ہوتی تو میں سانسیں کیسے لیتا؟" وہ گہرا مسکرایا "
تھا کٹ لگا ابرو اٹھایا میراب کے لبوں کی نامعلوم مسکراہٹ گہری ہو گئی وہ سر
جھکا کر مسکرانے لگی تھی۔۔

لڑکیاں ہے یا آکسیجن سلنڈر؟" وہ سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے پوچھنے "
لگی وہ کسی سمت دیکھ رہ رہا تھا پھر چونک کر واپس میراب کی طرف دیکھنے لگا
وہی آکسیجن سلنڈر کا کام کرتی ہے میرے لیے" اُس نے بات کرتے "
میراب کے نوٹس کھینچے اپنا پین کھولا اور وہاں کچھ لکھنے لگا۔۔۔

دیکھنا کہی کوئی کاربن ڈائی آکسائڈ نہ نکل آئے" وہ نوٹس پر لکھے اُس "
کے جملوں کو دیکھنے کی تگ دو میں ہنستے ہوئے بولی

ٹنشن نہیں میں خود ہائڈروجن ہوں" وہ نوٹس پر کچھ لکھتے لکھتے بولا "
میراب کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ کرسی پر سر گرائے ہنستی چلے گئی
پھر ہنستے ہوئے ہی اُسے دیکھا وہ نوٹس اونچا کیے اُس جانب کر رہا تھا جہاں
کچھ دیر پہلے وہ دیکھ رہا تھا میراب نے ہنستے ہوئے گردن ٹیڑھی کرتے اپنے
نوٹس دیکھے تو اُس کی ہنسی کو بریک لگی۔۔۔۔

یہ نوٹس ہیں میرے تم نے ٹیلی فون رجسٹری سمجھا ہے انہیں اے "
جے کے بچے" وہ نوٹس اُس سے کھینچتے اُسے آنکھیں دیکھاتے بولی۔۔۔۔
اب تم گنتی رہنا" وہ پین بند کرتے قدرے سرسری انداز میں بولا "

"کیا تکلیف ہے؟ کیا؟" وہ منہ بسور کر نوٹس پر لکھا اُس کا نمبر دیکھ رہی تھی سر اٹھائے بغیر بولی

"اے جے کے بچے تمھاری طرف کتنے ہوئے" اُسے دو لمحے لگے تھے اُس کی بات سمجھنے میں اُس کی آنکھیں پھیل گئی

"تم۔۔! اے جے کے بچے" وہ سر اٹھا کر چیخی لیکن وہ وہاں نہیں تھا میراب نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ کنٹین سے باہر نکل رہا تھا

"تم نے ہی تو پوچھا تھا کتنے بچے ہوئے ہیں اب تک" وہ بغیر پلٹے دھیمے قدم اٹھاتے دور سے ہی بولا میراب نے دانت پیسے۔۔ اُسے وہ دن یاد آیا جب اُس نے پوچھا تھا "اور کتنے بچے ہوئے ہیں اب تک؟"

"ہاں یہ دوسرا ہو گیا" وہ چلتے چلتے ہی دایاں ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں فضا میں اٹھائے بولا

تم مر جاؤ چمپینزی کی دوسری اولاد" وہ نوٹس میز پر پٹخ کر بولی۔۔ "

میراب نے دیکھا وہ رک گیا تھا اور پھر دوسرے لمحے میراب کی جانب پلٹا

نمبر سیو کر لینا سانولی سلطانہ" وہ مسکرایا اور واپس پلٹ کر تیز تیز چلنے "

لگا

تم" وہ بولتے بولتے رک گئی نوٹس اٹھایا اور پیر پٹختی وہاں سے یہ جا وہ "

جا۔۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

جاری ہے

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

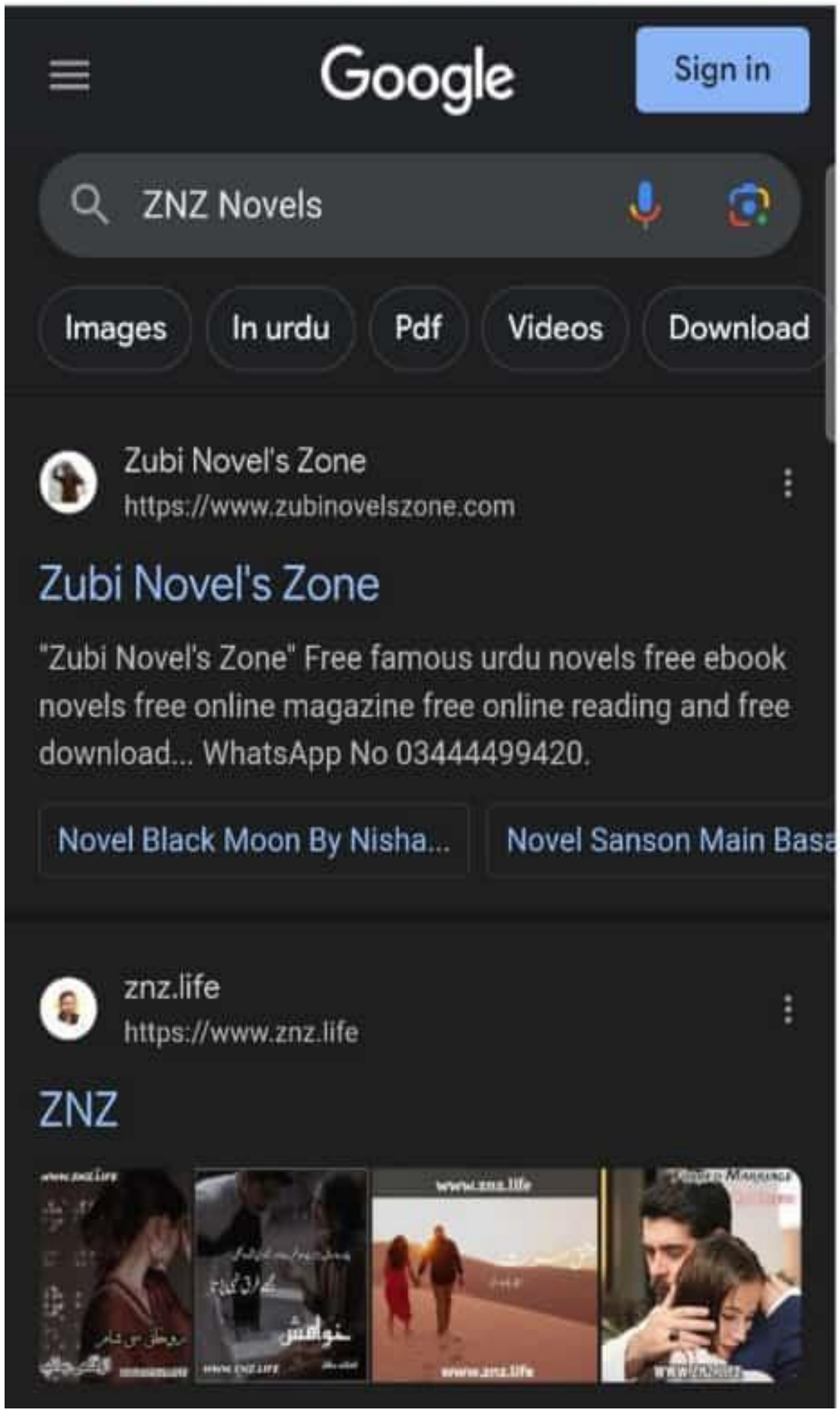

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں
0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now